چودھویں صدی ہجری کے عظیم علمی اور روحانی بزرگ انقلاب آفریں داعی و مبلغ
خانوادۂ کچھوچھہ مقدسہ اور سلسلۂ اشرفیہ کے عہد ساز شیخ طریقت
اشرف الاولیا ابو الفتح علامہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی
قدس سرہٗ کی سیرت اور کارناموں پر اولین تحقیقی کتاب

مصنف
مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی
سابق صدر المدرسین و صدر مفتی
مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف مالدہ بنگال

ناشر
تاج الاصفیا دار المطالعہ مخدوم اشرف مشن
پنڈوہ شریف ضلع مالدہ (بنگال)

اشرف الاولیاء حیات و خدمات
مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

مصنف کی مطبوعہ تصانیف

Published by

TAJUL ASFIYA DARUL MUTALA
MAKHDOOM ASHRAF MISSION
PANDUA SHARIF, DISTT MALDA, (W.B) PIN : 732102

چودہویں صدی ہجری کے عظیم علمی اور روحانی بزرگ انقلاب آفریں داعی ومبلغ خانوادۂ کچھوچھہ مقدسہ اور سلسلۂ اشرفیہ کے عہد ساز شیخ طریقت اشرف الاولیا ابوالفتح علامہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہٗ کی سیرت اور کارناموں پر اولین تحقیقی کتاب

اشرف الاولیا حیات وخدمات

مصنف

مولانا مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

سابق صدر المدرسین وصدر مفتی

مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف مالدہ بنگال

ناشر

تاج الاصفیا دار المطالعہ مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف مالدہ بنگال

☆ نام کتاب : اشرف الاولیا حیات وخدمات

☆ مصنف : مولانا مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

☆ تصحیح : بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی (قدس سرہ) مفتی آل مصطفیٰ مصباحی مدظلہ العالی

☆ کلمات تبریک : تاج الاولیا حضرت علامہ سید جلال الدین اشرف قادری میاں مدظلہ العالی

☆ کلمات تحسین : محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی نظام الدین رضوی مدظلہ العالی

☆ کلمات تقریب : ماہر علوم لسانیات حضرت ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی مدظلہ العالی

☆ کلمات تکریم : محدث جلیل حضرت علامہ عبد الشکور مصباحی مدظلہ العالی

☆ کلمات تقدیم : شیخ المعقولات حضرت علامہ شمس الہدیٰ مصباحی مدظلہ العالی

☆ پیش لفظ : فخر صحافت حضرت علامہ مبارک حسین مصباحی مدظلہ العالی

☆ اشاعت اوّل : ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۷ء

☆ اشاعت دوم : ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰۱۰ء

☆ اشاعت سوم : ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۶ء (بزبان بنگلہ)

☆ اشاعت چہارم : ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۰۲۰ء (جدید ایڈیشن)

☆ تعداد : ۱۱۰۰ (گیارہ سو)

☆ صفحات : 272

☆ ناشر : تاج الاصفیا دار المطالعہ مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف مالدہ بنگال

مشمولات

OOOOO

شرفِ انتساب

وقت کی عظیم شخصیتوں کے نام

☆ عارف کبیر ولی کامل اخی سراج آئینہ ہند حضرت شیخ سراج الدین عثمان چشتی نظامی

(مصنف میزان، پنج گنج، ہدایۃ النحو)

☆ مخدوم العالم مرشد غوث العالم قطب بنگال گنج نبات حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی

☆ سلطان التارکین غوث العالم محبوب یزدانی حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی

☆ مجدد اعظم فقیہ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی

☆ جلالۃ العلم حافظ ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ عبدالعزیز اشرفی مبارکپوری

☆ تاج الاصفیا حضرت علامہ الحاج سید شاہ پیر مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اور جملہ مشائخ سلاسل قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ اور اپنے والدین کریمین غفرلہما المولیٰ الغنی کی طرف اپنے اس حقیر سرمایہ کو منسوب کرنے کی سعادت سرمدی حاصل کر رہا ہوں جن کے روحانی فیضان سے میں اس علمی کاوش کے قابل بن سکا۔

چہ از صفائے ارادت زنم بمہر تو دم ضمیر پاک دل روشنت گواہ من است

محتاج کرم:

محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

نذرِ عقیدت

میں اپنی اس حقیر خدمت کو اس ذات گرامی کی بارگاہ عالیہ میں نذر کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں جن کو دنیائے سنیت پیر طریقت گل گلزار اشرفیت، جانشین حضور اشرف الاولیا تاج الاولیا حضرت علامہ الحاج ڈاکٹر

سید شاہ جلال الدین اشرف

اشرفی جیلانی مدظلہ النورانی

سربراہ اعلیٰ مخدوم اشرف مشن

پنڈوہ شریف کی حیثیت سے یاد کرتی ہے جن کی بافیض صحبت اور توجہات بیکراں نے مجھے یہ سعادت بخشی اور میں اس خدمت کے لائق بن سکا

گر قبول افتد زہے عز وشرف

عقیدت کیش:

گدائے تاج الاولیا

محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

سخن ہائے گفتنی

باسمہ سبحانہ تعالی

حامدا و مصلیا و مسلما.........................أما بعد

یہ میرے لیے خوش نصیبی کی بات ہے کہ میں ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوا جو خانوادۂ اشرفیہ کی غلامی کا طوق اور اشرفی نسبت کا فیضان کئی پشتوں سے رکھتا ہے اور آل مخدوم وآلِ رسول پر جاں نچھاور کرنا اپنے لیے سعادت دارین سمجھتا ہے۔ ابھی میں نے شعور کی منزل میں قدم رکھا تھا اور مکتب میں زیر تعلیم تھا کہ والد گرامی نے خاندانی معمول کے مطابق حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے حلقہ غلامی میں مجھے داخل کردیا اور آپ نے شرف بیعت کی سعادت سے مجھے نوازا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے اتر پردیش کا میں نے رُخ کیا اور عالم اسلام کی عظیم مرکزی درسگاہ ’’الجامعۃ الاشرفیہ‘‘ مبارکپور میں داخلہ لیا چونکہ والد بزرگوار نے یہ تربیت دے رکھی تھی کہ ’’بیٹا! جہاں بھی رہو اپنے نام کے آگے اشرفی ضرور لگانا۔ اشرف کا فیضان ملے گا‘‘۔ ابو جان کی یہ قیمتی وصیت ذہن میں ثبت ہو چکی تھی، اس لیے جہاں کہیں بھی اپنا نام تحریر کرتا آگے اشرفی نسبت ضرور لکھتا، جس کی وجہ سے طلبہ سے لے کر اساتذہ تک میرے متعلق سب ہی یہ جانتے تھے کہ میں کچھوچھہ شریف کے کسی شیخ طریقت سے مرید ہوں، بعض درسگاہوں میں اساتذہ پوچھا بھی کرتے تھے کہ کچھوچھہ شریف کے کس پیر سے آپ مرید ہیں؟ میں جب اپنے پیر ومرشد حضور اشرف الاولیا کا نام بتاتا تو برجستہ فرماتے تھے کہ: ’’مجتبیٰ میاں بہت نیک آدمی ہیں، صاحب فیض بزرگ ہیں، ان کی تعویذات میں کافی تاثیر ہوا کرتی ہے، عالم باعمل ہیں، حافظ ملت ان کی بہت قدر کرتے تھے‘‘

وغیر ذالک۔

خصوصیت کے ساتھ محدث جلیل حضرت علامہ عبدالشکور صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب رضوی صدر شعبہ افتا، خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد صاحب مصباحی پرنسپل جامعہ اشرفیہ مبارکپور، جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ نصیرالدین صاحب عزیزی، شمس العلما حضرت علامہ ومولانا شمس الہدیٰ صاحب مصباحی دامت فیوضہم علینا، یہ میرے وہ مشفق اساتذۂ کرام ہیں جو میرے پیر ومرشد کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان نظر آتے۔

اپنے اساتذۂ کرام سے پیر ومرشد کے تعلق سے ان تأثرات اور توصیفی کلمات کو سننے کے بعد میری عقیدت وکشش میں اور اضافہ ہوگیا، لیکن حرماں نصیبی تھی کہ دوبارہ آپ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ تعطیلات کے مواقع سے جب مبارکپور سے گھر آتا اس وقت پیر ومرشد کا علاقے میں تبلیغی دورہ نہیں ہوتا اور جب آپ تشریف لاتے اس وقت میں مبارکپور میں ہوتا۔ کئی بار ملاقات کے لیے مبارکپور سے کچھوچھہ شریف بھی حاضر ہوا لیکن حضرت کے تبلیغی دورے میں رہنے کی وجہ سے زیارت سے محروم رہا۔ مصیبت کا پہاڑ اس وقت ٹوٹا اور پاؤں تلے زمین کھسکی جب آپ کے وصال کی خبر وصال کے چار روز بعد اشرفیہ مبا کپور میں سننے کو ملی، یقین نہیں ہور ہا تھا، اپنے ارمانوں کو لے کر مچل رہا تھا کہ کاش صرف ایک بار اور زیارت نصیب ہوجاتی لیکن بھیگی پلکوں کے ساتھ یہ سوچ کر صبر کرلیا کہ بندوں کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ مشیت ایزدی اس میں شامل نہ ہو۔

۲۰۰۲ء مادر علمی الجامعۃ الاشرفیہ مبا کپور سے میری ''تخصص فی الفقہ الحنفی و تربیت افتا'' سے فراغت کا سال تھا تقریب دستار بندی کی دعوت دینے کے لیے ضیاء

العلوم خیرآباد گیا ہوا تھا وہاں سے دوسرے دن صبح گھوسی جانا تھا، رات میں محسن وکرم فرما حضرت مولانا مفتی آل مصطفیٰ اشرفی مصباحی مدظلہ العالی استاذ ومفتی جامعہ امجدیہ گھوسی سے بذریعہ ٹیلیفون رابطہ کیا، حضرت نے فون اٹھاتے ہی سب سے پہلے یہی خوش خبری سنائی کہ ''آپ کے پیر ومرشد کے جانشین اور شہزادہ حضرت مولانا سید جلال الدین اشرف قادری میاں گھوسی تشریف لائے ہوئے ہیں، اور کل واپس جارہے ہیں، ملاقات کی خواہش ہو تو صبح جلدی آجائیں''۔ پھر کیا تھا صبح کا ارادہ ملتوی کر کے رات ہی کو گھوسی روانہ ہوگیا، بعد جمعہ حضرت مولانا قمرالدین اشرفی سابق صدرالمدرسین شمس العلوم گھوسی کے کاشانہ پر حضور تاج الاولیا سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اور یہ آپ سے پہلی ملاقات تھی، بعد سلام ودست بوسی اپنا تعارف کراتے ہوئے دستار بندی کا دعوت نامہ پیش کیا، حضرت نے اس پر ایک طائرانہ نظر ڈالی اور دعاؤں سے نوازتے ہوئے کچھوچھہ شریف آنے کی دعوت دی، اس کے بعد فون پر رابطہ ہوا، تاریخ اور دن طے ہوا، میں کچھوچھہ شریف پہنچا، خانقاہ حسنیہ اشرفیہ سرکارکلاں کے صحن میں اساتذۂ جامع اشرف کی موجودگی میں حضرت نے ''مخدوم اشرف مشن'' پنڈوہ شریف کا تعارف کراتے ہوئے مجھ ناچیز کو تدریسی خدمات کی دعوت دی، اس وقت میری تقرری ''دارالعلوم امام احمد رضا رتنا گیری مہاراشٹر'' کے لیے استاذی الکریم سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی نظام الدین دام ظلہ کے توسط سے عمل میں آچکی تھی، میں نے حضرت مفتی صاحب قبلہ سے اجازت لے کر یہ خیال کر کے لبیک کہہ دیا کہ یہ میرے لئے بہت بڑی سعادت مندی کی بات ہے کہ دیار مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمۃ والرضوان میں پیر ومرشد کے لگائے ہوئے چمنستانِ علم وعرفاں کی آبپاشی اور خدمت علم دین کا سنہرا موقع مل رہا ہے۔

شوال المکرم ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۲ء تعلیمی سال کے آغاز میں پنڈوہ شریف

حاضر ہوا، حضرت نے اس بے مایہ کے ناتواں کاندھوں پر صدارت کی عظیم ذمہ داری کا بارگراں رکھ دیا اور ناچیز کو اس ادارہ کا سب سے پہلا باضابطہ صدر المدرسین اور خادم افتا ہونے کا شرف حاصل ہوا، عہدہ صدارت کی وجہ سے جامعہ کی تعلیمی وتربیتی مصروفیات کے علاوہ خانقاہ میں باہر سے آنے والے مہمانان اور زائرین سے اکثر و بیشتر سابقہ پڑتا تھا، آنے والے ہر شخص کی زبان سے اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے فضائل وکمالات سنا کرتا تھا، ہر شخص کی زبان پر چاہے وہ آپ کا مرید ہو یا نہ ہو آپ کی فضیلت وبزرگی، تقویٰ وطہارت، اتباع شریعت وطریقت، رشد وہدایت، خدمت خلق اور ظاہری وباطنی کمالات کا چرچا تھا، پھر کیا تھا سنتے سنتے دل میں یہ خواہش جاگزیں ہوئی کہ اس عظیم ہستی اور خدارسیدہ بزرگ کی حیات وخدمات کو جمع وترتیب دے کر ملت اسلامیہ کے حوالے کردی جائے تاکہ آنے والی نئی نسل کے لیے ان کی حیات مقدسہ مشعل راہ اور نمونہ عمل ثابت ہو، متلاشیان حق ان کی تعلیمات وپیغامات کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے اور تاریخ کے صفحات پر اس عظیم المرتبت شخصیت کی سوانح حیات بھی محفوظ ہوجائے۔

ابھی اس کی تیاری مکمل طور سے شروع بھی نہیں ہو پائی تھی کہ اللہ عزوجل کے فضل وکرم اور مخدوم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے فیضان سے ’’ادارہ شرعیہ اتر پردیش رائے بریلی‘‘ میں نائب مدرس عالیہ کے عہدہ پر مجھے گورنمنٹی ملازمت مل گئی اور حضور تاج الاولیا دام ظلہ العالی سے اجازت اور دعائیں لے کر دیار مخدوم سے پھر مجھے یوپی آنا پڑا، حضرت نے شاندار اور تاریخی الوداعیہ پیش کیا اور مستقبل میں مخدوم اشرف مشن سے روابط وتعلقات برقرار رکھنے کی تاکید فرمائی، لیکن کتاب کی ترتیب و تالیف کی کسک باقی رہ گئی۔

اسی اثنا عرس مخدومی میں شرکت کے لیے ۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ کو کچھوچھہ

شریف حاضر ہوا۔ ماہنامہ ’’غوث العالم‘‘ کے مدیر نے یہ مژدۂ جانفزا سنایا کہ اس سال عرس اشرف الاولیا کے موقع سے ’’ماہنامہ غوث العالم‘‘ حضور اشرف الاولیا کی پاکیزہ حیات اور زریں خدمات پر ایک تاریخی دستاویز پیش کرنے جا رہا ہے، علمائے کرام اور قلم کاروں کے نام دعوت نامے ارسال کئے جا چکے ہیں آپ بھی اس میں حصہ لیجیے، ان کی بات ابھی پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ میری زبان سے یہ جملہ برجستہ نکلا، مولانا! یہ خواب میں نے دیکھا تھا اور اسے شرمندۂ تعبیر آپ کر رہے ہیں۔

عرس مخدومی سے واپسی کے بعد قلم اور کاغذ لے کر بیٹھا تو ذہن فیصلہ نہ کر سکا کہ کیا لکھوں اور کیا چھوڑوں۔ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی زندگی کے جس پہلو پر بھی قلم اٹھاؤں دفتر کے دفتر درکار ہیں اور ہر باب کے لیے ایک ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے، بہرحال! جانشین حضور اشرف الاولیا حضرت تاج الاولیا سے رابطہ کیا، فیض آباد پہنچا اور اپنی کیفیت بیان کی، حضرت نے برجستہ فرمایا: ’’آپ مضمون نہیں کتاب لکھ ڈالیے، ان شاء اللہ حضور اشرف الاولیا کا آپ پر فیضان ہوگا اور اسی سال عرس اشرف الاولیا میں اس کتاب کا اجرا عمل میں آئے گا‘‘۔

جانشین پیرومرشد کی زبان سے یہ جملہ سننا تھا آنکھوں میں آنسوں آگئے کہ مجھ جیسے کم علم اور بے مایہ کے سر پر حضرت اتنی بڑی ذمہ داری ڈال رہے ہیں، میں نے حضرت کا دامن پکڑ لیا اور عرض کی: حضور! مجھے اس سے قبل تصنیف وتالیف کتب کا کوئی تجربہ نہیں ہے اس لئے بغیر آپ کے سہارے میں یہ عظیم کارنامہ انجام نہیں دے سکتا اور نہ ہی حقیر اس لائق ہے حضرت نے دلی دعاؤں سے نوازا، ساتھ ہی حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے ان حالات سے بھی حقیر کو مطلع فرمایا جو مکمل تیرہ سال سفر و حضر خلوت وجلوت میں آپ کے ساتھ رہ کر بچشم خود ملاحظہ فرمایا تھا۔

آج یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کا

فیضان اور حضور تاج الاولیا مدظلہ العالی کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ورنہ مجھ جیسے ہیچمداں میں کیا مجال کہ اتنی بڑی ضخیم کتاب تیار کرسکوں ساتھ ہی میں اپنی اس فیروز بختی پر نازاں بھی ہوں کہ مجھ جیسے ادنی غلام کو اپنے پیر ومرشد حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ جیسے ولی کامل اور مرشد برحق کی پاکیزہ زندگی کے تعلق سے خامہ فرسائی کا یہ حسین موقع نصیب ہوا۔فقیر سگ در اشرف کی زندگی میں یہ بہت بڑی سعادت ہے۔

کوئی بھی کتاب کئی مراحل سے گزرنے کے بعد ہی منظر عام پر آتی ہے پھر کہیں جاکر لائبریری کی زینت اور ارباب علم وفضل کو سکون قلب ونظر فراہم کرتی ہے اس لیے ہر کتاب میں کچھ نہ کچھ فروگزاشت کا احتمال ضرور رہتا ہے۔ چونکہ یہ میری پہلی قلمی کاوش ہے اس لئے اس میں اس کا امکان اور زیادہ ہے لہٰذا اہل علم کی بارگاہ میں گذارش ہے کہ اس کتاب میں اگر کوئی خامی یا کمی نظر آئے تو برائے کرم آپ مجھے ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

میں شکر گزار ہوں مخدوم اشرف مشن کے جملہ ارکان وجملہ اساتذۂ کرام کا بالخصوص تاج الاصفیا دار المطالعہ کے ان شاہین صفت حوصلہ مند ارکان کا جنھوں نے طباعت کا بوجھ اس ہوشربا اور گرانی کے ماحول میں اپنے ذمہ لے کر ہمارے لیے آسانی کا سامان مہیا کیا۔اللہ تعالیٰ ان سب کو بہتر اجر عطا فرمائے نیز فیضان مخدومی اور فیضان اشرف الاولیا سے مالا مال کرے۔

اخیر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ ہمیں اپنے اسلاف اور بزرگان دین کی سیرت وکردار کو اپنانے کی توفیق بخشے نیز ان سے سچی عقیدت و محبت کا جذبہ عطا فرمائے اور میرے لیے اس کتاب کو ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اس کتاب کو پڑھتے وقت میرے والدین

کریمین کو دعائے مغفرت میں یاد کرنا نہ بھولیں کہ ان کی صحیح تربیت سے مجھے حضور اشرف الاولیاء کی غلامی ملی اور آج میں اس لائق ہوا۔

اسیر مجتبیٰ وخاکپائے اولیا:
محمد کمال الدین اشرفی مصباحی
سابق صدر المدرسین وخادم افتا
مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف
ضلع مالدہ بنگال

مقیم حال:
ایوان اشرف، سید نگر، رائے بریلی (یوپی)
مستقل سکونت:
اشرف نگر، سلی گوڑی، بنگال
آبائی وطن:
دُلالی گرام، قصبہ رام گنج،
اسلام پور، اتر دیناجپور بنگال

اظہارِ تشکر

میرے لیے یہ انتہائی خوش نصیبی اور فیروز بختی کی بات ہے کہ مجھ جیسے ہیچمداں اور ادنیٰ غلام کو وقت کی ایک عبقری و نابغہ روزگار شخصیت اور خانوادۂ اشرفیہ کے ایک عظیم چشم و چراغ ، شیخ طریقت ،بحر علم ومعرفت سیدی ومرشدی اشرف الاولیا حضرت علامہ الحاج ابوالفتح سید محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النوارانی جیسے خدا رسیدہ بزرگ اور ولی کامل کی حیات وخدمات کو کتابی شکل میں جمع کرکے امت مسلمہ کے حوالے کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ یقیناً یہ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کا روحانی فیضان اوران کے فضل وکرم کی کارفرمائیوں کا ہی نتیجہ ہے ورنہ مجھ میں کیا مجال کہ اتنی ضخیم کتاب تیار کرسکوں۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے میں احسان منداور شکر گزار ہوں مرشد برحق تاج الاولیا جانشین حضور اشرف الاولیا شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی کا جنھوں نے اس کتاب کی ترتیب میں میری بھرپور حوصلہ افزائی کی اورابتدا تا انتہا اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔مولی تعالی ان کا سایہ عاطفت سدا ہم سب پر دراز فرمائے اور ملت اسلامیہ کی سسکتی روح کو آپ کا فیضان تا دیر ملتا رہے۔

بعدازیں میں شکرگزار ہوں امت کے ان جلیل القدر علما وفضلا کا جن کا وجود اہلسنت و جماعت کے لیے سایۂ رحمت اور ہم سب کے لیے باعث خیر وبرکت ہے بالخصوص بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی شیخ الحدیث شمس العلوم گھوسی، ماہر

لسانیات حضرت علامہ ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی ،حضرت علامہ سید مقصود اشرف جیلانی جائسی ،محدث جلیل حضرت علامہ عبدالشکور مصباحی شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ ،جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ نصیر الدین عزیزی شیخ المعقولات الجامعۃ الاشرفیہ،ادیب عصر خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی پرنسپل الجامعۃ الاشرفیہ، جامع علوم وفنون حضرت مولانا شمس الہدیٰ خاں مصباحی،فقیہ زمن حضرت مولانا مفتی بدر عالم مصباحی ،ادیب شہیر حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی،استاذ زمن حضرت مولانا ناظم علی مصباحی ،فخر صحافت نازش زبان وبیان حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی ، اساتذۂ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور،فقیہ اہلسنت حضرت مولانا مفتی آل مصطفے مصباحی استاذ ومفتی جامعہ امجدیہ گھوسی، جامع معقول ومنقول حضرت مولانا ممتاز عالم مصباحی پرنسپل شمس العلوم گھوسی، نازش فکر وقلم حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی ، عالم باعمل حضرت مولانا رضوان احمد شریفی، اساتذۂ شمس العلوم گھوسی، مبلغ اہلسنت حضرت مولانا عبد المبین نعمانی مہتمم دار العلوم قادریہ چریا کوٹ، مجاہد سنیت پیر طریقت حضرت علامہ عبدالودود فقیہ بانی ادارہ شرعیہ اتر پردیش رائے بریلی، گل گلزار اشرفیت حضرت مولانا سید محمد احمد اشرفی جیلانی جائسی سربراہ اعلی دار العلوم حبیبیہ گلشن رضا رائے بریلی، خطیب باعمل مناظر اہلسنت حضرت مولانا محمد طاہر مصباحی اشرفی ناظم تعلیمات مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف، استاذ العلما حضرت مولانا مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی راج محلی شیخ الحدیث جامع اشرف، ماہر علوم وفنون حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین اشرفی جامعی استاذ ومفتی جامع اشرف کچھوچھہ شریف دامت فیوضہم علینا کا جنھوں نے اپنے قیمتی اوقات کے چند لمحات مجھے عنایت کرکے اپنے گراں قدر تأثرات سے نوازا اور میری اس علمی کاوش کو سراہتے ہوئے اسے گراں قدر، لائق صد تحسین کارنامہ، اولین دستاویز، ماخذ اول اور

قلمی دنیا میں بہت بڑا اعزاز قرار دیا نیز میری اس خدمت کو پیر ومرشد کی بارگاہ میں بہتر نذرانہ خلوص وعقیدت سے تعبیر کرتے ہوئے اس کتاب کو جمال حقیقت کا ظہور اور اہم کتاب میں شمار کیا یہ سب کچھ اس کتاب کے لیے سند امتیاز اور میرے لیے سند افتخار کا درجہ رکھتی ہیں۔

اور آخر میں سپاس گزار ہوں اپنے ان تمام احباب کا جنہوں نے کسی نہ کسی حیثیت سے اس کتاب کی تصنیف وتالیف میں میرا تعاون کیا بالخصوص حضرت مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی پرنسپل مخدوم اشرف مشن، مولانا شاجہان اشرفی، مولانا الفت حسین اشرفی، مولانا ابوالفتح قادری، مولانا عبدالودود مصباحی، مولانا مرغوب عالم اشرفی، پروفیسر شبیر عالم اشرفی، مولانا عبدالجبار علیمی، مولانا اسماعیل اشرفی، حافظ علی حسن کلیمی، حافظ غلام رضا اشرفی، مفتی ذاکر حسین جامعی اساتذۂ مخدوم اشرف مشن اور محبّ گرامی محمد ساجد حسین اشرفی سہرساوی کا جنہوں نے اس کتاب کی کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ وغیرہ میں میری بھرپور مدد کی اور اس علمی کام میں میرا تعاون کرکے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت کا ثبوت پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ ان سب کے علم وعمل میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور اپنی رحمت وبرکت سے انہیں خوب خوب نوازے۔(آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

دعا گو ودعا جو:

محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

اشرف نگر سلی گوڑی

عرض ناشر

سلف کے تذکرے خلف کے لیے مشعل راہ ہوتے ہیں جو جتنا بلند ہوتا ہے اس کے کارنامے بھی اتنے ہی بلند وعظیم ہوتے ہیں اور کوئی بھی شخص اپنے کارناموں کی بنیاد پر ہی عظیم کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔حضور اشرف الاولیا حضرت علامہ الحاج سید شاہ ابوالفتح محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی چودہویں صدی کے ان ممتاز لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنی پوری زندگی خدمت خلق خدا میں گزاری اور اپنے روحانی وعرفانی فیضان سے ہند وبیرون ہند کے لوگوں کو سرشار کیا وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔وہ طریقت ومعرفت کا پیکر، زہد وتقوی کے کوہ گراں تھے جن کی ذکاوت میں متانت اور جلال میں جمال کے جلوے عیاں تھے۔آپ کی ذات سراپا جمال اور مکمل کمال تھی، یہی وجہ ہے کہ جس نے بھی آپ سے ایک مرتبہ شرف لقا حاصل کیا وہ ان کی مومنانہ اور پاکیزہ زندگی سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا، اب وہ ہمارے مابین نہ رہے مگر آج بھی ان کی زندگی کے انمول نقوش کاروان حیات کے گوشہ گوشہ کے لیے شمع ہدایت ومینارۂ نور ہیں۔آپ تادم حیات، صداقت ودیانت، زہد وورع، نفاست وپاکیزگی کا مجسمہ بن کر اپنے اعمال واقوال، نشست وبرخواست اور ہر ہر نقل وحرکت سے بندگان خدا کو فیضیاب کرتے رہے اور انسانوں کے قلوب واذہان پر ایسا نقش ثبت کر گئے کہ:

ع — فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

کی مکمل تصویر بن گئے، الغرض آپ کی زندگی کے جس رخ کا مطالعہ کیا جائے دل و دماغ فرط مسرت سے جھوم اٹھتا ہے البتہ اسے ستم ظریفی ہی کہیے کہ ایسی عظیم المرتبت رفیع الدرجت اور نابغہ روزگار شخصیت کی سوانح اب تک منصۂ شہود پر نہ آسکی۔

لائق مبارکباد ہیں محبّ گرامی وقار ابونہال مفتی محمد کمال اشرفی مدظلہ العالی جنہوں نے اس خلا کو پر کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے اور سوانح اشرف الاولیا مرتب کر کے ہم تمام خادمان اشرف الاولیا کی جانب سے فرضِ کفایہ ادا کیا ہے۔ بلاشبہ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے ایک باشعور عالم ومفتی ہونے کے ناطے سوانح نگاری کا حق ادا فرمادیا ہے اور اس کتاب میں حضور اشرف الاولیا کی علمی اور دینی خدمات کے تعلق سے کئی اہم پہلوؤں کی طرف لطیف اشارہ بھی کیا ہے جس کی مدد سے کوئی مبسوط تحقیقی مقالہ ارباب قلم منصۂ شہود پر لا سکتے ہیں، رب قدیر ان کی اس سعی مشکور کو قبول فرمائے۔

یہ ہمارے لیے اور جملہ اساتذۂ مخدوم اشرف مشن کے لیے نہایت انبساط آفریں بات ہے کہ اس کتاب کی پہلی بار اشاعت کا شرف ''تاج الاصفیا دار المطالعہ'' زیر انتظام مخدوم اشرف مشن کو حاصل ہو رہا ہے، دار المطالعہ کا قیام کچھ ایسے ہی اغراض و مقاصد کے تحت سال گزشتہ ہوا تھا۔ بفضلہ تعالی حضور تاج الاولیا سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ النورانی کی دعا اور اساتذۂ مخدوم اشرف مشن کی کامل توجہ نے اس شعبہ کو ایک قلیل عرصہ میں جو عروج بخشا ہے وہ قابل رشک ہے۔
تاج الاصفیا دار المطالعہ کے چند اہم منصوبہ جات کا اجمالی خاکہ قارئین کی نذر ہے:

☆ طالبان علوم نبویہ کے اندر تحریری وتقریری استعداد پیدا کرنا۔
☆ اسلامی لیٹریچر شائع کر کے کم قیمتوں میں عوام الناس تک پہنچانا۔
☆ صوفیائے عظام کے نظام تربیت کو عام کرنا۔
☆ قوم مسلم کے دینی، روحانی، علمی، اخلاقی اور سماجی وسیاسی اقدار کی حفاظت کرنا۔
☆ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا۔

قارئین محترم سال گزشتہ عرس مخدوم العالم وعرس اشرف الاولیا کے موقع پر دار المطالعہ کے زیر اہتمام ''سیرت اولیا نمبر'' اردو وبنگلہ زبان میں شائع ہوا تھا جس

میں فقیر راقم الحروف نے وعدہ کیا تھا کہ ان شاء اللہ المولیٰ تعالیٰ آئندہ سال دار المطالعہ حضور اشرف الاولیا کی حیات وخدمات پر ایک معلومات افزا کتاب شائع کرنے کا شرف حاصل کرے گا یقیناً یہ حضور اشرف الاولیا کا فیضان ہی ہے کہ ایفائے عہد کرتے ہوئے ہم اپنی دوسری پیش کش لے کر حاضر ہیں، اس میں ہم کہاں تک کامیاب ہیں اس کا فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔ امید کہ اہل خیر حضرات متوجہ ہوں گے اور مخدوم اشرف مشن کے جملہ شعبہ جات کو اپنے گراں قدر عطیات سے نواز کر مستحکم ومضبوط بنائیں گے اور فیضان مرشد سے مالا مال ہوں گے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم جملہ اساتذۂ مخدوم اشرف مشن کا شکریہ ادا نہ کریں جنھوں نے ہر موڑ پر ہمارا تعاون فرمایا اور اپنے مفید مشوروں سے نواز کر دار المطالعہ کو عروج وارتقا کی منزل سے ہمکنار فرمایا بالخصوص گرامی قدر حضرت علامہ مفتی عبد الخبیر صاحب مصباحی پرنسپل ادارۂ ہذا، حضرت مولانا عبد الودود صاحب مصباحی، حضرت پروفیسر شبیر عالم صاحب اشرفی، حضرت مولانا الفت حسین صاحب جامعی اشرفی اور حضرت مولانا اسماعیل صاحب اشرفی کا تعاون قابل ذکر ہے۔

اخیر میں ہم جملہ طلبہ مخدوم اشرف مشن کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے جنھوں نے بے سروسامانی کے باوجود بھی دار المطالعہ کی ترقی اور اس کے فروغ میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ رب قدیر ان سب کو دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے اور ہمہ وقت شاد وآباد رکھے نیز حضرت مولانا مفتی کمال الدین اشرفی زید مجدہ کی اس سعی کو بار آور فرما کر ذریعہ نجات بنائے، تمام وابستگان حضور اشرف الاولیا کے لیے یہ کتاب ان کی عملی زندگی میں خضر راہ کا کام کرے اور نافع عوام وخواص بنائے۔ آمین بیدہ الخیر وھو علی کل شئ قدیر.

سگ بارگاہ اشرف الاولیا: ابو الفتح قادری
خادم التدریس مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف، مالدہ، بنگال

تقریظات

☆☆☆☆☆

کلمات تبریک

پیر طریقت تاج الاولیا جانشین اشرف الاولیا حضرت علامہ ڈاکٹر

سید محمد جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی

صدر و سربراہ اعلیٰ:

مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، مالدہ، بنگال۔

......☆☆☆......

عزیز القدر مفتی کمال الدین اشرفی اچانک تکمیل علم کے بعد قصبہ گھوسی میں مفتی آل مصطفیٰ صاحب مصباحی اور مولانا ممتاز عالم صاحب مصباحی کے ساتھ نمودار ہوئے اس زمانے میں مجھے کچھ مدرسین کی تلاش تھی، دونوں صاحبان علم نے عزیزم مفتی کمال الدین صاحب کے تعلق سے سفارش کی کہ حضرت یہ مخدوم اشرف مشن کے لیے بہت بہتر رہیں گے، لیکن ان کی قد وقامت کو دیکھ کر مجھے بہت حیرت ہوئی کہ دو ذمہ دار ادارے کے دو ذمہ دار علما اس نوعمر کی سفارش کر رہے ہیں، فیصلہ کے لیے کچھ وقت چاہیے تھا تو میں نے مفتی کمال الدین اشرفی سے کہا ''آپ کچھوچھہ شریف آجائیں، یہاں تو بڑی مصروفیت ہے تفصیلی گفتگو وہیں پر ہوگی'' بہر حال مولانا وقت معینہ پر کچھوچھہ شریف پہونچ گئے جامع اشرف کے علما سے میں نے کہا ''ذرا انھیں دیکھ لیں'' وہاں بھی اساتذہ نے اطمینان بخش جواب دیا پھر بھی میرے دل کو اطمینان نہ ہوا تو میں نے بزرگوں کی طرف متوجہ ہو کر استخارہ کیا، جواب سعد آیا، میں نے مفتی

کمال الدین صاحب کوشوال میں ادارے میں آنے کی دعوت دے دی،مولانا موصوف نے بہت بہتر خدمات انجام دیے،تھوڑی سی مدت میں دل جیت لیا،میرا ہی نہیں بلکہ اساتذہ،طلبہ اوراراکین کی نظروں میں حسب مراتب اپنا اثر چھوڑا،بڑی محنت اورلگن سے انہوں نے ادارے میں درس وتدریس اورفتویٰ نویسی کے فرائض انجام دئے۔

ایک روز مفتی صاحب نے جھجکتے ہوئے عرض کیا’’حضرت!بڑے افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑ رہا ہے کہ میں نے کئی سال پہلے رائے بریلی کے ایک سرکاری ادارے میں درخواست دی تھی جومنظور ہوگئی ہے دل تونہیں چاہتا کہ اس چمن سے رخصت ہوجاؤں،اب آپ جیسا حکم فرمائیں اس پرعمل کرونگا‘‘،میں نے مولانا سے کہا’’حضرت شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ نے آپ کوچنا تھا،جب تک چاہا آپ نے یہاں خدمات انجام دیں،اب آپ سے کچھ اور بڑا کام لینا چاہتے ہیں،لہذا میں بخوشی آپ کوجانے کی اجازت اس شرط پر دیتا ہوں کہ وہاں رہ کربھی اس ادارے کواپنا ادارہ سمجھیں اور جب چاہیں یہاں آکر خدمت انجام دیں،عزیز القدر آب دیدہ ہوگئے،بڑی عزت وتکریم کے ساتھ مولانا کے ساتھیوں اورطلبہ نے مولانا کورخصت کیا۔

کئی سال گزر چکے ہیں،مولانا موصوف ادارے سے توجاچکے ہیں لیکن دل سے رخصت نہیں ہوئے،مسلسل رابطہ رکھا،یہی نہیں حضرت اشرف الاولیا کے دامن سے ایسی سچی وابستگی رہی کہ آپ نے’’غوث العالم‘‘جریدہ کے اعلان پرحضرت کی حیات طیبہ پرایک ایسا مضمون تحریرفرمایا جوایک مستقل کتاب کی شکل اختیار کرگیا اور الحمدللہ آج وہ کتاب ناظرین کے سامنے ہے۔

مولانا نے مجھ سے رابطہ کرکے میری معلومات سے بھی استفادہ کیا اور دیگر مقامات پر جاکرعقیدت مندوں سے بھی حضرت کی زندگی کے تعلق سے معلومات

حاصل کرکے حضرت کی زندگی کے اہم گوشوں کواجاگر کرنے کی کوشش کی ہے،اس کے علاوہ علمائے کرام سے مل کران کے گراں قدر تأثرات وتقریظات جمع کرلیا،جس سے اس کتاب کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

دعا گوہوں کہ اللہ عزوجل مولانا کی عمرمیں برکت عطا فرمائے اوران کے ذریعہ دین وملت کی بہتر خدمت انجام پذیر ہوتی رہے(آمین)

شکرگزار ہوں مخدوم اشرف مشن کے طلبہ،اساتذہ اوراراکین کا جنہوں نے تاج الاصفیا دار المطالعہ کے ذریعہ اس کتاب کوشائع کرنے کا عزم کیا۔اللہ رب العزت ان کے حوصلوں کواور بلند فرمائے،آمین ثم آمین۔

آخر میں سب کے لیے دعا گوہوں کہ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کوحضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی زندگی سے سبق حاصل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

دعا گو:

فقیر گدائے اشرف وجیلاں

سید جلال الدین اشرفی جیلانی غفرلہ

صدر: مخدوم اشرف مشن،پنڈوہ شریف،مالدہ،مغربی بنگال۔

کلماتِ تصدیق

بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی قدس سرہ

شیخ الحدیث: دار العلوم اہلسنت شمس العلوم گھوسی مئو (یوپی)

نحمده ونصلی علی حبیبه الکریم

امابعد: سید محترم حضرت مولانا شاہ مجتبیٰ اشرف رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایک عالم باعمل، صوفی باصفا، کامل مرشد ہدایت اور رہنمائے طریقت تھے۔ آپ کی ذات تنہا ایک انجمن تھی اور آپ کا وجود کتنی انجمنوں کے لیے شمع فروزاں، کتنے جسم کے بیماروں نے آپ سے دوائے شفا پائی اور کتنے دل کے مریضوں کو آپ کی توجہ سے ہدایت وجلا نصیب ہوئی، کتنے اداروں میں آپ کے دم سے زندگی تھی اور کتنی خانقاہوں میں آپ کے وجود سے بہار کا سماں تھا۔ ایسے نادر الوجود نفوس قدسیہ کی زندگی تو سراپا تابندگی ہوتی ہی ہے، ان کے آثار اور نقوش پا بھی بعد والوں کے لیے ہدایت کا روشن مینار ہوتے ہیں۔

یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کے مرید بااخلاص مولانا محمد کمال الدین اشرفی مصباحی صاحب نے آپ کی سوانح میں ایک صحیفہ گرامی ترتیب دیا ہے جس میں حسن عقیدت کے نور کے ساتھ ساتھ جمال حقیقت کا ظہور بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو حسن قبول بخشے اور حضرت اشرف الاولیا رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی ہم سب کو توفیق بخشے۔ فقط

عبد المنان اعظمی

شمس العلوم گھوسی مئو ۱۱ / ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ

کلماتِ دعا

محدث جلیل حضرت علامہ عبد الشکور مصباحی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی)

......☆☆☆......

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

اشرف الاولیا حضرت علامہ ومولانا الحاج سید شاہ مجتبیٰ میاں صاحب اشرفی جیلانی مسند نشیں جادۂ اشرف سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان ہندوستان کی مشہور و معروف خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کے عظیم چشم و چراغ اور فیوض وبرکات کے چشمہ تھے۔ وہ مصباحی فاضل جلیل، بلند پایہ خطیب تھے۔ علم وعمل، زہد وتقوی اور اخلاص میں بلند رتبہ تھے۔ وہ فکر ونظر میں قابل اعتماد شخصیت کے مالک تھے۔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کی مجلس شوریٰ کے اخیر وقت تک معزز ممبر رہے۔ زندگی بھر مسلمانوں کے ایمان وعقائد کی حفاظت، فکر ونظر میں جلا اور قلب وجگر میں نکہت ونور عطا کرتے رہے۔ خیر الغافرین آپ کے مرقد انور پر انوار وغفران کی بارش برساتا رہے۔

آپ کے بعد آپ کے عکس جمیل، وارث جلیل اور جانشیں، صاحبزادہ عالی المرتبت، علامہ سید جلال الدین المعروف قادری میاں صاحب مدظلہ العالی جانشینی کا حق ادا کررہے ہیں، ارشاد وارادت کے ساتھ ساتھ نونہالان قوم کی فلاح وبہبود کے لیے اپنی نگرانی وسربراہی میں ایک دار العلوم پنڈوہ شریف بنگال میں چلا رہے ہیں جو اس وقت معیاری اداروں میں ہے اس کو مزید ترقی دینے کے لیے آپ اعلی

منصوبات رکھتے ہیں جوان شاء اللہ المولیٰ تعالیٰ جلد پورے ہوں گے۔

عزیز گرامی حضرت مولانا کمال الدین صاحب سلمہ بچپن ہی میں حضرت اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو چکے تھے۔اسی وقت سے حضرت علیہ الرحمہ کے فیضان سے مستفید ہونے لگے تھے۔شعور کے میدان میں قدم رکھنے کے بعد دینی علوم حاصل کرنے کے لیے مدارس اسلامیہ میں داخل ہوتے رہے ،اخیر میں ہندوستان کا عظیم ادارہ ’’الجامعۃ الاشرفیہ‘‘ میں داخل ہوکر درجہ فضیلت تک رہے، درجہ فضیلت کے امتحان میں اعلی درجہ سے کامیاب ہوئے اس کے بعد فقہ حنفی میں تحقیق کیا اس میں بھی اعلی کامیابی حاصل کی۔عزیز موصوف ذہین طالب علموں کے صف میں رہے، تحصیل علم کے زمانے میں جیسے وہ پڑھنے کے شوقین تھے ویسے وہ لکھنے کا ذوق بھی رکھتے تھے اب وہ کئی سال سے تدریس کا کام کررہے ہیں اور لکھ بھی رہے ہیں،اس لیے وہ دونوں میں پختہ کار ہیں۔زیر نظر کتاب ’’اشرف الاولیا حیات وخدمات‘‘ میں انھوں نے اشرف الاولیا حضرت مجتبیٰ میاں علیہ الرحمہ والرضوان کے گراں قدر حیات وخدمات اور زرین کارناموں کو بیان کیا ہے۔

مرشد کی بارگاہ میں یہ ان کا بہتر نذرانہ خلوص وعقیدت ہے اور تمام متوسلین ومحبین کے لیے عمدہ ہدیہ۔مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ وطفیل اس کو مقبول عام اور مفید تام بنائے۔آمین، وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وبارك وسلم.

عبدالشکور عفی عنہ

مدرس اشرفیہ مبارکپور

۹؍ربیع الاخر ۱۴۲۸ھ/ ۲۷؍۴؍۲۰۰۷ء

کلماتِ تکریم

خیرالاذکیا صدرالعلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ العالی

صدرالمدرسین: الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ (یو. پی.)

......☆☆☆......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامدا ومصلیا

حضرت مولانا سید محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی زیارت پہلی بار میں نے اس وقت کی جب میں مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیرآباد ضلع اعظم گڑھ (حالیہ ضلع مئو) میں زیرتعلیم تھا۔وہ اپنے بعض مریدین کی دعوت پر تشریف لائے تھے۔ بمشکل ۲۴؍گھنٹے خیرآباد میں ان کا قیام رہا ہوگا جس میں زیادہ وقت لوگوں کے گھروں پر جانے آنے میں صرف ہوگیا۔وہیں ایک بار ان کے والد ماجد مولانا سید مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمہ کی زیارت کا بھی شرف حاصل ہوا تھا۔اس وقت خیرآباد میں ان کے بھی چند مریدین تھے بعد میں جب میں مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گہنہ میں صدر المدرسین تھا اس وقت حضرت مجتبیٰ میاں ایک دو دن کے لیے محمد آباد تشریف لائے تھے اور مدرسہ ہی میں قیام تھا لیکن ہم مدرسین مدرسہ سے زیادہ محلّہ کے لوگ اپنی اپنی حاجات کے لیے ان کا وقت استعمال کرتے رہے۔اس وقت میری کتاب ’’تدوین قرآن‘‘ چھپ چکی تھی، وہ میں نے حضرت کو نذر کی۔مدرسہ میں چند منٹ سکون سے اگر بیٹھنے کا موقع انھیں مل جاتا تو اسے جستہ جستہ دیکھ لیا کرتے۔

اس ملاقات کے قبل وبعد بھی کئی بار دید وشنید کا موقع ملا مگر بہت سرسری۔ اس لیے کوئی خاص گفتگو یا کوئی اہم واقعہ ذہن میں نہیں جو بیاں کرسکوں۔اجمالی طور

پر ان سے متعلق یہ جانتا ہوں کہ وہ ایک عظیم خانوادہ کی قدآور شخصیت تھے۔

عربی کی ابتدائی تعلیم کچھوچھہ مقدسہ میں حاصل کرنے کے بعد دار العلوم اشرفیہ مبارکپور میں شوال ۱۳۶۰ھ مطابق نومبر ۱۹۴۱ء میں تحصیل علم کے لیے آئے اور شعبان ۱۳۶۶ھ مطابق جون ۱۹۴۷ء میں سند فضیلت حاصل کی۔

نتائج امتحان دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اپنے درجہ میں نمایاں صلاحیت رکھتے تھے اور ہر کتاب میں امتیازی نمبر لاتے تھے۔اس زمانے میں عموماً منتہی کتابوں کے ممتحن صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی رضوی (مصنف بہار شریعت)، محدث پاکستان ابوالفضل مولانا سردار احمد گورداس پوری، شمس العلما مولانا قاضی شمس الدین احمد جعفری جونپوری علیہم الرحمہ ہوتے تھے۔

اور منتہی کتابوں کے اساتذہ مندرجہ ذیل حضرات تھے:

☆ حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم اشرفیہ

☆ مولانا عبدالمصطفی ازہری ابن صدر الشریعہ علیہما الرحمہ

☆ مولانا سلیمان اشرفی بھاگلپوری تلمیذ صدر الشریعہ علیہما الرحمہ

☆ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی " " "

اشرفیہ کی روداد و مظہر تعلیم وغیرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجتبیٰ میاں علیہ الرحمہ نے اکثر اسباق انھیں حضرات سے پڑھے۔مزید تفصیل حضرت کے رفقائے درس اور اس زمانے میں تحصیل علم کرنے والے حضرات سے دریافت ہوسکتی ہے۔ وہ چند ہی حضرات رہ گئے ہیں جن میں ایک حضرت بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی دام ظلہ ہیں، مولانا مجیب اللہ بھاگلپوری، مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا اعجاز احمد خان ادروی، مولانا قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی بھی اس دور کے طلبہ میں تھے۔

حضرت مولانا سید محمد مجتبیٰ اشرف علیہ الرحمہ نے دار العلوم اشرفیہ سے فراغت کے بعد جہاں تک مجھے معلوم ہے تبلیغ وخطابت اور طریقت وارشاد کا میدان اپنایا۔ اس میں بھی انھوں نے شاداب اور زرخیز علاقوں کو چھوڑ کر بنجر اور سنگلاخ زمینوں کی آبیاری پر کمر ہمت باندھی۔ یوپی، بہار، بنگال وغیرہ کے ان خطوں کی جانب رخ کیا جہاں ذی علم خطبا اور مرشدوں کا گزر کم ہی ہوتا تھا۔عموماً ان جگہوں میں جو لوگ ملتے وہ ایک تو ناخواندہ یا کم خواندہ ہوتے اور دوسرے غریب ونادار ہوتے،انھیں علم وعمل سے آراستہ کرنے کے لئے دل ودماغ کی کافی توانائی بھی چاہئے،ان کی اعرابیت برداشت کرنے کی قوت بھی، مسلسل صبر اور پیہم جد وجہد بھی، اور ان سب کے ساتھ ساتھ بے پناہ خلوص وللّٰہیت بھی۔

مگر حضرت ممدوح کی ہمت مردانہ قابل صد آفریں ہے کہ ان ہی علاقوں میں پوری زندگی صرف کردی،لوگوں کی مشکلات میں دست گیری کی،انھیں ایمان وعقائد حقہ پر صلابت بخشی،علم وعمل سے آراستہ کیا اور اس شان سے نہ کلفتوں اور مشقتوں کا گلہ ہے نہ تہی دستی کا شکوہ بلکہ مسرت وشادمانی کا یہ نقشہ :

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

انہوں نے اپنے استاذ گرامی حضرت حافظ ملت اور اپنے مادر علمی دار العلوم اشرفیہ سے رابطہ بھی ہمیشہ استوار رکھا۔اور ناسازگار ماحول میں بھی انہوں نے اور ان کے برادر عزیز حضرت مولانا سید حامد اشرف اشرفی جیلانی علیہما الرحمۃ نے استاذ گرامی اور دار العلوم کی حمایت جاری رکھی،ان حضرات نے عرصۂ دراز تک حافظ ملت کو بہت قریب سے دیکھا تھا۔ان کے رسوخِ علم کے ساتھ ان کے کردار وعمل کی پختگی،اخلاق کی بلندی،سادات کے ساتھ محبت وعقیدت،خانوادۂ اشرفیہ کے لئے بے پناہ جذبۂ احترام ونیاز مندی،ان کے بلند پایہ جذبۂ اخلاص اور روحانی رتبہ وکمال سے بھی آشنا تھے دوسری طرف یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ بے دینی اور بد مذہبی کا جو طوفان اسلامی آبادیوں کو اپنی لپیٹ میں لیتا جارہا ہے اس سے مقابلہ کی جو اسپرٹ اور دینی وعلمی

خدمت کی جولگن اس بوریا نشین کی بارگاہِ فیض میں پیدا کی جاتی ہے وہ ملک بھر میں کہیں اور نظر نہیں آتی۔اس لئے اس ادارے کی توسیع اوراس کا فیضان عام سے عام تر کرنا وقت کا سنگین تقاضا اور ملت کی اہم ضرورت ہے۔

ان ہی مشاہدات واحساسات کا یہ اثر تھا کہ ان حضرات کے جذبۂ محبت و حمایت پر کبھی گرد نہ لگ سکی اور ان کے خلوص کا سوتا ہمیشہ تاب ناک رہا۔حضرت ممدوح دارالعلوم اشرفیہ کی مجلس شوریٰ کے رکن بھی تھے اور رکنیت کا یہ سلسلہ تاحیات جاری رہا۔

میرا اندازہ ہے کہ ان کی طویل خدمات کو صفحات قرطاس پر سمیٹنا آسان نہیں۔مگر حضرت کے جواں ہمت فرزند سید جلال الدین اشرف قادری کے نیک عزائم کو خدا سلامت رکھے۔انہوں نے ابتدائی اور مختصر حالات مرتب کرنے کے لئے حضرت کے مرید باوفا عزیزی مولانا کمال الدین مصباحی کو کام سے لگا دیا ہے۔یہ جامعہ اشرفیہ سے فضیلت اور اختصاص فی الفقہ کی تکمیل کر کے کئی سال سے تدریسی خدمات سے وابستہ ہیں۔تلاش وجستجو اور محنت کا جذبہ بھی رکھتے ہیں۔ایک ملاقات میں ان سے مختصراً میں نے ذکر کیا ہے کہ حالات جمع کرنے کے لئے کس طرح جستجو ،تگ ودو، احتیاط، نقد ونظر اور محنت وجاں فشانی ہونی چاہیے۔ان خطوط پر اگر کام ہو تو امید ہے کہ بہت معتبر اور صاف وشفاف حالات وسوانح کا ایک ذخیرہ جمع ہوسکتا ہے۔واللہ الموفق لکل خیر،نعم المولیٰ و نعم النصیر و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سید المرسلین و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔

محمد احمد مصباحی

صدرالمدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور ورکن المجمع الاسلامی مبارکپور

۲۰؍ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ، ۸؍مئی ۲۰۰۷ء سہ شنبہ

کلماتِ تحسین

محقق مسائل جدیدہ سراج الفقہا حضرت علامہ

مفتی محمد نظام الدین رضوی مدظلہ العالی

صدر شعبۂ افتا: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا و مصلیا و مسلّما

خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ شریف سے بہت سی شخصیتیں پیدا ہوئیں جنہوں نے علم وعمل ور رشد وہدایت کے انوار سے ایک جہان کو روشن ومنور کیا، ان میں ماضی قریب کی سب سے بزرگ ترین شخصیت حضور سیدی محبوب ربانی علامہ الحاج سید شاہ علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے اور اسی زریں سلسلے کی ایک کڑی حضرت علامہ مولانا الحاج سید شاہ ابوالفتح محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان بھی ہیں۔

آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں اور سن بلوغ کو پہنچنے سے قبل ہی حضرت علیہ الرحمہ نے آپ کو بیعت و خلافت سے سرفراز کیا، آپ ۱۹۲۷ء میں کچھوچھہ شریف میں حضرت مولانا سید شاہ مصطفےٰ اشرف علیہ الرحمۃ کے یہاں پیدا ہوئے اور ۲۰؍مارچ ۱۹۹۸ء کو خلق خدا کی رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اکہتر سال کی عمر میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔آپ نے مدرسہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف اور پھر دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم

مبارکپور میں تعلیم حاصل کی اور ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور سے فارغ ہوئے ،آپ کے اجلّہ اساتذہ میں حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث مرادآبادی حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری اور حضرت مولانا عبدالرؤف بلیاوی علیہم الرحمۃ والرضوان ہیں اور رفقائے درس میں بحرالعلوم حضرت مولانا مفتی عبدالمنان اعظمی دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت بہت نمایاں ہے جوآج بھی باحیات ہیں اورآپ کے بحرعلم سے ہندو بیرون ہند کے ہزاروں تشنگان علم فیضیاب ہورہے ہیں یہ دونوں بزرگ زندگی بھرایک دوسرے کے سچے رفیق رہے۔

حضرت سید شاہ مجتبیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر عالم دین،بہترین خطیب، اچھے مناظراور بافیض مرشد تھے۔بنگال، بہار، بھوٹان، سکم اورآسام جیسے علاقوں میں جہاں تبلیغ دین کی اشدضرورت تھی آپ نے تبلیغ واشاعت دین کا کام بڑی جانفشانی سے کیا۔ جہاں ضرورت محسوس کی وہاں مدارس قائم کئے ،مسجدیں بنوائیں۔ایک سچے مرشد کا ایک اہم کام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہوتا ہے یہ وصف آپ میں بہت ممتاز تھا جس کے بہت سے شواہد ہیں۔افسوس کا مقام ہے کہ یہ وصف علما سے اٹھتا جارہاہے، بلکہ مصلحت پسندی کی نذر ہوتا جارہاہےاور یہ سنت نبوی ختم ہوتی جارہی ہے ایسے میں کچھ بندگان خدا کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اور بلاخوف لومۃ لائم آوازحق بلند کرنا بڑی جواں مردی کا کام ہے ساتھ ہی احیائے سنت بھی جس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

آپ نے بہت سے ادارے قائم کیے اوراس کے سوا بھی بہت سی دینی وملی خدمات انجام دیں تفصیل کے لیے کتاب ’’اشرف الاولی حیات وخدمات‘‘ کا مطالعہ فرمائیں۔ یہ آپ کی سوانح حیات پرلکھی گئی اولین کتاب ہے جس میں آپ کی شخصیت کے مختلف گوشوں پراچھی روشنی ڈالی گئی ہے اورآپ کے دینی وملی کارناموں کو

اجاگر کیا گیا ہے۔اپنے بزرگوں کے حالات جمع کرنا اور بعد والوں کو ان کی شخصیت سے روشناس کرانا بہت ہی اہم اور مفید کام ہے۔

اس کتاب کے مؤلف ہیں عزیز سعید جناب مولانا مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی دام مجدہم جو جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے ۲۰۰۰ء میں درجہ فضیلت اور ۲۰۰۲ء میں درجہ تحقیق فی الفقہ کی تکمیل کر کے فارغ ہوئے موصوف ایک اچھے قلمکار ہیں اوراب تک کئی ایک کتابیں اور مقالے تحریر کر چکے ہیں موصوف کی غیر مطبوعہ کتابیں یہ ہیں: تجلیات رمضان، خصائص فتاوی رضویہ، اسلام میں والدین کا مقام،فضائل اہل بیت۔مولانا کا روحانی سلسلہ حضرت مجتبیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ سے جڑا ہوا ہے اس لیے انہوں نے حضرت کی یہ سوانح لکھ کر حضرت کے احسانات کا کچھ حق ادا کرنے کی سعی کی ہے ویسے یہ سعی بہت مشکل ہے کیوں کہ حضرت علیہ الرحمہ کے حالات کتابی شکل میں کہیں محفوظ نہیں تھے بلکہ یہ صرف سینوں اور ذہنوں میں محفوظ تھے ،لوگوں سے رابطہ قائم کر کے حالات معلوم کرنا ،تأثرات یکجا کرنا نیز دوسرے کے حالات وکوائف رقم کرنا کافی دشوار گزار ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ وطفیل عزیزی مؤلف سلمہ کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے اورانھیں اس طرح کے دوسرے کاموں کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔آمین

محمد نظام الدین الرضوی

خادم دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور

ضلع اعظم گڑھ یوپی.

۱۰؍ربیع الاخر ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۸؍اپریل ۲۰۰۷ء(شنبہ)

کلماتِ توصیف

جامع معقولات ومنقولات نصیر ملت

حضرت علامہ نصیر الدین عزیزی مدظلہ العالی

خلیفہ حضور حافظ ملت واستاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ (یو. پی)

......☆☆☆......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سید العلما صوفی باصفا، پیر کامل، حضرت علامہ الحاج الشاہ سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان، استاذ العلما جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ الشاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ العزیز کے جلیل القدر نامور تلامذہ میں تھے۔ حضرت والا بڑے ہی شاندار خطیب، زبردست عالم دین، کامیاب مناظر اور بلند پایہ مرشد تھے۔

آپ کے پدر بزرگوار حضرت مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمہ جب مبارکپور تشریف لاتے تو حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ آپ کی زیارت وملاقات کے لیے تشریف لے جاتے، یہ خادم بھی حضرت کی معیت میں حاضر ہوتا، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی ذات میں بہت ہی تواضع اور انکساری تھی اور حضرت والا اپنے بزرگوں کا بڑا ہی پاس وادب ملحوظ رکھتے تھے، ان بزرگوں کی ملاقات کا منظر اب بھی میری نگاہوں میں رقص کر رہا ہے۔ حضرت مصطفیٰ میاں صاحب قبلہ اپنی قیام گاہ میں تشریف فرما ہوتے اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ بہت ادب واحترام کے ساتھ

حاضری دیتے تھے اور حضرت والا حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کو بہت نوازتے اور اعزاز دیتے تھے۔

مبارکپور کے عظیم الشان اجلاس میں ایک بار حضرت علامہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف علیہ الرحمہ کی بہت ہی شاندار اور اثر انگیز تقریر ہوئی، بعدہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا بیان ہوا جس میں آپ نے حضرت مجتبیٰ میاں صاحب قبلہ کی خدمات اور ان کے فضائل ومناقب پر خوب روشنی ڈالی تھی۔

بہار، بنگال، آسام، سکم اور بھوٹان کے صعوبت گزار علاقوں میں پہنچ کر جس جانفشانی اور جانکاہی سے آپ نے دین اور تبلیغی خدمات انجام دی ہیں، یہ آپ ہی جیسی عظیم شخصیت کا حصہ ہے۔ آپ کے علمی وروحانی فیضان سے مستفیض ہونے والے بے شمار افراد ہیں، جو ملک اور بیرون ملک میں پھیلے ہوئے ہیں اور آپ سے گہری عقیدت ومحبت اور نیازمندی کا تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت مولانا کمال الدین اشرفی زیدمجدہم بھی ان ہی نیازمندوں کی جماعت میں ایک اہم شخصیت کے مالک ہیں جن کی مساعی جمیلہ سے حضرت والا کی سوانح کے درخشندہ ابواب ہمارے سامنے نمودار ہوئے، جس سے فیضیاب ہونے کا سلسلہ ان شاء اللہ تعالیٰ جاری وساری رہے گا۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت مولانا کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور انھیں مزید تصنیف وتالیف کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین.

فقط۔ محمد نصیر الدین عزیزی

خادم التدریس دار العلوم اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ

۱۷ر جمادی الاولی ۱۴۲۸ھ

کلماتِ تقریب

ماہر علوم لسانیات حضرت علامہ

ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی مدظلہ العالی

پروفیسر: مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدر آباد

......☆☆☆......

علم سیرت وسوانح نگاری بھی ازاں جملہ علوم وفنون سے ہے جنھیں مسلمانوں نے نہ صرف ایجاد کیا بلکہ انھیں ارتقا کی آخری منزل تک بھی پہنچایا مسلمانوں میں اس علم کی رواج وقبولیت کے دو بنیادی اسباب تھے۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کے دل ودماغ میں فکر وعمل کی ایسی توانائی بھیج دی تھی جو انھیں ہمہ وقت نئے نئے مادی ومعنوی آفاق کی تلاش میں سرگرداں رکھتی تھی۔

''خلق لکم مافی الأرض جمیعا''اور''سخرلکم''کے مژدہائے جانفزا وچشم کشائے کائنات کے تیئں ان کی فکر ونظر کے زاویوں کو تہ وبالا کر دیا تھا۔ مظاہر فطرت جنھیں ماضی سحیق سے طلوع فجر اسلام تک معبود ومخدوم کی حیثیت حاصل تھی اچانک انسانیت کے خادم بن گئے تھے، اور انسان اب تک جن جمادی ونباتی مظاہر کے سامنے سرنگوں رہتا تھا وہ اس کی فکر ودانش کا کھلونا بن گئے تھے، یہ تو تھا عام سبب جو مسلمانوں کے جملہ علمی وفکری فتوحات کے پس پشت کارفرما تھا۔ دوسرا خاص سبب جس نے مسلمانوں میں علم سوانح نگاری کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا وہ تھا اسلام میں اتباع رسول ﷺ کی ضرورت واہمیت اور اسناد کی قدر وقیمت، قرآن مقدس واشگاف لفظوں میں اتباع رسول کی حیثیت وناگزیریت کا اعلان کر رہا ہے۔

''اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول''ما أتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا '' کہیں ان کی اطاعت کو خدا کی اطاعت قرار دیا جا رہا ہے ''من یطیع الرسول فقد أطاع اللہ ''اور کہیں ان کی پیروی ان کے احکام کی بجا آوری اور اختلاف ونزاع میں انھیں حکم بنانے کو ایمان کا موقوف علیہ ٹھہرایا جا رہا ہے،''فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکمون ما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی أنفسھم حرجا مما قضیت و سلموا تسلیما''۔

خود نبی کریم ﷺ نے اپنے فرمودات میں اس امر کو ظاہر وباہر کر دیا کہ میری سیرت ہی نجات کی تنہا سبیل ہے، کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ میری سنت کی پیروی بھی ضروری ہے بلکہ کتاب کی پیروی بھی سنت کی روشنی ہی میں ہوگی۔

علم روایہ کی ضرورتوں نے بھی علم سوانح نگاری کو فروغ دیا ثقات، ضعفا، مدلسین اور صناعین وغیرہ کی تمیز کے لیے راویوں کی سوانح پر مسلمانوں نے ایسا عظیم الشان کام کیا اور علم سوانح نگاری کا صرح شامخ قائم کیا جس کی کوئی مثال دنیا کی کسی قوم کے پاس نہیں ہے۔

مسلمانوں نے داعیہ اطاعت اور جذبہ محبت کی تکمیل کرتے ہوئے اپنے رسول رحمت اور منبع رشد وہدایت ﷺ کی ایسی جامع، مکمل اور ہمہ جہتی سوانح تیار کی جس میں ان کی حیات طیبہ کا لمحہ لمحہ محفوظ ہے۔ مستشرقین مغرب کو بھی اس کا اعتراف ہے کہ رسول اسلام کی طرح دنیا کے کسی قائد ورہبر کی سوانح مرتب نہیں کی گئی۔ ایک مستشرق لکھتا ہے کہ ہمیں مسیح (علیہ السلام) کے بارے میں خاطر خواہ معلومات حاصل نہیں ہیں ہم ان کی معجزانہ پیدائش کے بارے میں پڑھتے ہیں، پھر وہ اچانک جوان ہو کر معجزات دکھانے لگتے ہیں جبکہ محمد (ﷺ) مکمل تاریکی میں پیدا ہوئے پھر بھی ان کی سوانح کے کسی گوشے پر تاریکی کا سایہ نہیں ہے ہم ان سے اتنا ہی واقف

ہیں جتنا واقف اپنے کسی معاصر سے ہیں۔

اسی طرح مائیکل ہارٹ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب میں دنیا کی سومؤثر ترین شخصیات میں رسول اسلام ﷺ کو سب سے پہلے مقام دیا ہے اور اپنے اس انتخاب کی متعدد وجوہ میں ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ کسی شخصیت کی سوانح اتنی مکمل اور واضح نہیں ہے۔

عہد تابعین ہی میں نبی اکرم ﷺ کی سیرت وسوانح کی تدوین وتالیف کا کام شروع ہوگیا، مشہور تابعی محدث حضرت ربیع ابن صبیح کی ''مغازی'' سیرت نبوی کے نقش اول کی حیثیت رکھتی ہے۔ محدثین کرام اسے علم حدیث کا پہلا تالیفی عمل قرار دیتے ہیں، اس کے بعد تو مغازی اور سیر کے نام سے سیرت نبوی کی بہت سی کتابیں معرض وجود میں آئیں۔ صف اول کے سیرت نگاروں میں واقدی، ابن سعد اور ابن ہشام کے نام سب سے نمایاں ہیں۔

سیرت نبوی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں نے آسمان رشد وہدایت کے ستاروں کی سوانح پر بھی پوری توجہ دی اس سلسلے کا پہلا قابل قدر کام ابن سعد کی کتاب ''الطبقات الکبریٰ'' ہے، ابن عبد البر کی ''الاستیعاب'' ابن الاثیر کی کتاب ''اسد الغابہ'' اور امام عسقلانی کی ''الاصابہ فی تمییز الصحابہ'' میں سے ہر ایک سوانح صحابہ کا دائرۂ معارف ہے۔

ابن خلکان نے اپنی کتاب ''وفیات الاعیان انباء ابناء الزمان'' کو عہد تابعین سے شروع کیا اور ساتویں صدی ہجری تک کے ہزاروں مشاہیر کی سوانح کو جمع کردیا، ابن شاکر کتبی نے ''فوات الوفیات'' کے نام سے اس عظیم الشان کتاب کی متعدد جلدوں میں تکملہ لکھا، پھر صلاح الدین صفدی نے کئی جلدوں میں ''الوافی بالوفیات'' کے نام سے اس کا ذیل مرتب کیا اور اس طرح کتاب وفیات الاعیان تکملہ

اور ذیل کے ساتھ مل کر ایک عظیم الشان سوانحی انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔

ساتویں صدی کے بعد اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے علمانے دوطریقے اختیار کیے، بعض نے ساتویں صدی سے اپنے عہد تک کے علما ومشاہیر کے سوانحی خاکے یا تراجم کو جمع کیا جس کی ایک مثال شوکانی یمنی کی کتاب ''القرن السابع'' ہے بعض دوسروں نے ایک ایک صدی کے مشاہیر وعلما کے سوانح پر کتابیں لکھیں اور اس طرح ابن حجر کی ''الدرر الکامنہ فی اعیان المأۃ الثامنہ'' ہے شیخ عبدالرزاق بیطار کی ''حلیۃ البشر فی تاریخ القرن الثلث عشر'' تک بے شمار کتابیں منصۂ شہود پر آئیں، البتہ اس طرح کی کتابوں میں ہر صدی میں ایک کتاب کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی اور اس طرح تسلسل کے ساتھ صدیوں پر مشتمل اسلامی تاریخ کے بیشتر مشاہیر کا ایک ایسا علمی ریکارڈ ہمارے پاس ہے جس کی کوئی مثال سیرت نبوی کی طرح دنیا کے کسی قوم کے پاس نہیں ہے۔

ان کے علاوہ الگ الگ امصار ودیار اور شہروں کے اعلام ومشائخ پر بھی کتابیں لکھی گئی ہیں، اس نوعیت کی سوانحی کتابوں کی ایک مثال شیخ عبدالقادر عیدروس احمد آبادی کی کتاب ''الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام'' ہے خطیب کی ''تاریخ بغداد'' ابن عساکر کی ''تاریخ دمشق'' اور ابن تغری بردی کی تالیف ''الظاہرہ فی اخبار مصر القاہرۃ'' جیسی کتابیں بھی ان شہروں میں پیدا ہونے والے یا ان میں وارد ونازل ہونے والے علماء ومشاہیر کے سوانحی خاکے سے عبارت ہیں۔

طبقات اور معاجم کے نام سے محدثین، مفسرین، فقہا، صوفیا، شعراء، ادبا اور اطبا وغیرہ کے تراجم وسوانح پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں، جیسے ذہبی کی ''طبقات الحفاظ'' سیوطی کی ''طبقات المفسرین'' سبکی کی ''طبقات الشافعیۃ الکبریٰ''، مسلمی کی ''طبقات الصوفیا'' ابن سلام کی ''طبقات فحول الشعراء'' یاقوت حموی کی ''معجم الادبا'' ابن فہد کی

”معجم الشیوخ“ اور ابن ابی اصیبعہ کی کتاب ”عیون الانباء فی طبقات الاطبا وغیرہ ہیں۔

”الاسناد من الدین“ کا کلیہ مسلمانوں کے دل ودماغ میں ایسا راسخ ہوگیا ہے کہ علوم شرعیہ ہی نہیں بلکہ تمام علوم وفنون میں اسناد کی رعایت کی گئی اور ان کے ناقلین ورواۃ کی سوانح کو قلم بند کیا گیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اصفہانی کی کتاب ”الاکمال“ ”ابن عبد ربہ کی کتاب ”عقد الفرید“ اور عبد القاہر بغدادی کی ”خزانۃ الادب“ جیسی کتابیں اپنے اوراق میں ہزاروں افراد کے سوانحی خاکوں کو سمیٹے ہوئے ہیں۔

یہ تو تھا قصہ پارینہ۔ شاید قوموں کے عروج کی طرح اس کا زوال بھی ہمہ جہتی ہوتا ہے چنانچہ جب فکر وعمل کے ہر میدان میں پیچھے ہوئے تو علم سوانح بھی زوال واضمحلال کا شکار ہوا ہندوستان میں علوم عقلیہ کی بالا دستی کے سبب سے ہی یہ فن شریف برگ وبار نہیں لا سکا تھا۔ اور پھر جب علمی زوال شروع ہوا تو اس کی حالت اور بھی ناگفتہ بہ ہوگئی لیکن اس علم سے اسلامیان ہند کی علمی بے اعتنائی کے باوجود کچھ ایسی شخصیات ملتی ہیں جنھوں نے اسکی اہمیت کو محسوس کیا اور اس پر تصنیف وتالیف کا اہتمام کیا، اور ان میں سرفہرست حسان الہند سید غلام علی آزاد بلگرامی کی ذات ستودہ صفات ہے انھوں نے ”سبحۃ المرجان“، ”مآثر الکرام“ اور ”خزانہ عامرہ“ جیسی کتابیں لکھ کر بڑی حد تک اس فرض کفایہ کو پورا کیا اس ضمن میں ”اخبار الاخیار“ اور ”مرأۃ الاسرار“ وغیرہ کتابوں کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ درس نظامیہ کے فضلاء کے درمیان یہ علم قابل ذکر اہمیت کا حامل نہیں رہا البتہ علی گڑھ تحریک کے بعض وابستگان نے سوانح نگاری میں دلچسپی لی اور اس کا خاطر خواہ نتیجہ بھی برآمد ہوا۔

گزشتہ چند دہائیوں سے سوانح نگاری کی جانب علما ومصنفین کی توجہ مبذول ہونا شروع ہوئی ہے یہ خوش آئند بات ہے جس کا ایک نمونہ ہمیں فاضل بریلوی رحمۃ

اللہ علیہ کی حیات وخدمات پر لکھی جانے والی کتابیں اور تحریر شدہ علمی مقالوں کی صورت میں ملتا ہے۔ جماعت کے بعض علمی رسالوں نے بھی اس جانب پیش قدمی کی ہے چنانچہ ”المیزان“ کا ”امام احمد رضا نمبر“ اور ”ماہنامہ اشرفیہ“ کا ”سیدین نمبر“ قابل تقلید مثالیں ہیں، لیکن یہ صرف ابتدا ہے اور بہت ہی متواضع ابتدا ہے اور ابھی اس راہ میں طویل اور بہت طویل سفر باقی ہے۔

چونکہ ہمارے یہاں اس علم میں خاطر خواہ کام اب تک نہیں ہوا ہے اور نہ ہو رہا ہے لہذا اس ضمن میں ہونے والا ہر کام کارنامے کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔

عزیز القدر مولانا مفتی کمال الدین اشرفی نے اس علم کو اپنے اشہب قلم کی جولانگاہ بنایا ہے اور اس کے لیے ہمارے خانوادۂ اشرفیہ کی ایک ممتاز بلکہ عہد ساز و برگزیدہ ذات کا انتخاب کیا ہے لہذا میرے لیے ان کی شکر گزاری اور قلمی قرابت داری دونوں کا تقاضہ ہے۔ میں نے سفر کے دوران سرسری طور پر ان کی اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے بلا شبہ اس سوانح کی جمع وتالیف میں انہوں نے بڑی عرق ریزی اور جگر سوزی سے کام لیا ہے میری اس رائے پر علما وفضلا کی تقاریظ وتأثرات بھی گواہ ہیں۔ ایک اچھی سوانح نگاری کی اکثر خوبیاں ان کی تصنیف میں موجود ہیں، انھوں نے حضور اشرف الاولیا رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات کے تمام گوشوں کو ایک خوبصورت توازن کے ساتھ جمع کر دیا ہے جس میں نہ اطناب عمل ہے نہ ایجاز مخل بلکہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کی نگاہ میں ”حضرت اشرف الاولیا“ کی پوری سوانح آجاتی ہے۔ مؤلف نے بڑی ہی خوبی کیساتھ اس مختصر میں حضرت والا کی حیات وخدمات اور کرامات سب کو اکٹھا کر دیا ہے، ”اشرف الاولیا حیات وخدمات“ ایک ایسی کتاب ہے جو مستقبل میں مترجم لہٗ پر کام کرنے والے ہر محقق کے لیے مصدر کی حیثیت کی

حامل ہوگی بلکہ سوانح خانوادۂ اشرفیہ پر ہونے والے ہر علمی کام کے لیے بھی ایک ناگزیر مرجع ہوگی۔

میں اس علمی وتحقیقی کام پر عزیزی مفتی کمال الدین اشرفی کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتا ہوں مولیٰ تعالیٰ انھیں تحقیق وجستجو اور تصنیف وتالیف کا خوب جذبہ عطا فرمائے اور انھیں مزید علمی توفیقات سے بہرہ ور کرے، کتاب کا جو قلمی نسخہ میرے پیش نظر ہے وہ تقریبا مسودہ جیسا ہے، کتاب کی زبان عموما سادہ اور دلنشیں ہے دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت مفتی کمال الدین صاحب کی اس کاوش کو مشکور فرمائے اور انھیں اس عمل حسن اور حسن عمل کی جزائے خیر عطا فرمائے۔آخر میں اس مفید اور علمی کتاب ’’اشرف الاولیا حیات وخدمات‘‘ کی اشاعت پر مخدوم اشرف مشن کے تمام ذمہ داران کو خاص کر اس کے سربراہ ورائد جانشین اشرف الاولیا جلالۃ الفضل سعادۃ الشیخ سید شاہ جلال الدین اشرفی جیلانی دام ظلہ النورانی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

وندعو الله أن يؤفق جهودنا ويشد أزرنا وأن يعفوعمازلت فيه أقدامنا وعجزت عنه أفهامنا وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا محمد وآله وأصحابه أجمعين.

سید علیم اشرف جائسی

۲۶رمئی ۲۰۰۷ء

نزد غازی آباد ریلوے اسٹیشن (بحالت سفر)

کلماتِ ترحیب

فقیہ اہلسنت حضرت مولانا مفتی آلِ مصطفیٰ مصباحی مدظلہ العالی

استاذ ومفتی: جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو (یوپی)

......☆☆☆......

’’تراجم رجال‘‘ سے متعلق کتابوں کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، تاریخی حالات وواقعات اور حیات وکارناموں پر مشتمل سوانحی خاکے سے متعلقہ اشخاص کے ایمان وعقیدے کردار وعمل اور اخلاق وعادات کے حسن وقبح کا پتہ دیتے ہیں، جب ان میں سراپا محاسن یا محاسن کا غلبہ ہوتا ہے تو وہی موجودہ وآئندہ نسلوں کے لیے مشعل راہ اور نمونہ عمل بنتے ہیں۔آج ہمارے پاس ذخیرۂ احادیث ہیں، حسن وصحیح، موضوع وضعیف وغیرہ کی پہچان کا مدار راویان حدیث کے احوال واعمال ہی ہیں۔

دینی کار کی تبلیغ واشاعت کے حوالے سے اسلاف کرام کے کردار وعمل کی حامل شخصیات کی دینی وملی خدمات کا اعتراف کرنا اور اسے موجودہ وآئندہ نسلوں تک پہنچانا کئی حیثیتوں سے مستحسن ہے جو ارباب علم ودانش سے مخفی نہیں۔

برصغیر ہند وپاک کے طول وعرض میں جن خانقاہوں کی بے لوث دینی خدمات کا سلسلہ اب بھی جاری ہے، بلکہ دنیا کے مختلف ممالک تک ان کی خدمات کا دائرہ پھیلا ہوا ہے ان میں خانقاہ اشرفیہ حسنیہ کچھوچھہ شریف ضلع قدیم فیض آباد حالیہ ضلع امبیڈکر نگر کو بھی ایک نمایاں مقام حاصل ہے

سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہ العزیز کی جانب منسوب اس خانقاہ سے اسلام وسنیت کی گراں قدر اشاعت کا کام عرصے سے ہوتا رہا ہے۔اس خانقاہ

کے علما ومشائخ نے اپنے اپنے انداز اور طور طریقے سے سنیت کی آبیاری فرمائی ہے خصوصا مجدد سلسلہ اشرفیت ہم شبیہ غوث اعظم ،ممدوح اعلی حضرت، جامع شریعت وطریقت حضرت سید علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے عہد زرین میں دین وسنیت کی اشاعت کا نا قابل فراموش کام ہوا۔

آپ کے بعد آپ کے فرزندوں اور پوتوں نے اس مشن کو آگے بڑھانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اشرف الاولیا حضرت سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی مصباحی علیہ الرحمہ،حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے ان پوتوں میں ہیں جنہوں نے اس دینی مشن کو آگے بڑھانے میں اپنی زندگی وقف کردی تھی۔ متعدد صوبوں کے علاوہ خاص کر بنگال کا پورا علاقہ آپ کی جہد مسلسل دینی خلوص اور اشاعت سنیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ زمانہ طالب علمی سے لے کر اب تک میری آنکھوں نے آپ کی دینی وملی خدمات کے جو نقوش دیکھے ہیں، آپ کے دینی کارناموں کی گونج ثقہ راویوں سے سنی ہے انھیں بھلایا نہیں جاسکتا۔ میرے والد گرامی استاذ العلما حضرت علامہ ومولانا محمد شہاب الدین اشرفی مدظلہ العالی تلمیذ رشید ملک العلما حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ کے حضور اشرف الاولیا رحمہ اللہ علیہ سے گہرے روابط تھے۔ والد صاحب کو وہ اپنے گھر کا ایک فرد سمجھتے تھے اور والد صاحب کو بھی ان سے بڑی عقیدت ومحبت تھی انھیں جلسوں میں مدعو کرتے ،اپنے گھر دعوت دیتے ،اہتمام کرتے اور فروغ سنیت سے متعلق منصوبے بناتے۔

زیر نظر کتاب ’’اشرف الاولیا حیات وخدمات‘‘ خانقاہ اشرفیہ کے اسی بطل جلیل کی حیات اور کارنامے پر مشتمل ہے جسے محبّ گرامی جناب حضرت مولانا مفتی کمال الدین مصباحی اشرفی زید مجدہ نے پوری عرق ریزی سے جمع فرمایا ہے کتاب کے مسودہ کا اکثر حصہ مؤلف موصوف نے خود پڑھ کر مجھے سنایا۔ کتاب پسند آئی۔ اس

کتاب سے حضرت اشرف الاولیا کی زندگی کے بعض گوشوں اور دینی وعلمی کارناموں کو سمجھنے میں غیر معمولی مدد ملے گی۔ اس کتاب میں حضرت اشرف الاولیا کے علمی و دینی کارنامے،صبر و استقامت، تواضع وسادگی،علم دوستی ،قناعت وتوکل، رشد و ہدایت، وعظ ونصیحت ،ایفائے عہد،حقوق العباد کی رعایت اور تبلیغ واشاعت جیسے اہم گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

مؤلف موصوف نے عالم اسلام کی مشہور درسگاہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے سند فضیلت وسند تخصص فی الفقہ الحنفی اعلیٰ نمبروں سے حاصل کی ہے۔ موصوف اپنی علمی محنت ولگن اور قلمی تگ ودو کی وجہ سے میرے احباب میں شامل ہیں۔

مؤلف موصوف اس سے قبل اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے قائم کردہ ادارہ ’’مخدوم اشرف مشن‘‘ پنڈوہ شریف (جو سلطان المشائخ حضرت مخدوم علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے جوار اقدس میں ہے) میں تدریس وافتا کی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ یہ ادارہ اس وقت جانشین اشرف الاولیا حضرت علامہ سید جلال الدین اشرف قادری میاں مدظلہ العالی کی سرپرستی میں شب وروز تعلیمی وتعمیری ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

مولیٰ تعالیٰ مؤلف موصوف کو اجر جزیل عطا فرمائے اور ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے کہ انھوں نے دین کے ایک مخلص خادم کی حیات اور کارناموں سے اہل علم کو واقف کرانے کا گراں قدر کارنامہ انجام دیا ہے۔ وہ ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

طالب دعا

آل مصطفیٰ مصباحی

خادم تدریس وافتا جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو

یکم ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ

علمائے کرام ومشائخ عظام کے گراں قدر تأثرات

تأثر

شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج

سید شاہ مقصود اشرفی جیلانی جائسی دام ظلہ العالی

خلیفہ حضور تاج الاصفیا

سجادہ نشیں: آستانہ عالیہ اشرفیہ جائس رائے بریلی۔

......☆☆☆......

سیدی ومرشدی تاج الاصفیا مخدوم المشائخ حضرت علامہ الحاج سید شاہ مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں شہزادے اشرف الاولیا حضرت علامہ سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی واشرف العلما حضرت علامہ سید حامد اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہما النورانی سے، پیرومرشد کی نسبت سے شروع ہی سے میرے گہرے روابط رہے، دونوں ہی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے ممتاز وقابل فخر فارغین اور خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے عظیم چشم وچراغ تھے،اول الذکر نے بنگال وبہار کی بنجر زمینوں کو خوشبوئے دین محمدی سے معطر کیا اور آخر الذکر نے عروس البلاد ممبئی میں دین وسنیت کا پرچم لہرایا، دونوں کے کارنامے آفتاب نیمروز کی طرح روشن اور نمایاں ہیں۔

یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ اشرف الاولیا کے بااخلاص اور فیض یافتہ مرید فاضل جلیل عزیز القدر حضرت مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی زید مجدہم نے بڑی محنت ولگن سے حضور اشرف الاولیا رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کے تعلق سے ’’اشرف الاولیا حیات وخدمات‘‘ نام سے ایک شاہکار کتاب ترتیب دی ہے، کتاب کا مسودہ

فرزندعزیزحضرت مولانا سید سلمان اشرف اشرفی جیلانی ولی عہد آستانہ عالیہ اشرفیہ جائس کے توسط سے مجھے دیکھنے کو ملا،مسودہ دیکھنے کے بعد اندازہ ہوا کہ عزیز القدر مفتی کمال الدین اشرفی تصنیف وتالیف کے میدان میں اچھی مہارت رکھتے ہیں اور اس کتاب کی ترتیب میں انہوں نے اچھی سوانح نگاری کا جوہر دکھایا ہے، مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ انھوں نے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پرقلم اٹھا کرایک اہم کارنامہ انجام دیا ہے، یقیناً حضوراشرف الاولیا کی قد آورشخصیت اوران کے زریں کارنامے اس لائق ہیں کہ ان پرخوب خوب لکھا جائے اور جتنا بھی لکھا جائے کم ہے۔

حضوراشرف الاولیا کے بعدحضوراشرف العلما اورحضورتاج الاصفیا رحمۃ اللہ علیہما کی سوانح حیات پربھی قلم اٹھانے کی ضرورت ہے۔

میں عزیزی مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی زاداللہ علمہ وفضلہ کواس قلمی کاوش پردل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ موصوف کواورزورقلم بخشے اوران کی اس کتاب کومقبول انام بنائے اور بزرگان دین کے سوانحی خاکے پیش کرنے کی ہم سب کوتوفیق بخشے۔(آمین بجاہ حبیبہ الکریم)

سید مقصود اشرف اشرفی جیلانی

آستانہ عالیہ اشرفیہ جائس،رائے بریلی

تأثر

گل گلزاراشرفیت حضرت مولانا

سید محمد احمد اشرف اشرفی جیلانی دام ظلہ العالی

سربراہ اعلیٰ: دارالعلوم حبیبیہ گلشن رضا جگپال تال، رائے بریلی، یوپی.

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

امابعد:عزیز گرامی قدرمولانامفتی کمال الدین اشرفی مصباحی صاحب زید مجدہ حضوراشرف الاولیا حضرت علامہ ومولانا الحاج الشاہ سید مجتبیٰ اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے محبّ ومرید صادق ہیں انہوں نے اپنی حق وابستگی ادا کرنے کی مکمل کوشش کی ہے ۔جوانمول ہیرے حضرت کے وصال کے بعد معدوم ہونے والے تھے مولانا مفتی کمال الدین صاحب اپنی مصروفیات کے باوجودحضرت کی دینی وملی خدمات نیزان کے زہدوتقوی اورقومی ہمدردی کواپنی کتاب’’اشرف الاولیاحیات وخدمات‘‘میں رقم کیا مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ عزیزگرامی مفتی کمال الدین صاحب کے علم وعمل میں برکتیں عطافرمائے۔مزید دینی خدمات کا جذبہ عطافرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

فقط نیازمند: **محمد احمد اشرف اشرفی جیلانی**

مخدوم اشرف مشن اسکول جائس،رائے بریلی ۱۵/ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ

تأثر

امیر شریعت حضرت مولانا الحاج عبدالودود فقیہ دام ظلہ العالی

بانی وسربراہ اعلیٰ:

ادارہ شرعیہ اتر پردیش رائے بریلی (یوپی)

......☆☆☆......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے مرید صادق جناب مولانا مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی صاحب نے آپ کے حالات زندگی اور دینی وملی خدمات کو بڑی محنت ولگن کے ساتھ جمع کر کے ''اشرف الاولیا حیات وخدمات'' کے نام سے ایک معلوماتی اور تحقیقی دستاویز مرتب کی ہے۔کتاب کے مسودہ کا مطالعہ کرنے بعد اندازہ ہوا کہ اس کتاب میں حسن عقیدت کے ساتھ مظہر حقیقت بھی ہے۔

میں جب فیض آباد کی تاریخی مسجد ٹاٹ شاہ میں منصب امامت پر فائز تھا اس دوران حضرت مولانا سید مجتبیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا میری ملاقاتیں اور گھنٹوں مختلف موضوعات پر ان سے میری گفتگو ہوتی تھی۔ان کی گفتگو اور افکار ونظریات سے مجھے اندازہ ہوتا تھا کہ یقیناً وہ قوم مسلم کی فلاح وبہبودی کے لیے ایک دھڑکتا ہوا دل رکھتے تھے۔بنگال وبہار اور بھوٹان وسکم جیسے پس ماندہ اور غربت زدہ علاقوں میں تبلیغی خدمات انجام دے کر انھوں نے فقیری ودرویشی،غریب دوستی وغربت پسندگی کے جو نمونے پیش کئے ہیں وہ ہم سب کے لیے نمونہ عمل ہیں۔آپ میں سب سے بڑی خوبی جو مجھے دیکھنے کو ملی وہ یہ ہے

کہ آپ جس بات کی رشد وہدایت فرماتے اس پر آپ کا خود بھی عمل ہوتا تھا۔یہی وجہ ہے کہ لال باغ فیض آباد سکونت اختیار کرتے ہی وہاں کے لوگ آپ کی طرف مائل ہوتے گئے اور آپ کے فضائل وکمالات کا پورے شہر میں چرچا ہونے لگا۔

اس کتاب کے مؤلف مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے فراغت کے بعد حضور اشرف الاولیا کے قائم کردہ مشن ''مخدوم اشرف مشن'' پنڈوہ شریف جو دیار مخدوم علاء الحق پنڈوی کی آغوش میں پروان چڑھ رہا ہے۔وہاں کئی سال تک تدریسی خدمات انجام دے چکے ہیں اور اب چند سالوں سے ہمارے یہاں ادارہ شرعیہ اتر پردیش رائے بریلی میں تدریس وافتا کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔موصوف عوام وخواص میں مقبولیت کے ساتھ ہمارے ادارہ کے ایک ذمہ دار اور ممتاز استاذ میں شمار کئے جاتے ہیں۔محنت ولگن اور تحقیق وجستجو سے گونا گوں دلچسپی رکھتے ہیں۔مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ انہوں نے بہت مختصر وقت میں ہمارے ادارے سے اس اہم کتاب کی تصنیف فرمائی ہے۔دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ موصوف کی اس علمی کاوش کو مقبول انام بنائے اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی ہم سب کو توفیق بخشے۔آمین۔

عبدالودود فقیہ

خلیفہ اول جانشین مخدوم ثانی کچھوچھہ مقدسہ

سربراہ اعلیٰ ادارہ شرعیہ اتر پردیش،رائے بریلی

تأثر

مبلغ اہلسنت حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی دام ظلہ العالی

مہتم: دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ اعظم گڑھ یوپی

......☆☆☆......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین

زیر نظر کتاب ''اشرف الاولیا حیات وخدمات'' نبیرۂ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں حضرت مولانا سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات کا ایک حسین مرقع ہے جسے عزیز گرامی قدر مولانا کمال الدین اشرفی مصباحی نے ترتیب دیا ہے۔ جستہ جستہ کتاب دیکھنے کے بعد اندازہ ہوا کہ موصوف نے بڑی محنت سے کام لیا ہے۔ کسی کی شخصیت پر قلم اٹھانا آسان کام نہیں ہے خصوصا کسی ایسی شخصیت کے بارے میں جس پر پہلے سے مطبوعہ مواد موجود نہ ہو۔ کچھ لکھنے کے لیے محنت شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ مولانا نے حتی المقدور کوشش کی ہے مگر ابھی بہت کچھ مواد باقی ہے۔ آئندہ حضرت علیہ الرحمہ کے اخلاف واحباب ومریدین ومعتقدین سے رابطہ قائم کرکے اور معلومات فراہم کی جائیں تو مزید بہت کچھ حالات وفرمودات اور دینی خدمات کا حصہ سپرد قلم ہوسکتا ہے۔ یہ کام بہت جلد ہی کرنے کا ہے ورنہ زمانہ طویل ہوجانے کے بعد یادیں ذہن سے محو ہوجاتی ہیں، ان کو پورے طور پر لکھنا مشکل ہوتا ہے، پھر ایک زمانہ وہ آئے گا کہ حضرت کو دیکھنے والے ہی نہ رہیں

گے تو پھر نیا مواد سامنے لانا ممکن ہی نہ ہوگا۔ سردست مولانا نے جو کم وقت میں حالات وواقعات جمع کردیئے ہیں وہ حضرت علیہ الرحمہ کو سمجھنے کے لیے کافی ہیں۔

ہماری بہت سی عظیم شخصیات اس دنیا سے رخصت ہوئیں لیکن ہم غفلت کی وجہ سے ان پر کام نہ کر سکے جو قابل افسوس ہے مثلا: حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، مولانا نذیر الاکرام مرادآبادی، مولانا مفتی محمد عمر نعیمی، مولانا محمد یونس نعیمی اشرفی، محدث اعظم حضرت مولانا سید محمد اشرفی جیلانی، حضرت علامہ سید احمد اشرف اشرفی جیلانی، مولانا احسان علی محدث مظفرپوری، حضرت قاضی فضل کریم بہاری، مولانا قاضی عبدالوحید فردوسی عظیم آبادی، حضرت مولانا عبدالعزیز خاں فتح پوری، حضرت مولانا مفتی عبدالرشید خاں اشرفی فتح پوری، مولانا غلام مجتبیٰ اشرفی، مولانا عبدالجلیل اشرفی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔ یہ چند بروقت قلم پر آگئے اور بھی شخصیات ہیں جن پر لکھنے کی ضرورت ہے۔

محمد عبدالمبین نعمانی قادری

خادم دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ مئو

۱۲/ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ/ ۳۰/اپریل ۲۰۰۷ء

تأثر

ماہر علم وفن حضرت مولانا

مفتی بدر عالم مصباحی دام ظلہ العالی

استاذ ومفتی: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ یوپی

......☆☆☆......

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کسی محسن اور بزرگ کے حالات ارشاد وہدایت سے عوام وخواص کو روشناس کرانا سعادت مندی سے عبارت ہے۔ احسان شناسی کے ساتھ ساتھ ملت کی اصلاح وفلاح کا راز بھی اس میں مضمر ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی بزرگ کے حالات وسوانح پر مشتمل مجموعہ میں وہ سب کچھ ہوتا ہے جسے سامنے رکھ کر ایک بندہ مومن اپنی زندگی میں انقلاب لا سکتا ہے۔ زیر ملاحظہ مجموعہ میں ایک عقیدت کیش نے اپنے مرکز عقیدت کے شب وروز کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی اسلامی زندگی، ان کے اسلامی اخلاق وعادات، ان کے وعظ وتذکیر، ان کی تقریر وتحریر، ان کی دعوت وارشاد کے جلوے کاغذ کے صفحات پر سجانے کی سعادت مند کوشش کی ہے۔ یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ خلوص کے ساتھ ان صفحات کا مطالعہ ہر قاری کو ضرور محظوظ کرے گا۔

دیار مخدوم اشرف سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایک پروقار شخصیت مجتبائے ملت اسلامیہ حضرت مولانا سید شاہ مجتبیٰ اشرف علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات محتاج تعارف نہیں۔ دبستان اشرفیہ کے گل گلزار اشرفیت ومصباحیت کی خوشبو کچھوچھہ

مقدسہ ومبارکپور سے اٹھ کر پوری دنیائے اسلام میں پھیل اٹھی۔ رشد وہدایت کے عظیم مینار کی کرنیں نہ جانے کتنے تاریک دلوں کی دنیا کو بقعہ نور ایمان بنا دیا۔

اسی فلک نما شخصیت کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ان کے عزیز اسیر سلسلہ اشرفیہ مفتی کمال الدین مصباحی نے حالات وسوانح پیر ومرشد کا گلدستہ ہدیۂ ناظرین کیا ہے۔ رب کریم ان کی خدمات قبول فرمائے اور مرشد کی نگاہ میں انہیں پروقار بنائے۔ آمین

بدر عالم المصباحی

خادم افتاوتدریس الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

۱۰؍ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ/ ۲۸؍اپریل ۲۰۰۷ء

تأثر

نازش فکر وقلم حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی دام ظلہ العالی

شیخ الادب: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

......☆☆☆......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا ومصلیا ومسلما

یہ کوئی ۱۹۹۲ء کی بات ہے جب میں دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ ضلع مئو میں شعبہ عربی وفارسی کے صدر کی حیثیت سے تعلیمی خدمات انجام دے رہا تھا۔حضرت مولانا حافظ مشکور احمد اعظمی مصباحی زید مجدہ کی دعوت پر دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ کے ہمراہ ''سمبھی'' (ضلع اعظم گڑھ) پہنچا جو حافظ صاحب کا وطن مالوف ہے۔انھوں نے علم دین کی نشرواشاعت اور دین وسنیت کی وہاں خدمت کے لیے ایک دینی ادارہ قائم فرمایا تھا اور اس کے لیے علاحدہ ایک مستقل عمارت کی تعمیر کی غرض سے ایک جلسہ تاسیس کا انعقاد کیا تھا۔سمبھی پہنچ کر بہت سے علما وحفاظ سے ملاقات ہوئی ،نماز مغرب سے فراغت کے بعد میں اس مکان میں حاضر ہوا جہاں علمائے کرام اور مشائخ عظام کا قیام تھا۔حافظ صاحب کے ذریعہ معلوم ہوا کہ اس جلسۂ سنگ بنیاد کے مہمان خصوصی خانوادۂ سادات اشرفیہ کچھوچھہ شریف (ضلع امبیڈکر نگر) کے فرد فرید اشرف الاولیا، زینت الاصفیا حضرت علامہ سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ہیں جو سامنے والے کمرہ میں تشریف فرما ہیں۔حضرت کا

تذکرہ اپنے اکابر کی زبان سے پہلے ہی سن چکا تھا،زیارت اور دست بوسی کے لیے قیام گاہ پر حاضر ہوا،آپ اپنے ایک ہم عمر بزرگ عالم کے ساتھ محو گفتگو تھے،بعد میں معلوم ہوا کہ یہ دوسرے بزرگ عالم حضرت علامہ ومولانا محمد احمد شاہدی تھے جو جاجمئو کانپور سے تشریف لائے تھے،میں نے کمرہ میں داخل ہوکر سلام کیا اور دست بوسی کی،حضرت نے اپنی گفتگو روک کر میری خیریت معلوم کی اور تعارف چاہا،میں نے مختصرا اپنا تعارف کرایا،اور جب میں نے یہ بتایا کہ میں شیخن ٹولہ،قصبہ سدّھور،ضلع بارہ بنکی کا رہنے والا ہوں،جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے ۱۹۸۹ء میں میری فراغت ہے اور اس وقت دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ میں تدریسی خدمات انجام دے رہا ہوں تو حضرت کے چہرے سے بشاشت کے آثار ہویدا ہوگئے۔

اس وقت تو سمجھ میں نہ آیا کہ میرا تعارف سنتے ہی حضرت کا رخ زیبا کیوں کھل اٹھا تھا؟لیکن بعد میں غور کرنے پر معلوم ہوا کہ اس بشاشت وشگفتگی کی وجہ یہ تھی کہ حضرت بھی ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور سے فارغ ہیں،دارالعلوم کے نامور فرزندوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔اور میرے وطن مالوف (سدھور،بارہ بنکی) سے حضرت کے مشائخ کرام کا قدیم تاریخی رشتہ ہے۔بانی سلسلہ اشرفیہ محبوب سبحانی حضرت سیدنا مخدوم جہانگیر اشرف سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان کا ورود مسعود قصبہ سدھور میں دوبار ہوا،اور وہاں کے شیوخ واشراف اور دیگر باشندوں نے حضرت کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا،اور مخدوم شیخ خیر الدین انصاری ،مخدوم شیخ علی انصاری اور مخدوم قاضی محمد سدھوری کو حضرت نے اجازت وخلافت سے بھی نوازا۔خود لطائف اشرفی اور صحائف اشرفی میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔اس طرح وطن اور درسگاہ دونوں اعتبار سے ایک طرح کا تعلق ہونے کی وجہ سے حضرت اشرف الاولیا کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

پھر حضرت علیہ الرحمہ شاہدی صاحب سے گفتگو میں مصروف ہو گئے اور میں وہیں باادب بیٹھ کر دونوں بزرگوں کی گفتگو سننے لگا۔ میں نے محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن ظاہر اور جمال باطن دونوں سے نوازا تھا، سیادت ونجابت کے آثار چہرے سے نمایاں تھے جس میں ظاہری نورانیت کے ساتھ باطنی کشش بھی تھی، گفتگو سنجیدہ، باوقار اور باوزن تھی، جس سے سننے والا متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

پھر حضرت علیہ الرحمہ کے مبارک ہاتھوں اس ادارہ کی رسم سنگ بنیاد ادا ہوئی۔ بعد عشا جلسہ تاسیس کا آغاز ہوا۔ جلسہ میں حضرت کے دعائیہ کلمات اور مواعظ حسنہ سے بہرہ ور ہوا، یہ حضرت سے پہلی ملاقات اور پہلی زیارت تھی۔ پھر اس کے بعد کچھوچھہ شریف میں کئی بار حضرت کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت کا شمار دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کے قابل فخر فرزندوں میں ہوتا ہے۔ آپ کے اساتذہ میں حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی، شہزادۂ صدر الشریعہ علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، جامع معقول ومنقول علامہ حافظ عبدالرؤف بلیاوی اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہم الرحمۃ والرضوان قابل ذکر ہیں۔

اور آپ کے رفقائے درس میں بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی مدظلہ العالی، مولانا محمد شفیع اعظمی مبارکپوری، حضرت مولانا قاری محمد یحییٰ اعظمی مبارکپوری علیہاالرحمہ جیسے نامور فضلا شامل ہیں۔

آپ بلند پایہ خطیب، حاضر جواب متکلم جلیل الشان عالم دین اور بافیض شیخ طریقت تھے، آپ کے ہاتھوں نہ معلوم کتنے گم گشتگان راہ کو ہدایت نصیب ہوئی، اور آپ کی نگاہ کیمیا اثر سے نہ جانے کتنے بھٹکے ہوئے ''آہو'' سوئے حرم روانہ ہوئے۔ آپ نے بیعت اور ارشاد کے علاوہ مختلف مقامات پر مساجد، مدارس اور مکاتب قائم فرما کر دین متین کی قابل قدر خدمات انجام دیں۔

احقاقِ حق اور ابطال باطل آپ کا محبوب وطیرہ تھا، اظہار حق میں آپ نہ کسی سے مرعوب ہوتے اور نہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ کرتے، دینی پختگی اور بدمذہبوں سے نفرت وبیزاری آپ کے خاص اوصاف ہیں، لیکن اہلسنت کے باہمی اختلافات میں آپ ہمیشہ جادۂ اعتدال پر قائم رہے اور اپنے مریدین و متوسلین کو اسی کی تلقین فرماتے رہے، اس طرح آپ کی ذات ''اشداء علی الکفار رحماء بینهم'' کی چلتی پھرتی تصویر تھی، اللہ تعالیٰ آپ کی تربت انور پر ہمیشہ رحمت ونور کی بارش برسائے اور آپ کی قائم کی ہوئی یادگاروں کو ہمیشہ قائم ودائم رکھے۔ (آمین)

آپ کے فرزند ارجمند خطیب ملت شیخ طریقت حضرت مولانا سید جلال الدین اشرفی جیلانی معروف بہ قادری میاں آپ کے سچے وارث اور جانشیں ہیں جو آپ کے اوصاف کے حامل اور آپ کے طریقے پر گامزن ہیں۔ حضرت مخدوم سمنانی علیہ الرحمہ کے پیر ومرشد حضرت مخدوم علاء الحق علیہ الرحمۃ والرضواں کے دیار پاک پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ بنگال میں ایک شاندار دینی ادارہ چلا رہے ہیں اور فرزندان اسلام کو زیور تعلیم سے آراستہ کر رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''اشرف الاولیا حیات وخدمات'' کے مصنف جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ کے ایک باذوق فاضل جناب مولانا مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی زیدمجدہم ہیں۔ موصوف حضرت اشرف الاولیا سے بیعت ہیں، اچھے باوقار اور باصلاحیت عالم دین ہونے کے ساتھ تحریر وتصنیف سے خاصہ لگاؤ رکھتے ہیں اب تک کئی کتابیں ان کے نوک قلم سے معرض وجود میں آچکی ہیں۔ محنت وجفاکشی کے عادی ہیں اس لیے جامعہ اشرفیہ میں تعلیم کے دوران ہمیشہ اچھے اور نمایاں طلبہ میں شمار کئے جاتے رہے اور فراغت کے بعد بھی تحریر وتدریس کے میدان میں ان کی کوششیں

جاری وساری ہیں۔

رب کریم ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور مزید توفیق خیر سے بہرہ ور کرے اور دارین میں ان کی خدمات کا وہ صلہ عطا فرمائے جو اس کی شان رحیمی وکریمی کے لائق ہے۔آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و مولانا محمد خاتم النبین وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ اجمعین.

نفیس احمد مصباحی

خادم جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی۔ ہند

مؤرخہ ۱۲؍ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ/ ۳۰؍اپریل ۲۰۰۷ء

تأثر

استاذ زمن حضرت مولانا ناظم علی مصباحی دام ظلہ العالی

استاذ: الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

......☆☆☆......

حامداً ومصلیا ومسلما

حضرت علامہ الحاج سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خانوادۂ اشرفیہ کی ان پاکباز شخصیتوں میں ہیں جنہوں نے عشق ومحبت، علم ومعرفت، رشد وہدایت اور ایمان وایقان کی شمعیں فروزاں کیں۔گم گشتگانِ راہ کو جادۂ راہ کا سراغ بخشا، بیعت وارادت کے ذریعہ بے شمار عقیدت کیشوں اور ارادتمندوں کو بادۂ توحید ورسالت سے سرشار فرمایا۔آپ راسخ الاعتقاد، متصلب فی الدین متبع شریعت، عظیم شیخ طریقت، الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی روشن تصویر، بدمذہبوں کے لیے شمشیر بے نیام تھے، صلح کلیت سے حد درجہ نفرت فرماتے اور دین ومذہب کا سخت دشمن جانتے۔

آپ استاذ العلما، جلالۃ العلم، ابوالفیض سیدی سرکار حافظ ملت علیہ الرحمہ کے ارشد تلامذہ سے تھے۔آپ خانوادۂ اشرفیہ کے وہ پہلے فرزند ہیں جنہوں نے جامعہ اشرفیہ میں تحصیل علم کے لیے رخت سفر باندھا۔حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے عقیدتمندوں کو لے کر آپ کے اس سگے پوتے کے استقبال کے لیے سٹھیاؤں اسٹیشن تشریف لے گئے اور آپ وہاں سے

بذریعہ تانگہ نعرۂ تکبیر ورسالت کی چھاوں میں تشریف لائے۔حضرت حافظ ملت آپ سے حد درجہ محبت فرماتے،مبارکپور اوراس کے اطراف میں جلسوں اور میلاد پاک کی محفلوں میں جاتے تو آپ کو اپنے ساتھ لے جاتے۔فراغت کے بعد آپ نے جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے مسند درس وتدریس کو زینت بخشی،تاحین حیات مجلس شوریٰ کے ایک اہم رکن رہے۔سنی کانفرنس بنارس اور سیوان میں آپ کی روشن خدمات رہیں،محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ساتھ اکثر تبلیغی دوروں میں تشریف لے جاتے۔

بنگال وبہار،آسام وبھوٹان وغیرہ پسماندہ علاقوں میں دین وسنیت کی نمایاں خدمات انجام دیں،ان علاقوں کے اکثر مدرسوں کی آپ نے سرپرستی فرمائی،جومساجد بدمذہبوں کی ریشہ دوانیوں کے شکار ہوگئے تھے،ان پر سنیت کا پرچم لہرایااور بدمذہبوں کے شب خون سے بچایا۔اخی سراج آئینہ ہند مصنف ''ہدایۃ النحو''و''پنج گنج''و''میزان ومنشعب''جن کا آستانہ مالدہ بنگال میں ہے اور مخدوم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ جن کا آستانہ پنڈوہ شریف میں مرجع خلائق ہے،ان دونوں آستانوں کی طرف لوگوں کی توجہ نہ تھی،آپ نے ان دونوں آستانوں کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرائی،اوراخی سراج آئینہ ہند کے آستانہ سے متصل''خانقاہ سراجیہ اشرفیہ''اورشیخ علاء الحق علیہ الرحمہ کے آستانہ مقدس سے متصل مخدوم اشرف مشن قائم فرمایا،اوران دونوں آستانوں کو مرجع خاص وعام بنایا۔آپ کی اس تحریک کی برکت سے عوام وخواص ان دونوں آستانوں سے اکتساب فیض کررہے ہیں اوراپنی بخت خوابیدہ کو بیدار کررہے ہیں۔مجدد اعظم سیدنا سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے فرزند رشید سیدی سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی عالم گیر تحریک''جماعت رضائے مصطفیٰ''،بریلی شریف کے آپ نائب صدر تھے،اس کے علاوہ دیگر تنظیموں اور تحریکوں

کے اہم رکن اور صدر تھے،اسلام وسنیت کی بقا کے لیے بہت سے مقامات پر ادارے قائم فرمائے،آپ کا ایک خاص وصف یہ تھا،غریب اور پس ماندہ طبقہ کے لوگوں کو حد درجہ محبوب رکھتے،اپنی محبت وشفقت وعنایت سے نوازتے،آج کتنے پس ماندہ علاقے بدمذہبوں کی ریشہ دوانیوں کے شکار ہوگئے،ان میں تبلیغ واصلاح کے لیے کوئی رخ نہیں کرتا۔

آپ شریعت کے ایسے متبع تھے کہ غیرمحرم وبے پردہ عورتوں سے مخالطت سخت ناپسند فرماتے جب کہ کتنے ایسے پیران کرام ہیں کہ ان کے یہاں عورتوں کا دربار لگتا ہے ان کے بغیر دربار کی حاضری تشنہ رہتی ہے،محرم وغیرمحرم کے فرق کو بالائے طاق رکھنا کس قدر المناک ہے،کہ مذہب اسلام نے جس پردہ کو نبی پاک کی ازواج مطہرات پر لازم فرمایا،ساری امت کی عورتوں پر لازم فرمایا آج وہ بے پردہ بے باک ہوکر دربار کی حاضری دیتی،ان کے حضور جبیں سائی کرتی ہیں،اور دست وپا کے بوسے دیتی اور اسے فخر محسوس کرتی ہیں،ان کی عریاں تصویروں کو کیسیٹ بنا کر قوم کے سامنے پیش بھی کیا جاتا ہے،کیا آج کے پیران کرام کو نہیں معلوم کہ یہ خلاف شرع امور ہیں؟ پھران پر سخت پابندی کیوں نہیں عائد کی جاتی اور انہیں کیوں نہیں منع کیا جاتا؟ آج باباؤں نے معاشرہ کو اور زیادہ پراگندہ کررکھا ہے،ان کی خادمہ کوئی دوشیزہ خاتون ضروری ہے،انھیں کوئی خادم نہیں بلکہ خادمہ ہی درکار ہے وہ بھی پیرانہ سال نہیں،مذہب اسلام نے جو حدود مقرر کئے ہیں انھیں پامال کرنا اور خود کوئی راہ ایجاد کرنا اسلام وسنیت کو فروغ دینا نہیں،بلکہ اسے یکسر مٹانا ہے،اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ شرعی حدود کو پامال ہونے سے بچایا جائے اور پھیلی ہوئی بے راہروی اور بے اعتدالی وبدعنوانی کا خاتمہ کیا جائے اور حضرت کی زندگی کو نمونہ عمل بنایا جائے تا کہ اسلام وسنیت کا جو عظیم نقصان ہورہا ہے اس کا ازالہ ہو۔

ٹائی جو نصاریٰ کی ایجاد ہے اور ان کی اتباع ہے اس سے آپ سخت نفرت کا اظہار فرماتے اور شدید تنبیہ فرماتے۔ آج ہمارا معاشرہ کس قدر پراگندہ ہو چکا ہے کہ داڑھی جو رسول پاک کی سنت اور آپ کی نگاہوں کا سرور اور اسلام و سنیت کی پہچان ہے اس کا التزام نہیں کرتے، اسے اپنے چہروں کی زینت نہیں بناتے، سر پر عمامہ رکھنا فخر محسوس نہیں کرتے مگر ٹائی جسے نہ صحابہ نے لگایا نہ تابعین و تبع تابعین اور نہ سلف صالحین نے، بلکہ یہ بلا نصاریٰ کے یہاں سے آئی ہے، اس گندہ معاشرہ کی تہذیب کو گلے لگانا ہم فخر محسوس کرتے ہیں اور ٹائی لگا کر بڑے فخر سے چلتے ہیں۔ آج ہم بزرگوں کی عقیدت و محبت کا دم بھرتے ہیں اور کہتے ہیں: غوث کا دامن نہیں چھوڑیں گے، پیر کا دامن نہیں چھوڑیں گے، اسلام زندہ باد وغیرہ کہاں ہیں جھوٹی محبت کا دم بھرنے والے اور جھوٹے نعرے لگانے والے اور بیعت و ارادت کو محض ایک رسم سمجھنے والے؟ مرید صادق وہ ہوتا ہے جو اپنے پیر کا عکس جمیل ہو نہ کہ نصرانی تہذیب کا پرتو اور خواہش نفس کا غلام۔ حضرت اشرف الاولیا علیہ الرحمہ اپنے مرشد کے مرید صادق اور خلیفہ اول، رسول پاک کی سنتوں کے عاشق، صحابہ و تابعین اور سلف صالحین کے نقوش راہ پر گامزن تھے۔ پیر کے لیے لازم ہے کہ وہ مرید کا تزکیہ نفس کرے اور مرید پر لازم ہے کہ وہ اپنے پیر کے نقوش عمل کو لائحہ عمل بنائے۔

زیر نظر کتاب مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی صاحب نے آپ کی حیات و خدمات پر مشتمل تحریر فرمایا ہے، جس میں آپ کی زندگی کے روشن نقوش کو سپرد قرطاس فرمایا ہے۔ بہت سے بزرگوں نے اپنے حالات از خود قلمبند فرمائے۔ مفتی صاحب موصوف نے اپنے پیر و مرشد کی حیات و خدمات کو قلمبند فرما کر آنے والی نسلوں کو اپنے بزرگوں کی حیات و خدمات کو گرفت تحریر میں لانے کی دعوت دی ہے۔ فقیر مفتی صاحب موصوف کو آپ کی اس گراں قدر خدمت پر دل کی اتھاہ گہرائیوں

سے مبارکباد پیش کرتا ہے اور مزید قلمی خدمات کا آرزومند ہے۔

رب قدیر انھیں زور قلم بخشے مزید دین متین کی خدمت کی توفیق بخشے اور اس علمی شاہکار کو مقبول عوام و خواص بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیه أفضل الصلوٰة وازکی التسلیمات الف الف مرات.

محمد ناظم علی رضوی مصباحی

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ یو. پی.

۱۱/ربیع/۲۹/اپریل ۲۰۰۷ء روز یکشنبہ مبارکہ

تأثر

خطیب اہل سنت حضرت مولانا محمد طاہر مصباحی دام ظلہ العالی

ناظم تعلیمات: مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف، مالدہ۔

بزرگان دین کی حیات طیبہ کا ہر زاویہ اہل ایمان کیلئے مشعل راہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ عشق رسول کے پیکر ہوتے ہیں اور حیات رسول کریم علیہ اجمل الصلوٰۃ والتسلیم کی ضیاؤں سے ان کی حیات وعمل کا ہر گوشہ منور وتابناک ہوتا ہے۔ **وہ لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃٌ حسنۃ** کی عملی تفسیر ہوتے ہیں۔ ان کی اداؤں پر عمل سرکار ابد قرار ﷺ کی پاکیزہ اداؤں پر عمل ہوتا ہے، اسی لئے سرکار دوعالم ﷺ کے سچے وارثین کی حیات طیبہ تاریخ کے صفحات کے ان سنہرے نقوش میں شامل ہے جس کی برکات سے زندگیاں بدلیں، تیرگی تار تار ہوئی، حق کا اجالا پھیلا اور عشق رسول کی سرمستیوں سے نا آشنا افراد دولت عشق وعمل سے مالا مال ہوگئے۔

عزیز گرامی حضرت مولانا مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی کی یہ کاوش تاریخ کے ان ہی نقوش میں ایک نقش حسن کا اضافہ ہے، جس نے آنے والی نسلوں کیلئے سیدی و مرشدی حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات وخدمات کے مختلف پہلوؤں کو آفتاب نیمروز کی طرح روشن ومنور کر دیا ہے، مولیٰ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو قبول عام سے نوازے اور فیضان حضور اشرف الاولیا کی برکات سے ہمارے ساتھ ساتھ آنے والی نسلوں کے قلب وجگر کو منور فرمائے اور انہیں محبوبین کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

فقیر سراپا تقصیر : **محمد طاہر مصباحی اشرفی**

۲۸/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ

تأثر

ممتاز العلما حضرت مولانا ممتاز عالم مصباحی دام ظلہ العالی

پرنسپل: دارالعلوم اہلسنت شمس العلوم، گھوسی، ضلع مئو، یوپی.

باسمہ وحمدہ تعالی

گل گلزار اشرفیت، نبیرۂ حضور اشرفی میاں، عظیم المرتبت، پیر طریقت، اشرف الاولیا حضرت مولانا الشاہ ابوالفتح سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ علم وفضل کے تاجدار، زبردست مناظر ومتکلم اور چرخ ولایت کے ایک درخشندہ ستارہ تھے۔ صدق وصفا، صبر ورضا، زہد وورع، توکل واستغنا، استقامت وعزیمت، تقوی وطہارت، مجد وشرف، حلم ومروت، خلوص وللّٰہیت، خوف آخرت، عمل بالسنۃ، عفوو درگزر، حکمت و دانش، علم ومعرفت، سادگی وخاکساری، تواضع وانکساری، شیریں لبی ونرم گفتاری جیسے تمام اوصاف کاملہ واخلاق فاضلہ کے جامع تھے۔ جو کسی ایک مرشد برحق اور مذہبی وروحانی پیشوا کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ آپ کی پوری زندگی دین حنیف اور شرع متین کی تبلیغ وترویج کے لیے وقف تھی۔ آپ نے علماو مشائخ کے مروجہ مزاج سے ہٹ کر کارہائے تبلیغ کے لیے زرخیز علاقوں کی بجائے غربت وجہالت زدہ علاقوں کو منتخب فرمایا۔ جن میں مشرقی شمالی بہار اور بنگال ومدھ پردیش کی سنگلاخ زمین سرفہرست ہے۔

حضور اشرف الاولیا پورے خلوص وللّٰہیت کے ساتھ عقیدۂ حقہ کی ترویج و اشاعت کرتے رہے، باطل کے ابطال کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ نے حق

وصداقت کی مشعلیں روشن کیں اور دینی حمیت وحرارت کوفروغ دیا۔ آپ کی جہد مسلسل اور عمل پیہم سے اکناف واطراف بالخصوص بہار، بنگال، مدھیہ پردیش کے صحرا جہالت وغوایت میں عمل وآگہی اور رشد وہدایت کے گلستانوں کا ایک سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں ☆ زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

بایں ہمہ اوصاف حضرت اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی خدمات جلیلہ وفضائل حمیدہ کو اب تک کتابی شکل میں خراج عقیدت پیش نہ کرنا مریدین ومتوسلین کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ خدا بھلا کرے عزیز سعید مولانا مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی کا جنھوں نے شہزادۂ حضور اشرف الاولیا مولانا الشاہ سید جلال الدین اشرف المعروف بہ قادری میاں سربراہ اعلیٰ مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف کے حکم پر حضرت علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات کے تعلق سے ایک مختصر سی کتاب ترتیب دی ہے جس میں مولانا موصوف نے حضور اشرف الاولیا کی پاکیزہ زندگی کے چند گوشوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے، یہ کتاب حضرت علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ کے تعلق سے مکمل ومفصل دستاویز نہیں بلکہ چند خطوط واشارات ہیں جو تفصیلی مضامین نگاروں کے لیے مشعل راہ ہیں۔ کتاب کے مصنف مولانا کمال الدین مصباحی ایک ذی استعداد، باشعور، متحرک وفعال، فاضل اشرفیہ ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی سعی کو مشکور ومقبول فرمائے اور ان کے علم وعمل اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ وصلی اللہ علی النبی الأمی وعلی آلہ وصحبہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین.

سگ در اشرف : **محمد ممتاز عالم مصباحی**

خادم الطلبہ جامعہ شمس العلوم، گھوسی، ضلع یو پی. ہند۔

تأثر

مؤرخ اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر عاصم اعظمی دام ظلہ العالی

استاذ: دار العلوم اہلسنت شمس العلوم، گھوسی، ضلع مئو، یو. پی.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہندوستان میں اسلام کی نشر واشاعت کی ابتدا صوفیا وصلحا اور مشائخ عظام کی مساعی جمیلہ کی بدولت ہوئی، جوں جوں مشائخ طریقت کا دائرۂ کار دعوت وتبلیغ پھیلتا رہا، حدود ہند میں اسلام کی عظمت وشوکت کو استحکام حاصل ہوتا رہا اس سلسلہ میں خانوادۂ چشت کے اکابر شیوخ کے کارنامے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ اس روحانی مملکت، فکر عمل کی راجدھانی پہلے اجمیر شریف پھر دہلی منتقل ہوئی جہاں سے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اکابر خواجگان چشت نے تبلیغ دین اور اصلاح باطن کی تحریک کو عام کیا۔ ناگور، دولت آباد، برھان پور اور بنگال میں پنڈوہ شریف کو مرکزیت حاصل ہوئی، جہاں سے اس مشرب تصوف کی بڑے پیمانے پر ترویج واشاعت عمل میں آئی۔

جون پور میں شرقی حکومت قائم ہونے کے ساتھ ہی یہ خطہ علما ومشائخ کی آماجگاہ بن گیا اور یہاں کے ذرے ذرے سے علم وعرفان کی روشنی ہونے لگی، اس عہد میں ہزاروں علما وصوفیا اور ارباب طریقت وتصوف نے اکناف عالم سے دیار پورب کا رخ کیا۔ مگر قدرت نے اس سرزمین کو روحانی تاجوری کے لیے تاجدار سمنان حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز کو ۷۰۹ھ تا ۸۲۹ھ مقرر

فرمایا تھا۔آپ نے سیاحت عالم کے بعد زبدۃ العارفین حضرت مخدوم علاء الحق و الدین علیہ الرحمۃ والرضوان سے اجازت وخلافت حاصل کی تو مرشد برحق نے اپنے خلیفہ خاص کو جونپور کی ولایت تفویض فرمائی اور مقام سکونت کچھوچھہ مقدسہ متعین فرمایا۔چنانچہ سرکار سمنان جونپور تشریف لائے اور کچھوچھہ شریف میں قیام فرماکر اسے اپنی روحانی واخلاقی سرگرمیوں کا مرکز قرار دیا۔

انقلاب روزگار کے ہاتھوں شرقی سلطنت تو ختم ہوگئی مگر مشرب چشت کا روحانی مرکز اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ آج تک قائم ہے۔حضرت مخدوم پاک نے اصلاح نفوس اور تزکیہ باطن کا جو اشرفی دبستان قائم کیا تھا اس کی سرگرمیاں ان شاءاللہ صبح قیامت تک باقی وقائم رہیں گی۔

آج سے تقریباً ایک صدی پیشتر خانوادۂ اشرف کی عظیم روحانی شخصیت حضرت سید شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان ۱۲۶۶ھ تا ۱۳۵۵ھ میں کچھوچھہ شریف سے نکل کر اطراف واکناف اور دور دراز علاقوں میں دعوت وتبلیغ دین کی اور سلسلہ اشرفیہ چشتیہ کی اشاعت کے لیے شب وروز جدوجہد کی ،وسائل وذرائع سفر کی کمیابی کی صورت میں پا پیادہ مشقت برداشت فرمائی ،ایسے کوردہ وویران علاقوں میں جاکر تبلیغ دین اور اخلاص باطن کا فریضہ انجام دیا جبکہ آمد ورفت کی تمام تر سہولتوں کے باوجود آج بھی وہاں تک پہنچنا آسان نہیں۔

حضور اشرفی میاں کی جدوجہد سے لاکھوں افراد معاصی سے تائب ہوکر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے ،آپ نے ان کے دلوں کو کثافتوں سے پاک کرکے اللہ ورسول کی محبت کا گہوارہ بنادیا ہزاروں اشخاص کو سلوک ومعرفت کی منزلیں طے کرائیں اور ولایت کے درجے پر فائز کردیا۔سرکار اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے بعد آپ کی اولاد واحفاد نے تبلیغ دین اور سلسلہ چشتیہ کے فروغ واستحکام کے لیے جدوجہد

جاری رکھی انھیں قابل ذکر علمی وروحانی ہستیوں میں اشرف الاولیا حضرت مولانا سید محمد مجتبیٰ اشرف رحمۃ اللہ تعالی علیہ بھی تھے،جو حضور اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے صاحبزادے حضرت مولانا سید شاہ ابوالمجتبیٰ مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ۷/ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ تا ۱۷/ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ کے خلف اکبر تھے،جنھوں نے علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد تصوف وسلوک کے میدان میں قدم رکھا والد بزرگوار اور جد اعلیٰ کے نقش قدم پر چل کر تشنگان معرفت کی روحانی تسکین کا سامان فراہم کیا۔

ہندوستان کے طول وعرض میں شدرحال فرماکر شریعت وطریقت کی بساط آراستہ کی خصوصیت کے ساتھ بنگال اور بہار کے دور افتادہ خطوں کو ارشاد وہدایت کے مشن کے لیے مخصوص فرمایا۔آپ کی بے لوث دینی وتبلیغی خدمات سے وہابیت وبد مذہبیت کا بڑھتا ہوا سیلاب تھم گیا اور پورے علاقہ میں سنیت کا شاداب چمن برگ وبار لانے لگا اور اسلام کی روحانی اور اخلاقی اقدار زندہ وپائندہ ہوئیں اور گھر گھر میں ایمان واخلاص،محبت الٰہی اور عشق رسول کی شمعیں فروزاں ہوئیں۔

افسوس!اتنی عظیم علمی وروحانی شخصیت کے تعارف میں کوئی تحریری دستاویز منظر عام پر نہیں آسکی تھی۔حضرت کی حیات وخدمات سے متعلق احوال وکوائف زبانی روایتوں پر ہی منحصر تھے۔''نام نیک رفتگاں ضائع مکن'' کو مدنظر رکھتے ہوئے مولانا مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی نے حضور والا کے حالات زندگی ،علمی ،دینی اور روحانی خدمات پر اہم کتاب مرتب فرمائی ہے جو حضرت اشرف الاولیا کی ذات و صفات کی تفہیم کے لیے اولین دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔چراغ سے چراغ جلتے ہیں۔

توقع کی جاتی ہے کہ مستقبل میں حضرت کی شخصیت وسیرت کے مختلف پہلوؤں پر کتابیں منظر عام پر آئیں گی۔امید کہ مولانا مفتی کمال الدین اشرفی

مصباحی کی یہ قلمی کاوش ماخذ ومصدر کی حیثیت حاصل کرے گی۔ دعا ہے کہ رب کائنات اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں مولانا کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور اسے سعادت دارین کا ذریعہ بنائے۔ آمین

والسلام

محمد عاصم اعظمی

استاذ شمس العلوم عربک کالج، گھوسی، مئو، ۱۱؍ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ

تأثر

عالم باعمل حضرت مولانا رضوان احمد شریفی دام ظلہ العالی

استاذ: دارالعلوم اہلسنت شمس العلوم، گھوسی، ضلع مئو، یو. پی.

......☆☆☆......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. أما بعد:

عزیز قدر مولانا مفتی کمال الدین صاحب اشرفی زید مجدہ، حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے مرید اور محبّ صادق ہیں، حضور سے غایت درجہ محبت کی بنیاد پر کافی دنوں سے آپ کی خواہش تھی کہ حضور کی سوانح حیات اگر منظر عام پر آجاتی تو لوگوں کے لیے مشعل ہدایت ثابت ہوتی، چنانچہ عزیز موصوف کی دیرینہ تمنا پوری ہوئی اور برسوں پہلے دیکھا ہوا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا، اور انہوں نے بڑی ہی عرق ریزی سے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی مبارک زندگی پر بھر پور روشنی ڈالی ہے جو یقیناً مشائخ، علما، خطبا اور عام لوگوں کے لیے مشعل ہدایت ہے اور آئندہ حضور کی حیات طیبہ پر لکھنے والوں کے لیے یہ سوانح ماخذ اول ثابت ہوگا۔

رب کریم اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ وطفیل اس کو مقبول انام بنائے اور مصنف موصوف کو مزید خدمت دین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین. بجاہ سید المرسلین ﷺ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

رضوان احمد شریفی

۱۲؍ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ مطابق ۳۰؍اپریل ۲۰۰۷ء بروز دوشنبہ

تأثر

محقق مسائل شرعیہ حضرت مفتی رضاء الحق اشرفی دام ظلہ العالی

شیخ الحدیث وصدر مفتی: جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر، یوپی

......☆☆☆......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الأنبیاء والمرسلین وعلی الہ وصحبہ اجمعین .

''اشرف الاولیا حیات وخدمات'' کے عنوان سے ایک مسودہ اس وقت میرے سامنے ہے خانوادۂ اشرفیہ کے عظیم، ممتاز ومثالی بزرگ حضرت العلام ابوالفتح سید شاہ مجتبیٰ اشرف علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات وخدمات کے تعارف میں لکھی گئی یہ کتاب جناب مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی کی قلمی کاوش کا نتیجہ ہے۔ جس علمی وروحانی شخصیت کے بارے میں یہ کتاب لکھی گئی ہے اس کا یہ حق ہے کہ اس پر لکھا جائے اور خوب لکھا جائے۔ مفتی کمال الدین صاحب نے اپنے طور پر اس فرض کو ادا کرنے کی بڑی مستحسن کوشش کی ہے۔

کتاب مذکور میں حضرت اشرف الاولیا سید شاہ مجتبیٰ اشرف علیہ الرحمہ کے دور طالب علمی سے لے کر وفات تک کے چیدہ چیدہ حالات وواقعات کے ساتھ ساتھ ان کے تبحر علمی، ارشاد وتبلیغ، بد مذہبوں سے مناظرے تقویٰ وحسن اخلاق اور فضائل وکمالات سے متعلق بہت سے واقعات وشواہد کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب حضرت مجتبیٰ میاں علیہ الرحمہ کے تعارف کے سلسلے میں خشت اول ثابت ہوگی۔ مولیٰ

تبارک وتعالیٰ اس کتاب سے مسلمانوں کو مستفید فرمائے اور مصنف موصوف کی تمام دینی وعلمی خدمات کو قبول فرمائے۔

مجھ فقیر اشرفی کو بھی حضرت اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی دور ونزدیک سے بارہا زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ چہرہ خوبصورت بھرا ہوا، پیشانی روشن کشادہ جس پر سعادت کے آثار نمایاں، ہونٹ پتلے پتلے گلابی رنگ لیے ہوئے، آنکھیں بڑی بڑی خوب صورت، سر پہ خاندانی کلاہ اور کبھی تاج خاندانی، قد ایسا دراز کے سیکڑوں کے مجمع میں نمایاں، یہ ہے حضرت اشرف الاولیا کے سراپا کا مختصر تعارف۔ دیکھنے والا پہلی ہی نظر میں آپ کی وجیہ وبارعب شخصیت کو دیکھ کر متأثر ہو جاتا۔ مجھے آپ کی متعدد مجلسوں میں دیر دیر تک بیٹھنے اور آپ کی مجلسی گفتگو سے محظوظ ہونے کا بھی موقع ملا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کوئی خلاف شرع بات دیکھتے تو جلال میں آجاتے اور سختی کے ساتھ اس کی تردید فرماتے۔ اپنے مریدین کی اصلاح میں کوئی رعایت نہیں برتتے تھے۔ جلسوں میں خطاب فرماتے تو انداز پیشہ ورانہ نہیں بلکہ ہر حال میں ناصحانہ انداز اختیار فرماتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بار صوبہ جھارکھنڈ تحصیل راج محل کے ایک گاؤں کٹہل باڑی میں ایک جلسے میں آپ وعظ فرما رہے تھے، جلسے میں خواتین کے لیے پردے کا معقول انتظام تھا پھر بھی کچھ خواتین پردہ ہٹا ہٹا کر حضرت کو دیکھنے کی کوشش کر رہی تھیں اور آپس میں شور مچا رہی تھیں۔ وعظ کے دوران حضرت نے اپنے ناصحانہ انداز میں فرمایا کہ: عورت کو پردہ کرنا چاہیے۔ عورت سراپا عورت ہے حتی کہ اس کی آواز بھی عورت ہے، لیکن بدستور وہ عورتیں شور مچاتی رہیں۔ حضرت نے وہاں کے ماحول کے مطابق بنگلہ زبان میں نصیحت فرمائی، پھر بھی اپنی عادت کے مطابق شور مچانے سے وہ باز نہ آئیں۔ حضرت کو جلال آگیا اور آپ نے اپنے انداز میں انھیں ڈانٹا تو اپنی جگہوں پر چپ بیٹھ گئیں، پھر پورے وعظ کے

دوران کسی نے کوئی شور وغل نہیں کیا۔

آپ نے تبلیغ دین وسنیت کے لیے جس سنگلاخ زمین کو اپنا مرکز تبلیغ بنایا تھا اس کو ہموار کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔آج سے پچاس سال پہلے مغربی بنگال ضلع مالدہ اوراس کے قرب وجوار میں جو تہذیب رائج تھی اس سے وہاں کے بوڑھے پرکھے اچھی طرح واقف ہیں۔آج کے موجودہ حالات سے بھی اس کا بہت کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے ۔جہالت عام تھی ،جہاں پر تعلیم تھی بھی وہاں دین سے عموماً بیزاری پائی جاتی تھی ۔انگریزی تعلیم یافتہ لوگ بالعموم کمیونسٹ مزاج تھے،بدمذہبی تیزی سے پھیلتی جارہی تھی،ایسے دین بیزار اور جہالت کے ماحول میں حضرت اشرف الاولیا نے وہاں پر شمع حق روشن کی جس کی روشنی سے بے شمار لوگوں کے دل روشن ہوگئے۔

حضرت اشرف الاولیا سے مجھے عقیدت کی حد تک قلبی لگاؤ اس لیے ہے کہ آپ کو میں نے جہاں تک دیکھا ہے متبع شریعت ،حسن اخلاق کا حامل اور بزرگانہ اوصاف سے متصف پایا ہے۔

یہ نامہ سیاہ راقم الحروف حضرت اشرف الاولیا کو غسل دینے میں شریک تھا۔خدا گواہ!وہی نورانی چہرہ،چمکتی ہوئی پیشانی،لبوں پہ مسکراہٹ کی سی کیفیت،پورا جسم گویا تروتازہ جیسے ابھی آرام کے لیے محوخواب ہوئے ہوں۔مولیٰ تعالیٰ حضرت کی قبرانور پر رحمت ونور کی بارش برسائے اور آپ کے عقیدت مندوں کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رضاء الحق اشرفی مصباحی
شیخ الحدیث وصدر مفتی
جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف، یو؛ پی.
۱۳؍ربیع الاخر ۱۴۲۸ھ

تأثر

جامع علوم وفنون حضرت مولانا

مفتی شہاب الدین اشرفی جامعی دام ظلہ العالی

استاذ ومفتی: جامع اشرف درگا کچھوچھہ شریف،امبیڈکرنگر،یوپی

......☆☆☆......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ و الہ وصحبہ اجمعین .

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر چیز اپنی اصل سے پہچانی جاتی ہے کسی چیز کی صحیح معرفت اس کی اصل وحقیقت کو پہچانے بغیر ممکن نہیں۔کائنات ارضی کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے ۔کائنات کی بہت سی چیزیں اپنی اصل وحقیقت سے منحرف ہوکر اپنا وجود کھودیتی ہیں،اس کا ظاہری وجود دوسری حقیقت کا روپ دھار لیتا ہے اوراس پر ایسے عوارضات واثرات مرتب ہوتے ہیں جو اس کی حقیقت سے میل نہیں کھاتے ہیں۔عام طور پر یہ چیزیں ان ہی اثرات وعوارضات کے ذریعہ لوگوں میں متعارف ہوتی ہیں۔

ایک مردمومن ایمان اوراس کے مقتضیات سے ہی پہچانا جاتا ہے۔جو شخص ایمان کی روشنی اوراس کے مقتضیات وثمرات سے عاری ہے وہ اپنے حقیقی وجود کو کھو چکا ہے کیونکہ اس کے قول وفعل اور حرکات وسکنات میں ایمان واسلام کی روح نہیں پائی جاتی ہے،وہ اپنے نفس کی تاریکی میں بھٹکتا رہتا ہے۔اس کے برخلاف جو شخص

حقیقت زندگی کا سراغ پا کر اس کو مکمل طور پر قبول کر لیتا ہے تو اس کے ذوق یقین سے
اس کی حقیقت پر پڑے ہوئے ظلمات کے پردے چاک ہو جاتے ہیں، اس کا ایمان
وایقان محکم ہو جاتا ہے اور اس کی زندگی اس کی عملی تفسیر ہو جاتی ہے۔

زیر نظر کتاب میں مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی نے اشرف الاولیا
حضرت مولانا شاہ سید مجتبیٰ اشرف کے علم و عمل، اخلاق و کردار، عادات و اطوار اور
زندگی کے مختلف گوشوں کو اجاگر کیا ہے۔ اور یہ واضح کیا ہے کہ آپ ایمان وایقان کے
اعلیٰ منزل پر قائم تھے۔ یہ کمال ایمان ہی کا ثمرہ ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ شریعت
مطہرہ کے مطابق گزرتا تھا، شب وروز کے معمولات سے ایمان کی پختگی ظاہر ہوتی
تھی، عمل میں تسلسل اور ناسازگار مخالف ماحول میں استقامت آپ کے یقین محکم کی
بین دلیل ہے۔ آپ کی دینی وعلمی خدمات کا دائرہ ہندوستان کے علاوہ متعدد بیرونی
ممالک کو محیط تھا۔ آپ نے اپنی پوری زندگی اسلام کی آبیاری میں صرف کردی، اپنے
روحانی بیانات اور کردار وعمل سے اسلام کی صحیح تصویر لوگوں کے سامنے پیش
کی، سینکڑوں غیر مسلموں نے آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا، ہزاروں گمراہ
لوگوں نے آپ کے روحانی بیانات سے متأثر ہو کر اپنی بدعقیدگی سے تائب ہوئے
، آپ کی مجلسی گفتگو دینی، اسلامی اور اخلاقی معلومات پر مشتمل ہوتی تھی، جس نے
بہتوں کے دل کی دنیا بدل دی، ہزاروں کو اس سے روشنی ملی۔

یہ کتاب بظاہر ایک فرد روحانی کی سیرت وسوانح ہے، لیکن حقیقت میں ایک
مرد مومن کی مکمل تصویر ہے، اس میں ایک مرد کامل کے ایمان کی بہار ہے اور کردار
وعمل کی ایک مستحکم عمارت بھی، پند وموعظت کے شگفتہ پھول ہیں تو اسلام کی داعیانہ
تڑپ بھی، اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صدق واخلاص، حضرت عمر
فاروق رضی اللہ عنہ کا تدبر، حضرت عثمان غنی کی سخاوت، حضرت مولیٰ علی کی شجاعت

، حضرت امام حسین کے جذبہ ایثار اور حضرت ابوذر کے فقر کی جھلک بھی نظر آتی
ہے، گویا یہ کتاب ایک مومن کامل کی زندگی کا حسین گلدستہ ہے جس کے ہر پھول میں
اخلاص ومحبت، ایمان وعرفان کی بو پائی جاتی ہے۔ اس میں صدق وصفا کا رنگ دکھائی
دیتا ہے الغرض یہ کتاب معلومات، زبان وبیان اور حسن ترتیب کے اعتبار سے لائق
صد تحسین ہے مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی کی اس کوشش
کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو عوام وخواص کے درمیان قبولیت کا شرف بخشے۔ آمین
، بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

محمد شہاب الدین اشرفی
خادم الافتا والدرس جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف
۱۳؍ربیع الاخر ۱۴۲۸ھ مطابق یکم مئی ۲۰۰۷ء

حیات وخدمات

جب آتا ہے میرے دل میں خیال مجتبیٰ اشرف
نظر میں رقص کرتا ہے جمال مجتبیٰ اشرف
چمکتا چاند سا چہرہ جبیں رشک قمر جن کی
کوئی کس طرح لائے گا مثال مجتبیٰ اشرف

پیش لفظ

مفکر اسلام حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی دام ظلہ العالی

مدیر اعلیٰ: ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ

☆☆☆☆☆☆☆

تذکرہ نگاروں کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود تاریخ نگاری کی، ہمارے بزرگوں نے اگر سوانح نگاری کا سلسلہ شروع نہ کیا ہوتا تو نہ آج ہمارے سامنے اسلاف کے نورانی چہرے ہوتے اور نہ ان کے کارناموں کی دلکش دستاویز، مگر افسوس اردو زبان میں علمائے اہلسنت اور مشائخ اہلسنت کے احوال وکوائف اور ان کے افکار وکارناموں کی طرف اتنی توجہ نہیں کی گئی جس کے وہ مستحق تھے، جب کہ ہمارے حریفوں نے اس میدان میں مسلسل شب خون مارا، اور نظریاتی اختلافات کے تعصب میں کتنے ہی حقائق پردے کے پیچھے چلے گئے۔

کتنے ہیرے کھو گئے اس رونق بازار میں ☆ کتنے پتھر بک گئے لعل وگوہر کے نام سے

بیسویں صدی عیسوی میں جو تحریری کام ہوا ہے وہ مثبت سے زیادہ دفاعی نوعیت کا ہے، غیروں کی دست درازی کے رد عمل کے طور پر جو لکھا گیا اس کا موضوع تنہا امام احمد رضا محدث بریلی قدس سرہ کی ذات بالا صفات تھی یا ان کے چند خلفا و تلامذہ، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مجدد اعظم امام احمد رضا پر جو کچھ لکھا گیا وہ بھی ابھی نا مکمل ہے، کتنے ہی علمی وفکری گوشے ایسے ہیں جنھیں ابھی ارباب قلم نے چھوا بھی نہیں، مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ امام احمد رضا کے بہت سے معاصرین اور اکابر

بڑی حد تک نظر انداز کردیئے گئے، اس کا ایک بھیانک نتیجہ یہ سامنے آیا کہ ہمارے حریفوں نے اپنی قلمی چابک دستی سے انھیں اپنے کھاتے میں ڈال لیا حالانکہ نظریاتی اعتبار سے ان فرقوں کا ان اکابر سے دور کا بھی رشتہ نہیں۔

اس پس منظر میں ایک پہاڑ کے برابر کوتاہی یہ کارفرما رہی کہ ہمارے علما اور اہل قلم میں ابھی اجتماعی سرفرازی اور جماعتی سربلندی کی سوچ پیدا نہیں ہوئی جبکہ بہت سے نت نئے فرقوں نے منظّم منصوبے کے تحت اپنی نوخیزیت پر قدامت اور نوپید درایت پر روایت کا خول چڑھا کر بہت سے تاریخی تذکرے لکھ ڈالے اور غیر واقعی تذکروں کی کہانی اتنی بار دہرائی گئی کہ اس پر عام لوگوں کو صداقت کا شبہ ہونے لگا۔

خیر اب اہلسنت وجماعت میں اس رخ پر بھی جمود ٹوٹ رہا ہے نوجوان اہل قلم اس کوتاہی کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ انفرادی طور پر خانقاہیں اپنے مشائخ اور مدارس اپنے اکابر پر کام کررہے ہیں اور یہ ایک اچھی پیش رفت ہے جس کا تعاون اور خیر مقدم کرنا چاہئے۔

اس سلسلے کی ایک مبارک کڑی پیش نظر کتاب ''اشرف الاولیا حیات و خدمات'' بھی ہے جسے محبّ گرامی حضرت مولانا مفتی کمال الدین مصباحی صاحب نے بڑے سلیقے سے مرتب کیا ہے۔ صاحب تذکرہ حضرت اشرف الاولیا خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے چشم و چراغ ہیں خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ خاک ہند کی ایک نامور اور بافیض خانقاہوں میں ہے جن کا روحانی فیضان آسمان کی بلندی کو چھو رہا ہے اور جن کی رشد وہدایت اور دعوت وتبلیغ کا ہمہ گیر دائرہ سمندر کی وسعتوں کی طرح پھیلا ہوا ہے۔ حضرت اشرف الاولیا اپنی خانقاہ کے صرف چشم و چراغ ہی نہ تھے بلکہ علمی اور روحانی اعتبار سے بھی اپنے عہد میں ممتاز فرد فرید تھے، وہ صرف ''پدرم سلطان بود'' ہی کا سرمایہ افتخار نہیں رکھتے تھے بلکہ بذات خود بلند پایہ عالم ربانی، اخلاص پیشہ

خطیب اور باطل شکن مناظر تھے، آپ نے روایتی رشد وہدایت کے ساتھ کثیر مدارس و مکاتب قائم کیے اور کئی تحریکوں کی بناڈالی اور ''مخدوم اشرف مشن'' تو آپ کی فکر وعمل کی خاص جَولان گاہ رہا جس کے تحت آج دعوت وتبلیغ، تعلیم وتربیت، رشد وہدایت اور خدمت خلق کے بڑے بڑے کام انجام پارہے ہیں اب آپ کے جاری کردہ مشن کو آپ کے نور نظر پیر طریقت حضرت علامہ جلال الدین اشرفی جیلانی مصباحی بڑے تدبر اور آفاقیت کے ساتھ آگے لے کر بڑھ رہے ہیں، بنگال کی سنگلاخ زمین میں حضرت اشرف الاولیا نے علم وروحانیت کا جو گلشن لگایا تھا شہزادۂ بالا تبار اپنے خون جگر سے اس کی آبیاری فرمارہے ہیں اور وہ گلشن دن دونی رات چوگنی ترقی کررہا ہے۔

حضرت اشرف الاولیا کئی جہتوں سے اپنے معاصرین میں ممتاز نظر آتے ہیں کچھوچھہ مقدسہ کے موجودہ علما و مشائخ میں ایک بڑی تعداد فارغین اشرفیہ کی ہے جنھوں نے دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں تعلیم حاصل کی اور جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کی آغوش تربیت میں شعور علم کی آنکھیں کھولیں، جیسے شیخ طریقت حضرت علامہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی، شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی جیلانی، اشرف العلما حضرت سید حامد میاں اشرفی جیلانی، غازیٔ ملت حضرت علامہ سید محمد ہاشمی میاں اشرفی جیلانی مگر آپ کو جان کر مسرت ہوگی کہ پورے قافلہ شوق کے میر کارواں ابو الفتح اشرف الاولیا حضرت سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی نوراللہ مرقدہٗ تھے اور کچھوچھہ مقدسہ کے اب تک کی اس نورانی سلسلے کی آخری کڑی شہزادۂ اشرف الاولیا پیر طریقت حضرت سید جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ ہیں خدا کرے کہ یہ علمی اکتساب اور روحانی فیض رسانی کا سلسلہ قائم ودائم رہے۔

ماضی قریب میں خانوادۂ اشرفیہ کی عظیم ترین شخصیت محبوب ربانی اعلیٰ

حضرت علامہ الحاج سید شاہ علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان تھے، انہیں کے پوتے اشرف الاولیا الحاج سید شاہ ابوالفتح محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان تھے آپ ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور سے فارغ ہوئے اور فراغت کے بعد ایک برس تک آپ نے دارالعلوم اشرفیہ میں معین المدرسین کی حیثیت سے خدمت انجام دی، حضور حافظ ملت آپ سے بے پناہ شفقت ومحبت فرماتے تھے اور آپ بھی حافظ ملت سے حد درجہ محبت فرماتے تھے۔ حضرت سے جب بھی ملاقات ہوتی اپنے عہد طالب علمی کا تذکرہ بڑے چاؤ سے چھیڑے رہتے تھے، حضور حافظ ملت کی نسبت سے راقم سے بے پناہ محبت فرماتے تھے۔

ایک بار کچھوچھہ مقدسہ عرس کے موقع پر حاضر ہوا وقت کم تھا اسی روز واپس ہونا چاہتا تھا مگر مجھے آنے نہیں دیا ایسا لگتا تھا کہ ہم لوگوں کو دیکھ کر حافظ ملت سے ان کا رشتۂ محبت جوش مارنے لگتا تھا اس روز گھنٹوں تک حافظ ملت کی تعلیم وتربیت اوران کے حسن تدبر پر گفتگو فرماتے رہے، موصوف میں بآں فضل وکمال کسی قسم کا تکلف نہیں تھا وہ اپنے اصاغر سے بھی معاصرین کی طرح دلچسپ گفتگو فرماتے تھے، کردار و اخلاق کی بلندی ان کا وصف خاص تھا، پہلی ملاقات کرنے والا بھی ان سے بار بار ملاقات کی آرزو لے کر اٹھتا تھا۔

مؤلف کتاب حضرت مولانا مفتی کمال الدین اشرفی صاحب نے ان کے دبستانِ حیات کے بہت سے گوشوں پر خامہ فرسائی کی ہے مگر یہ نقش اول ہے، انہوں نے اہل قلم اور اہل عقیدت ومحبت کیلئے زمین فراہم کی ہے حضرت اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات کا حد نظر ایک جہاں ہے جس پر مسلسل لکھا جاتا رہے گا مگر اس کتاب کو ہمیشہ بنیادی حیثیت حاصل رہے گی۔ اور قلمی دنیا میں یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔

مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو عنوان کتاب کے فیوض وبرکات سے ہمیشہ شادکام رکھے اور اس کتاب کو قبول عام عطا فرمائے آمین بجاہ حبیبہٖ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

مبارک حسین مصباحی
جنرل سکریٹری تنظیم ابنائے اشرفیہ
۱۱؍ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ، ۲۹؍مارچ ۲۰۰۷ء

کلمات تقدیم

جامع معقولات ومنقولات حضرت

مولانا شمس الہدیٰ مصباحی دام ظلہ العالی

شیخ معقولات ومنقولات: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی)

......☆☆☆......

الحمد لله والصلوٰة والسلام على نبي الله وعلى كل من اتقى تقواه وبعد.

مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ العزیز ارقام فرماتے ہیں: ''مرید ہونا سنت ہے شیخ جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت سنت متوارثہ مسلمین ہے اوراس میں بے شمار منافع وبرکت دین ودنیاوآخرت ہے بلکہ وہ **وابتغوا اليه الوسيلة** کےطرق جلیلہ سے ہے، بلکہ ایک حدیث روایت کی جاتی ہے''**من لا شيخ له فشيخه الشيطان** ''یعنی جس کا کوئی پیرنہیں اس کا پیر شیطان ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۱/ص:۵۰۷، رضا اکیڈمی)

اس سلسلہ میں محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں آیت کریمہ ﴿**صراط الذين انعمت عليهم**﴾ کے تحت نفیس کلام فرمایا ہے۔

بیعت کے لیے لازم ہے کہ پیر چار شرطوں کا جامع ہو۔

(۱) سنی صحیح العقیدہ ہو۔

(۲) اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک صحیح اتصال سے ملا ہوا ہو۔

(۳) غیر فاسق معلن ہو۔

(۴) اتنا علم دین رکھنے والا ہو کہ اپنی ضروریات کا حکم کتاب سے نکال

سکے۔اگر کوئی بد مذہب یا منقطع السلسلہ یا فاسق یا جاہل ہو تو اس سے بیعت صحیح نہیں۔ پیر کے لیے سادات سے ہونا کوئی ضروری نہیں ہاں ان شرطوں کے ساتھ سید بھی ہو تو نورٌ علیٰ نور، مگر اسے شرط ضروری ٹھہرانا تمام سلاسل طریقت کا باطل کرنا ہے۔

گو کہ سید جو درجہ کفر کو نہ پہنچا ہو بہر صورت قابل تعظیم واحترام ہے اگرچہ فسق وفجور میں مبتلا ہو اور صحیح النسب سید کافر ہو بھی نہیں سکتا۔

امام احمد رضا قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں: ''پھر بھی سید کا فضل ذاتی ہے کہ فسق بلکہ بد مذہبی سے بھی نہیں جاتا جب تک معاذ اللہ حد کفر کو نہ پہنچے اور سید صحیح النسب بحمدہ تعالیٰ اس سے محفوظ رہے گا''۔(فتاوی رضویہ ۱۱:۶۲)

آل رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام شہزادۂ غوث عالم صوفی باصفا اشرف الاولیا حضرت علامہ شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی مصباحی علیہ الرحمۃ والرضوان ان پیران عظام میں سرخیل کی حیثیت رکھتے ہیں جو ہر چہار شرائط کے مکمل جامع تھے سنی ہی نہیں بلکہ سنی گر ایسے کہ ہزاروں گمراہوں وبد مذہب ان کے دست حق پرست پر تائب ہو کر سچے پکے سنی بن گئے۔اور متصلب فی العقیدہ ایسے کہ دیوبندیوں اور وہابیوں سے بڑی آن بان سے دسیوں مناظرے کئے اور فتح مبین نے آپ کے قدم چومے، مخالف کو راہ فرار اختیار کرنے کے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آیا۔آپ کے مناظرے سے متاثر ہو کر ایک بڑی تعداد اپنی بد مذہبی سے تائب ہو کر آپ کے دامن سے وابستہ ہو گئی۔اتصال سلسلہ اتنا مستحکم کہ ایک نہیں متعدد طرق سے آپ کا سلسلہ بیعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

فسق وفجور سے اس قدر دور ونفور کہ فرائض وواجبات کیا سنن ومستحبات پر مواظبت فرماتے اور کوئی اگر چاندی کی ایک انگوٹھی کے سوا یا غیر چاندی کی انگوٹھی پہن کر آپ کے پاس آتا تو کافی نفرت کا اظہار فرماتے اور اس غیر شرعی انگوٹھی کو ہاتھ سے

نکلوا دیتے۔اگر کوئی کچھ لینے کی غرض سے بایاں ہاتھ کو بڑھاتا تو اسے تنبیہ فرماتے اور داہنے ہاتھ میں ہی کچھ عنایت فرماتے۔اگر کوئی ٹائی لگا کر کر حاضر ہوتا تو برہمی کے آثار رخ انور پر نمایاں ہوجاتے۔عالم ایسے کہ آپ کو عالم گر کہنا بجا طور پر درست ہے ،دنیائے سنیت کی عظیم درسگاہ ازہرالہند جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں درس وتدریس کے فرائض بھی آپ نے انجام دیے اور بڑے بڑے علما اور دانشور حضرات دینی مسائل میں آپ سے رجوع فرماتے۔

۱۹۴۸ء میں ریڈیو پاکستان نے مسلسل چھ ماہ تک آپ کی تفسیر قرآن عظیم کو نشر کیا جسے کافی مقبولیت ملی۔آپ کو عربی زبان سے کافی انس تھا یہاں تک کہ علما سے بزبان عربی گفتگو فرماتے آپ کی عربی سن کر اپنے تو اپنے بیگانے بھی انگشت بدنداں رہ جاتے۔آپ کی عربی دانی اور زبان عربی میں گفتگو سے ۱۹۵۲ء میں ممبئی میں ایک حج کے معلم اتنے متاثر ہوئے کہ حج بیت اللہ کے لیے خود لے جانے پر مصر ہوگئے۔چنانچہ عربی زبان دانی کی برکت سے والدین کریمین کے ساتھ سعادت حج وزیارت سے ہمکنار ہوئے،حضور اشرف الاولیا رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی کرامت کا سوال کرتا تو آپ فرماتے:میاں !شرعی اوامر پر گامزن رہنا،نواہی سے اجتناب کرتے رہنا ہی بڑی کرامت ہے۔سچ فرمایا گیا ہے:’’الاستقامة هی الکرامة بل الاستقامة فوق الکرامة ‘‘خداوند تعالی کا ارشاد ہے:﴿ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة الاتخافوا و لا تحزنوا ﴾اور دوسری جگہ فرماتا ہے:﴿ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا فلا خوف علیهم و لا هم یحزنون ﴾اور یہی استقامت ہی نشان ولایت ہے۔حضرت صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا کی روایت ہے’’خیر العمل مادیم علیه وان قل ‘‘(ترغیب وترہیب) قرآن کریم میں ہے:﴿ ألاان أولیاء الله لا خوف علیهم و لاهم یحزنون﴾۔

حضرت اشرف الاولیا رحمۃ اللہ علیہ اپنی تواضع وانکساری اور سادگی و ورع، ایثار وقربانی،اخلاص وللّٰہیت کے سبب اکابر کے یہاں بھی حد درجہ اعتماد اور اہمیت رکھتے تھے۔حضور مرشدی الکریم سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے’’رضائے مصطفی‘‘ تنظیم قائم فرمائی تو حضور اشرف الاولیا کو نائب صدر کی حیثیت سے منتخب فرمایا۔ابو الفیض جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ والرضوان نے آپ کو جامعہ اشرفیہ کی مجلس شوری کے اہم رکن کی حیثیت سے جگہ عنایت فرمائی۔

خانوادۂ اشرف کے آپ پہلے فرد ہیں جنہیں علم وحکمت سکھانے اور جن سے درس وتدریس کا کام لینے کا شرف جامعہ اشرفیہ مبارکپور کو حاصل ہے۔

آپ ہر ایسے اختلاف ونزاع سے الگ تھلگ رہتے جس سے مسلک کا نقصان ہوتا یا جماعت کا شیرازہ منتشر ہونے کا رخ نظر آتا۔آپ کا طرۂ امتیاز یہ بھی تھا کہ غریب ونادار حلقے کا دورہ خصوصیت سے فرماتے،پچھڑے ہوئے علاقوں کو اپنی تبلیغ و بیعت کا مرکز بناتے،جب کہ بہت سے شہرۂ آفاق پیروں کو دیکھا گیا کہ صرف زرخیز زمین ہی کو اپنی رشد وہدایت گاہ یا اپنی تفریح گاہ و چراگاہ بناتے ہیں اور غریب و محتاج علاقے بدمذہبوں کے دام فریب میں گرفتار ہوجاتے ہیں۔

بعض ایسے پیروں کو دیکھا اور سنا ہے کہ نامحرم خواتین سے کوئی پردہ نہیں کرتے بلکہ مصافحہ ومعانقہ اور دست وپا دبانے تک کی خدمت بھی لیتے ہیں اور ’’عذر گناہ بدتر از گناہ‘‘ کے قبیل سے یہ کہتے ہیں کہ مرید ہونے والی عورت بیٹی کے درجے میں ہے لہذا یہ سب کچھ روا ہی نہیں بلکہ اس کے لیے باعث سعادت ہے۔ نعوذ بالله من ذالك۔

جبکہ حضور اشرف الاولیا رحمۃ اللہ علیہ کا حال یہ تھا کہ کوئی عورت اگر چہرہ کھولے آپ کے پاس آتی تو بہت خفا ہوتے اور اسے پردہ کرنے کا حکم دیتے یہاں

تک کہ اگر کوئی خاتون تعویذ لینے کے لیے بغیر کپڑے میں ہاتھ چھپائے اپنا ہاتھ بڑھاتی تو اس پر بھی ناراض ہوتے اور حکم فرماتے کہ ہاتھ پردہ میں رکھ کر تعویذ لو۔

بعض جگہوں کا حال یہ ہے کہ اگر سو افراد مرید بھی ہو گئے تو ہر چہار جانب ڈھنڈورا پٹوانے لگتے ہیں اور مرید کروانے کے لیے دلال اور ایجنٹ مقرر کئے جاتے ہیں مگر حضرت اشرف الاولیا رحمۃ اللہ کی کی خاموشی میں بھی خلق خدا کی اتنی بڑی تعداد آپ کے دامن کرم سے وابستہ تھی جن کی تعداد ساڑھے تیرہ لاکھ بتائی جاتی ہے اور ان میں اکثریت غریبوں کی ہے۔اب تو صاحب سجادہ بطور وراثت بنائے جاتے ہیں اور وہ بیعت کرنے لگتے ہیں یہ حرام ہے۔جیسا کہ فاضل بریلوی قدس سرہ نے فتاوی رضویہ ۱۰/۹۴۹ میں اس کی تصریح فرمائی ہے لیکن حضور اشرف الاولیا نے ''حق بحق دار رسید'' کے تحت سجادگی کی اہلیت رکھنے والے شہزادے ہی کو اس منصب عظیم کے لیے نامزد کیا تا کہ بیعت کا اہل ہی بیعت کرے انہیں خوب معلوم تھا کہ کسی شی کو غیر محل میں رکھنا جرم ہے۔اس لیے آپ نے اس خصوص میں بہت احتیاط سے کام لیا اس جہان فانی سے رخصت ہوتے وقت بھی شریعت مطہرہ کا وہ پاس رکھا جو اپنی مثال آپ ہے۔آپ نے اپنے خادم خاص محمد شمیم اشرفی سے فرمایا: ''شمیم مجھے غیر محرم سے بچاؤ، مجھے اب لٹا دو، میرے ہاتھ پیر سیدھے کر دو اور تم لوگ گواہ رہو میں پڑھتا ہوں'' أشهد أن لا اله الا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله '' پھر اس کے بعد ہی آپ کی روح پرفتوح قفس عنصری سے پرواز کر جاتی ہے۔انا لله وانا اليه راجعون.

میں نے مصروفیات میں یہ ''مشتے از خروارے ودانہ از انبارے'' کے طور پر چند سطور سپرد قرطاس کر دیا ہے شاید شرف قبولیت سے ہمکنار ہو۔

عزیز سعید حضرت مولانا مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی زید فضلہ کی کمال سعادت مندی اور فیروز بختی ہے کہ انہوں نے اپنے مرشد برحق حضرت علامہ سید شاہ

مجتبیٰ اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات پر کافی محنت وجانفشانی کے ساتھ والہانہ عقیدت میں تگ ودو کر کے اچھا خاصا مواد جمع کیا اور ''اشرف الاولیا حیات وخدمات'' کے نام سے ایک سوانح مرتب فرمائی۔میرے مذکورہ بالا اکثر تاثرات اسی کتاب سے مقتبس ہیں مولانا موصوف نے کتاب میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ مجدد الف ثانی، علامہ ابن عابدین شامی، سلطان اورنگ زیب، بحر العلوم فرنگی محلی رحمہم اللہ علیہم جیسی نادرہ روزگار ہستیاں دربار مخدوم اشرف کی فیض یافتہ ہیں۔

حضور اشرف الاولیا رحمۃ اللہ علیہ سے میری چند بار کی سرسری ملاقات ہے ویسے میں حضرت سے تقریبا چوبیس سال قبل سے واقف ہوں جبکہ آپ کے شہزادہ والا تبار حضرت قادری میاں قبلہ دام ظلہ العالی میرے یہاں اشرفیہ مبارکپور میں زیر درس تھے، میں حضرت قادری میاں قبلہ زید مجدہ کی دلچسپی ولگن، چستی وپھرتی کی بنا پر یہ امید کرتا ہوں کہ حضرت اشرف الاولیا رحمۃ اللہ علیہ کے چھوڑے ہوئے مشن کو روز بروز فروغ واستحکام ملے گا۔

آخر میں بارگاہ یزدمتعال میں دست بدعا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت قادری میاں قبلہ جانشین حضور اشرف الاولیا کے بازوؤں میں مزید قوت عطا فرما کر ''مخدوم اشرف مشن'' کو بام عروج پر لے جائے اور ہم سب کو بزرگان دین وملت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے اور عزیزم مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی زید فضلہ کی اس قلمی خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس کتاب کو مقبول انام خواص وعوام بنائے۔آمین بجاہ النبی الکریم علیه افضل الصلوٰة والتسليم والله الموفق والمعين.

طالب کرم: محمد شمس الہدیٰ عفی عنہ
استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ، یوپی
۱۱/ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ

حروفِ آغاز

برصغیر ہند و پاک میں سلاسل اربعہ،قادریہ، چشتیہ،نقشبندیہ،سہروردیہ کی سینکڑوں کی تعداد میں ایسی خانقاہیں آج بھی موجود ہیں جو دینی، ملی ،سماجی اور معاشرتی خدمات انجام دینے میں شب وروز مصروف ہیں جہاں شریعت وطریقت کے احکامات ،صوفیائے کرام کی تعلیمات اوراولیائے کرام کی ہدایات کوعام کیا جاتا ہے۔تزکیۂ نفس،تصفیۂ قلب،ریاضت ومجاہدہ کا خصوصی اہتمام اسرار ومعارف کا دلنشیں بیان ہوتا ہے،اورسسکتی انسانیت کی روح کوفرحت وتازگی ملتی ہےان ایمان افروز خانقاہوں میں سرزمین ہند میں خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کوامتیازی مقام حاصل ہے۔

کچھوچھہ مقدسہ جہاں سات سوسال قبل کفرکی تاریکی چھائی ہوئی تھی جب سلطان التارکین غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قدوم میمنت سے شرف لزوم بخشا تو کفرکی تاریکی دور ہوئی اورآپ کے قدم مبارک کی برکت سے یہ زمین علم وادب اور رشد وہدایت کا گہوارۂ علم اور مینارۂ نور بن گئی۔جس کی ضیابارکرنوں سے بےشمارتاریک دلوں کوروشنی ملی جس کے ہرزاویہ سے علم وحکمت کی شعائیں نکلیں جس نے ایسی مخدوم الآفاق ہستیوں کوجنم دیا جوعشق ومحبت کی نگاہوں کا مرکز بنیں۔ملت اسلامیہ کوایسے ایسے روحانی فرزندعطا کیےجنھوں نےفضل وعطا کے موتی بکھیرے روحانی عظمت کے پرچم لہرائے،علوم ظاہری وباطنی کے دریا بہائے اور کروڑوں گم گشتگان حق ومعرفت کو ایقان وعرفان کی دولت

عطا کیے۔

ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی، شیخ عبد القدوس گنگوہی، سلطان اورنگ زیب، مجدد الف ثانی،علامہ ابن عابدین شامی،مولانا عبدالعلی فرنگی محلی ،علامہ فضل حق خیرآبادی، علامہ فضل رسول بدایونی،جلالۃ العلم حافظ ملت علامہ عبدالعزیزمحدث مرادآبادی،صدرالافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی،مفتی احمد یار خان نعیمی ،استاذ العلما مفتی عبدالرشید ناگپوری،مفتی اعظم پاکستان سید ابوالبرکات، مفتی عبدالعزیز خان فتح پوری ،صدرالعما علامہ غلام جیلانی میرٹھی ،امین شریعت مفتی رفاقت حسین مظفر پوری،مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمان اڑیسوی،مفتی حبیب اللہ بھاگلپوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، یہ تمام حضرات اسی خرمن علم وعرفان کے خوشہ چیں، درمخدوم سے وابستہ وپیوستہ اور اسی دربار اشرف کے فیض یافتہ ہیں۔(المناک واقعات،ص:۱۹۳)

اسی کچھوچھہ مقدسہ اورخانوادۂ اشرفیہ کی عظیم ہستیوں میں زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، متبع شریعت وطریقت،آفتاب رشد وہدایت، تاجدار اہلسنت، صاحب فیض وکرامت، بانی مدارس کثیرہ،عالم ربانی،نبیرۂ اعلی حضرت اشرفی، اشرف الاولیا،حضرت علامہ الحاج سید شاہ ابوالفتح محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی کی ذات والا صفات بھی ہے۔آپ کی ذات ستودہ صفات کا شمار ان نفوس قدسیہ اور ولی کامل میں ہوتا ہے جو کتابیں تحریرنہیں کرتیں بلکہ تادم آخران کی زندگی عوام کے لیے ایک کھلی کتاب ہوا کرتی ہے، جواپنی یادگار میں قلمی کتابیں نہیں عملی کتابیں قوم مسلم کے حوالہ کرجاتی ہیں۔جن کے نقوش پا آنے والی قوم ونسل کے لیے مشعل راہ ثابت ہوتے ہیں، جواپنے لیے نہیں بلکہ صرف اورصرف قوم وملت کی ہدایت کے لیے جیتے ہیں، جوقوم وملت کا سہارا اور رشد وہدایت کا روشن مینارہ ہوتی

ہیں، جو روحانی کمالات اور علمی وعملی خوبیوں سے سرشار ہوتی ہیں، جن کو نہ جاہ وحشمت
کی تمنا ہوتی ہے نہ ہی زر وجواہر کی پرواہ، کائنات عالم اور بزم ہستی میں یہ ایسے لوگ
ہوتے ہیں جن کے بارے میں بزرگوں کا ارشاد ہے: ”یہ حضرات دیندار نہیں بلکہ
چلتا پھرتا دین ہیں، جنہیں دیکھ کر اور جن کی اتباع کر کے لوگ دیندار بنتے ہیں“۔

حضور اشرف الاولیا راسخ الاعتقاد مرد مومن، اکابر واسلاف کی سیرت و
صورت کے پیکر جمیل، اولیائے کرام وصوفیائے عظام کی عنایتوں کے فیضان کا جلوۂ
زیبا، غوث اعظم کی نگاہ الطاف کا سرچشمہ، خواجہ ہند کے اقتدار کے وارث، سید جلال
الدین تبریزی کے خوابوں کی زندہ تعبیر، آئینہ ہند حضور اخی سراج کی امنگوں کا ماحصل،
شیخ علاء الحق پنڈوی کے تصوفانہ صفات کی اعلی تفسیر، غوث العالم مخدوم اشرف جہانگیر
سمنانی کی ولایت کا دلکش نمونہ اور ہم شبیہ غوث الثقلین مجدد سلسلہ اشرفیہ اعلی حضرت
اشرفی میاں کی عملی تفسیر تھے۔

آپ اپنے علم وفضل، فکر ودانش، اتباع شریعت وطریقت، تقوی وپرہیز
گاری، زہد وورع، خدمت خلق اور رشد وہدایت وغیرہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ
کے علم وفضل، روحانی کمالات اور سماجی خدمات کے معترف صاحب حال وقال بھی
ہیں اور ارباب فضل وکمال بھی۔

یہ روایت رہی ہے کہ تاریخ نے ان تمام شخصیات کے حالات اور کارناموں
کو اپنے سینے میں جگہ دی ہے جنہوں نے اپنے قابل تقلید اور روشن کردار وعمل سے عوام
وخواص کو صرف متاثر نہیں کیا بلکہ ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے، خواہ مؤرخ ہوں یا
شاعر، ادیب ہوں یا سوانح نگار، مفکر ہوں یا سیاستداں، ریاضی داں ہوں یا سپہ
سالار، سلطان وقت ہوں یا کوئی اور، جو ان شخصیات سے متاثر ہوئے ان کے
کارناموں کو محفوظ کیا یہ سلسلہ صدیوں پہلے شروع ہوا تھا اور اب بھی تسلسل کے ساتھ

جاری ہے۔ کاغذ کے وجود میں آنے سے قبل مٹی کی تختیوں، کھالوں، چھالوں اور کھجور
کے پتوں جیسی دوسری چیزوں پر ان کی خدمات کو ریکارڈ کیا جاتا تھا، لیکن جب کاغذ
ایجاد ہوا تو ارباب علم ودانش اس صنعت کی طرف متوجہ ہوئے اور دوسری تمام چیزیں
آثار قدیمہ کے نام سے محفوظ کر لی گئیں۔

سوانح اور تذکرہ نگاری کی اس قدیم تاریخ کے پس منظر میں راقم السطور نے
بھی خانوادۂ کچھوچھہ مقدسہ کے ایک عظیم چشم وچراغ اور سلسلہ اشرفیہ کی ایک ممتاز و
عہد ساز شخصیت نبیرۂ اعلیٰ حضرت اشرفی، اشرف الاولیا ابو الفتح علامہ سید شاہ مجتبیٰ
اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم المرتبت اور کثیر الفیوض شخصیت
کے حالات زندگی کے مختلف گوشے اور کچھ اہم پہلوؤں کو اپنی مختصر معلومات کے
مطابق جمع وترتیب دے کر تاریخ کے حوالہ کرنے کی معمولی سعی اور کوشش کی ہے تا کہ
اس بطل جلیل، مرد حق اور خدا رسیدہ بزرگ کی سیرت طیبہ اور مقدس وپاکیزہ زندگی
کے کچھ اہم گوشے تاریخ کے صفحات میں محفوظ ومرقوم ہو جائے اور آنے والی نئی نسل
ان کی قابل تقلید حیات مقدسہ کو اپنے لیے بہترین نمونۂ عمل اور مشعل راہ بنائے۔

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اس تحقیقی دستاویز کا بالاستیعاب مطالعہ
فرمائیں اور حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی پاکیزہ حیات، دینی، علمی، دعوتی اور ملی
وفلاحی خدمات کی انمول داستانیں اور مستند وتاریخی معلومات سے بھرپور لطف اندوز
اور محظوظ ہوں۔

☆☆☆☆☆

ولادت اور خاندانی حالات

خاندانی پس منظر

حضور اشرف الاولیا علامہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل پاک سے تھے اور علمی وروحانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

بانی سلسلہ اشرفیہ غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہُ العزیز کی خالہ زاد بہن اولاد غوث اعظم حضرت سید عبدالغفور حسن جیلانی حموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منسوب تھیں، ان کے نورنظر مخدوم سید عبدالرزاق نورالعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۷۵۲ـ۸۷۲ھ) جو حسنی وحسینی صحیح النسب سید تھے، مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے بھانجے اور فرزند معنوی تھے۔

سید عبدالرزاق نورالعین کے پانچ فرزند تھے (۱) سید شاہ شمس الدین اشرف (۲) سید شاہ حسن اشرف (۳) سید شاہ حسین اشرف (۴) سید شاہ فرید اشرف (۵) سید شاہ احمد اشرف رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت سید شاہ حسن اشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں ایک نمایاں شخصیت مجدد سلسلۂ اشرفیہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہ (۱۲۶۶ھ ـ۱۳۵۵ھ) کی تھی، حضور اشرفی میاں قدس سرہُ کے دو فرزند تھے، عالم ربانی واعظ لاثانی حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف اشرفی جیلانی

(۱۲۸۶ھ ـ۱۳۴۳ھ) اور عارف حقانی تاج الاصفیا حضرت مولانا سید شاہ پیر مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ العزیز (۱۳۱۱ـ۱۳۸۶ھ)۔ حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہ نے دو نکاح کیا تھا، پہلا نکاح حضرت سید شاہ حمایت اشرف اشرفی جیلانی بسکھاری کی بڑی صاحبزادی کے ساتھ ہوا جس سے آپ کے فرزند اکبر سید احمد اشرف اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جو حکیم سید نذر اشرف سے منسوب تھیں، زوجۂ اولیٰ کے وصال کے بعد آپ نے دوسرا نکاح حضرت سید شاہ تجمل حسین اشرفی جیلانی صالح پوری ضلع بستی کی صاحبزادی سے کیا، جس سے آپ کے دوسرے فرزند تاج الاصفیا اور دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔

عالم ربانی حضرت مولانا سید احمد اشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صرف ایک صاحبزادہ مخدوم المشائخ سرکار کلاں حضرت علامہ سید شاہ مفتی مختار اشرف اشرفی جیلانی (۱۳۳۳ھ ـ۱۴۱۷ھ) تھے اور تین صاحبزادیاں (۱) سیدہ شاکرہ (۲) سیدہ فاطمہ (۳) سیدہ میمونہ تھیں جو حضرت مولانا سید شاہ محی الدین اشرف عرف اچھے میاں، محدث اعظم ہند سید محمد اشرف اشرفی جیلانی اور مخدوم ثانی حضرت پیر سید طفیل اشرف اشرفی جیلانی بسکھاری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے بالترتیب منسوب تھیں۔

تاج الاصفیا حضرت مولانا پیر سید مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمہ کا نکاح صالح پور ضلع بستی میں حضرت سید نثار حسین اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوا۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں عطا فرمایا، بڑے صاحبزادے اشرف الاولیا حضرت علامہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی (۱۳۴۶ـ۱۴۱۸ھ) دوسرے شہزادے اشرف العلما حضرت علامہ سید شاہ حامد اشرف اشرفی جیلانی (۱۳۴۹ـ۱۴۲۵ھ) اور تیسرے

شہزادے حکیم سید شاہ احمد حسین کوثر اشرف اشرفی جیلانی تھے۔

بڑی شہزادی سیدہ سنجیدہ کا نکاح مخدوم المشائخ سرکارکلاں سید شاہ مختار اشرف اشرفی جیلانی سے اور چھوٹی شہزادی سیدہ صفیہ کا سید محمد یعقوب اشرف صالح پوری کے ساتھ ہوا تھا جو شادی کے کچھ دنوں کے بعد بیوہ ہوگئیں اور والد محترم کے پاس کچھوچھہ شریف آگئی تھیں۔

تاج الاصفیا حضرت مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف قدس سرہ

تاج الاصفیا حضرت علامہ سید شاہ پیر مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی کی ولادت باسعادت ۷ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ بروز دوشنبہ کو ہوئی۔ مبادیات کی تعلیم کچھوچھہ مقدسہ میں حاصل کی، ۱۳۲۷ھ میں فرنگی محل لکھنؤ تشریف لے گئے، مفتی سلامت اللہ فرنگی محلی، مفتی عنایت اللہ فرنگی محلی اور حضرت مولانا قیام الدین عبدالباری فرنگی محل قدس اسرارہم جیسے نابغہ روزگار سے معقولات ومنقولات کی تکمیل فرمائی اور مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے ختم بخاری شریف کا درس لیا۔

اپنے برادر اکبر عالم ربانی حضرت علامہ سید احمد اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور تکمیل سلوک کے بعد انہیں سے اجازت و خلافت سے بھی نوازے گئے والد بزرگوار حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی آپ نے اکتساب فیض کیا اور والد بزرگوار نے بھی سلاسل کثیرہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

آپ کی مبارک ذات شریعت وطریقت کی جامع تھی، تاحیات عامل بالسنہ رہے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دیتے رہے، دنیا اور مافیہا سے ہمیشہ بے نیاز رہے لیکن حالات دنیا سے ہمیشہ باخبر رہے، بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ آپ کی صفت یہ

تھی کہ آپ اولیائے ابدال میں سے تھے، بیک وقت متعدد جگہوں پر پائے گئے۔

تحدیث نعمت اور خاندانی نسبت پر فخر کرتے ہوئے بارہا آپ یہ فرماتے تھے ”میں قطب الارشاد اشرفی میاں کا فرزند ہوں، بہتا ہوا دریا ہوں، جو چاہے مجھ فقیر سے مستفیض ہوسکتا ہے، میرے بعد اس طرح دینے والا نہیں ملے گا“۔

آپ کی طبیعت میں خاکساری اور انکساری تھی، آپ کو مفلس اور غریب طبقے کے لوگوں سے بہت زیادہ محبت تھی، آپ صاحب جاہ وجلال بزرگ تھے، امرا، حکام اور رؤسا سے بہت دور غریبوں سے بہت قریب رہتے تھے اور ان کی حاجت روائی اور دل جوئی کی ہر ممکن کوشش فرماتے تھے۔

آپ کی زبان مبارک میں اللہ تعالیٰ نے بہت تاثیر بخشی تھی، جب بھی کسی حاجت مند کی رفع حاجت کے لئے آپ نے بارگاہ خداوندی میں اپنے ہاتھوں کو بلند کیا تو ملائکہ نے صدائے آمین لگائی اور وہ دعا ضرور قبول ہوئی۔

آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے، بہت سی کرامتیں آپ سے صادر ہوئیں، جن میں آپ کی ایک بہت مشہور کرامت یہ ہے:

ایک مرتبہ آپ اپنے والد محترم حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے ساتھ سمری بختیار پور ضلع سہرسا بہار پہنچے، وہاں حسام الدین اشرفی کے یہاں قیام فرمایا، عصر کے وقت وضو سے پہلے نیم کی مسواک کیا اور اس کو وہیں پر گاڑ دیا اور حسام الدین کو مخاطب کرکے یوں فرمایا ”حسام الدین جب تمہارے دروازے پر اس نیم کے درخت میں ہاتھی بندھے گا تو فقیر تمہارے دروازے پر حاضر ہوگا“۔ آپ کی پرتاثیر زبان سے نکلی ہوئی اس بات کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا، اس کو اللہ تعالیٰ نے خوب دولت سے نوازا اور دیکھتے دیکھتے وہ مسواک ایک تناور درخت کی شکل اختیار کرگئی پھر وہ دن آیا کہ اس نے بازار سے ایک ہاتھی خریدا اور اس نیم کے درخت میں باندھا۔ تقریباً ۲۰ سال کے

بعد حضرت تاج الاصفیا اس کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ آپ کے فرمان کے مطابق ٹھیک وہ نیم کی مسواک ایک بہت بڑے درخت میں تبدیل ہوگئی ہے اور اس میں ہاتھی بندھا ہوا ہے۔

سمری بختیار پور میں آج بھی وہ درخت موجود ہے، اس کی پتیاں مختلف امراض میں کام آتی ہیں اور تاج الاصفیا کی کرامت سے یہ درخت منسوب ہے۔

آپ کی پرتاثیر شخصیت اور تصرفات روحانی کو دیکھ کر کثیر تعداد میں لوگ آپ کے دست اقدس پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور علما ومشائخ نے اجازت وخلافت حاصل کی۔

۱۷ربیع الاول ۱۳۸۶ھ میں حالت ذکر میں آپ نے وصال فرمایا، آپ کی قبر انور والد بزرگوار اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہ کے مزار پاک کے قریب جانب مغرب میں واقع ہے اور زائرین مسلسل فیضیاب ہورہے ہیں۔

ولادتِ باسعادت

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ۲۶/ربیع الاخر ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۳/اکتوبر ۱۹۲۷ء کو علم وعرفان والے گھرانے اور نورانی ماحول میں کچھوچھہ مقدسہ میں ہوئی جس دن آپ کی ولادت ہوئی اسی روز موضع پہلام، سمری بختیار پور ضلع مونگیر (حال ضلع سہرسہ) میں سنی دیوبندی مناظرہ میں مسلسل تین روز مناظرہ کے بعد دیوبندیوں کو شکست فاش اور اہلسنت وجماعت کو فتح مبین حاصل ہوئی تھی جس کی قدرے تفصیل یہ ہے:

دیوبندیوں کی طرف سے مولوی غنیمت حسین مخدوم چکی، مولوی عبدالوہاب دربھنگوی، مولوی عبدالصمد مونگیری، مولوی فضل اللہ مونگیری، مولوی عبدالاحد

دربھنگوی، مولوی یعقوب دربھنگوی اور مولوی عبدالشکور لکھنوی تھے۔ اور اہلسنت و جماعت کی جانب سے حضور محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد کچھوچھوی، حضور تاج الاصفیا حضرت علامہ سید مصطفیٰ اشرف کچھوچھوی، حضرت علامہ سید شاہ محمد فاخر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور دیگر علمائے اہلسنت تھے۔ دیوبندیوں کے صدر مولوی عبدالوہاب دربھنگوی تھے اور اہلسنت وجماعت کے صدر پہلے روز حضور محدث اعظم ہند اور دوسرے، تیسرے روز آپ کے والد گرامی حضور تاج الاصفیا سید شاہ مصطفیٰ اشرف رحمۃ اللہ علیہما تھے۔ دیوبندیوں کے مناظر مولوی عبدالشکور لکھنوی تھے اور اہلسنت وجماعت کے مناظر حضرت مولانا سید شاہ فاخر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

پہلے روز دیوبندی مناظر نے فاتحہ وایصال ثواب کو مان لیا، دوسرے اور تیسرے دن ''حفظ الایمان'' اور ''براہین قاطعہ'' کی کفری عبارت پر علم غیب کے تعلق سے کافی بحث ہوئی دیوبندی مناظر مولوی عبدالشکور نے کہا کہ: ''یقیناً شیطان کا علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے وسیع ہے'' اس پر تمام مجمع میں شور برپا ہوگیا، ہر شخص '' لاحول و لا قوۃ الا باللہ '' پڑھ رہا تھا۔ چونکہ مناظرہ میں یہ پہلے سے طے تھا کہ جو کچھ کہا جائے لکھ کر بھی دیا جائے، مولوی عبدالشکور لکھنوی سے جب یہ لکھ کر دینے کو کہا گیا تو وہ مکر گیا اور جب حلف کے ساتھ انکار کے لیے کہا گیا تو اس سے بھی انکار کر گیا اور مناظرہ ختم کئے بغیر جان بچا کر پیٹھ دکھاتے ہوئے فرار ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اہلسنت وجماعت کو روشن فتح عنایت فرمائی اور دیوبندیوں کا کفر خود انھیں کے اقرار سے دنیا پر روشن ہوگیا اور مجمع میں موجود تمام دیوبندیوں نے یہ اقرار کیا کہ مولوی عبدالشکور نے ہم لوگوں کے سامنے بلند آواز سے کہا ہے کہ: ''شیطان کا علم رسول کے علم سے وسیع ہے'' ہم لوگ اس کو تسلیم نہیں کرتے اور ایسا کہنے والے کو برا جانتے ہیں۔

پھر کیا تھا پہلام کے اطراف ومضافات اور تمام قریات وقصبات میں فتح و

کامیابی کی مسرتیں منائی گئیں اور ستائیس ربیع الآخر ۱۳۴۶ھ کی صبح ،مثل صبح عید کے آئی ۔(روداد مناظرہ پہلام ص:۱۸)

کنیت ابوالفتح

جب حضور اشرف الاولیا کے والد گرامی تاج الاصفیا حضرت علامہ سید شاہ مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی اور حضور محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہما فتح کا پرچم لہراتے ہوئے کچھوچھہ شریف تشریف لائے اور سلطان المناظرین بحر العلوم حضرت علامہ سید احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کو اہلسنت وجماعت کی فتح وکامیابی کا مژدۂ جانفزا سنایا تو آپ نے حضور تاج الاصفیا علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ: ’’اسی تاریخ کو آپ کے یہاں شہزادے تشریف لائے ہیں اور کامیابی کا چاند طلوع ہوا ہے‘‘ پھر آپ نے اپنے بھتیجے کو گود میں لیا اور پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے تبسم ریز چہرہ کو دیکھا تو برجستہ فرمایا: ’’یہ میرا ہم شکل ہے، اس کی آمد سعید ہے اور مجھے لگتا ہے کہ اس کی ولادت کی برکت ہے کہ مناظرہ میں اہلسنت وجماعت کو فتح مبین حاصل ہوئی ہے‘‘ ۔ پھر آپ نے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کا نام ’’شاہ ابوالفتح محمد مجتبیٰ‘‘ تجویز فرمایا۔
آپ کو ’’ابوالفتح‘‘ اسی ’’مناظرہ پہلام‘‘ میں فتح وکامیابی کی مناسبت سے کہا جاتا ہے۔

سلسلۂ نسب

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمۃ والرضوان کا سلسلہ نسب اڑتیس واسطوں سے حضور اکرم نور مجسم ﷺ تک پہونچتا ہے جس کا اجمالی خاکہ حسب ذیل ہے:
اشرف الاولیا ابوالفتح سید محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی بن سید محمد مصطفیٰ اشرف بن سید محمد علی حسین المعروف بہ اشرفی میاں بن سید سعادت علی بن سید قلندر علی

بن سید تراب علی بن سید نواز اشرف بن سید محمد غوث بن سید جمال الدین بن سید عزیز الرحمان بن سید محمد عثمان بن سید ابوالفتح زندہ پیر بن سید محمد اشرف بن سید محمد حسن اشرف بن سید عبد الرزاق نور العین بن سید عبد الغفور حسن بن سید ابوالعباس احمد بن سید بدر الدین حسن بن سید علاء الدین بن سید شمس الدین بن سید سیف الدین بن سید ظہیر الدین بن سید ابونصر بن سید ابوصالح عماد الدین بن سید ابوبکر عبد الرزاق بن سید محی الدین عبد القادر جیلانی بن سید ابوصالح موسیٰ جنگی بن سید ابوعبد اللہ بن سید یحیٰ زاہد بن سید محمد بن سید ابوداؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبد اللہ ثانی بن سید موسیٰ بن سید عبد اللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سید حسن مجتبیٰ بن سیدہ فاطمۃ الزہرا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حلیۂ مبارک

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمۃ والرضوان کا نقش سراپا یہ ہے:
وجیہ وشکیل دراز قد، سینکڑوں میں ممتاز ونمایاں، رنگ گورا، سر بڑا گول، بال سیاہ چہرہ گول روشن وتابناک نور برستا ہوا، جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے ، پیشانی روشن کشادہ جس پر سعادت کے آثار نمایاں، پلکیں گھنیں بالکل سفید ہالہ نما، آنکھیں بڑی بڑی خوبصورت ، ہونٹ پتلے پتلے گلابی رنگ لیے ہوئے، دندان مبارک چھوٹے چھوٹے ہموار، صاف وشفاف، وقت تبسم موتیوں کی لڑی کی طرح، ناک متوسط قدرے اٹھی ہوئی، کان متناسب قدرے درازی لیے ہوئے، ریش مبارک مشروع گھنی اور گول، رخسار آفتابی، چہرے پر رعب وجلال، گردن معتدل، سینہ مبارک صاف اور فراخ، دستہائے مبارک نرم ونازک، لمبے لمبے سخاوت وفیاضی میں ضرب المثل، کلائیاں چوڑیں، ہتھیلیاں بھری ہوئیں نرم وگداز قدرے فربہ، گفتگو متوسط اور شیریں آواز، ہر بات میں بے ساختگی، رفتار صوفیانہ، لباس ووضع میں سادگی، سر پر

دو پلے کی کڑھی ہوئی خاندانی کلاہ اور کبھی مخصوص تاج خاندانی۔

بسم اللہ خوانی

خانوادۂ اشرفیہ کا دستور ہے کہ ہر نومولود بچے کو چھٹی کے دن ہاتھ میں قلم دیا جاتا ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھوایا جاتا ہے جو تحصیل علم کی ایک نیک شگون رسم ہے۔معمول کے مطابق آپ کے جد امجد ہم شبیہ غوث اعظم ،مجدد سلسلہ اشرفیہ،حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علامہ سید شاہ محمد علی حسین اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کے ہاتھ میں قلم دیا اور بسم اللہ خوانی کی نیک رسم ادا کی ،پھر آپ نے حضور اشرف الاولیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا:''میرے اس پوتے کے ذریعہ دین اسلام اور سلسلہ اشرفیہ کو کافی فروغ حاصل ہوگا اور یہ ایک کثیر الفیوض بزرگ بنے گا''۔

تعلیم وتربیت اور علمی خدمات

تعلیم وتربیت

جب حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی عمر ۴؍سال ۴؍ماہ ۴؍دن کی ہوئی، حسب دستور خاندانی آپ کے والد گرامی فرزند اعلیٰ حضرت اشرفی ،مجمع البحرین ،تاج الاصفیا،حضرت علامہ سید شاہ الحاج پیر مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (جو اپنے وقت کے ایک زبردست عالم ،صاحب کشف وکرامت وخدا رسیدہ بزرگ اور مرجع خلائق تھے) کچھوچھہ شریف میں قائم ''مدرسہ اشرفیہ'' میں آپ کو ایسے باکمال اور نابغۂ روزگار اساتذہ کے سپرد کیا جن کی ادنیٰ نگاہ التفات نے نہ جانے کتنے تشنگان علم وعرفان کو سیراب وشاداب کیا، جو عالمگیر شہرت ومقبولیت کے حامل تھے۔

آپ نے پورے انہماک اور توجہ قلب کے ساتھ علم دین کے حصول کا مبارک آغاز کیا اور ابتدائی تعلیم سے لے کر شرح جامی تک کی تعلیم جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف ہی میں اپنے وقت کے ماہرین علم وفن اساتذہ کی تربیت میں حاصل کی ،صرف یہی نہیں کہ آپ نے شرح جامی تک صرف رسمی تعلیم حاصل کی بلکہ اپنی انتھک محنت ، پرخلوص لگن، جہد مسلسل اور اپنے اساتذۂ کرام کی مشفقانہ توجہات کی بدولت آپ نے ان تمام کتابوں میں مکمل مہارت اور کامل دسترس بھی حاصل کی۔

کچھوچھہ شریف میں جن اساتذۂ کرام کی زیر تربیت رہ کر آپ نے زیور علم سے اپنے آپ کو مزین کیا ان سب کے اسمائے گرامی راقم الحروف کو معلوم نہیں البتہ جن اساتذۂ کرام کے نام معلوم ہوسکے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: حضرت مولانا

مفتی عبدالرشید ناگپوری، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی اور حضرت مولانا آل حسن سنبھلی علیہم الرحمۃ والرضوان۔ یہ سب آپ کے وہ اساتذۂ کرام تھے جو آپ کی محنت ولگن، تحقیق وجستجو، معلومات کی گہرائی وگیرائی، بحث وتکرار، مطالعہ سے گوناگوں دلچسپی اور تضیع اوقات سے اجتناب وغیرہ اوصاف دیکھ کر آپ پر خصوصی توجہ فرماتے تھے، مخدوم زادہ ہونے کی حیثیت سے آپ کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دیتے تھے اور حد درجہ آپ پر شفقت فرمایا کرتے تھے، آپ کو بھی اپنے ان اساتذۂ کرام سے تقرب خاص حاصل تھا۔ بحیثیت استاذ ان کی تعظیم وتوقیر میں کوئی تقصیر نہیں ہونے دیتے تھے اور تاحیات بڑے فخر سے اپنے ان اساتذۂ کرام کا نام لیتے اور اپنی مجلسوں میں اپنے ان اساتذہ کرام کی شفقت ومحبت کا برملا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں داخلہ

حضور اشرف الاولیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدرسہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف سے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے مبارکپور تشریف لے گئے اور باغ فردوس دار العلوم اہل سنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم میں داخلہ لیا۔ جس کی بنیاد آپ کے جد امجد شیخ المشائخ حضرت مولانا سید شاہ علی حسین اشرفی میاں نے اپنے ہاتھوں سے جمعہ ۱۲/شوال ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۸/جنوری ۱۹۳۵ء کو رکھا اور تاحیات آپ اس کے سرپرست اعلیٰ رہے اور اپنی روحانی عظمتوں سے فیض پہنچاتے رہے۔ آپ نے کرنی سے نیو میں گارا بچھایا اور اینٹ چنی اور اس کے بعد فرمایا: ''فقیر نے تو اپنی کرنی دکھا دی اب تم لوگ اپنی کرنی دکھاؤ'' غریب مسلمانوں کے جذبات کا بند ٹوٹ گیا پھر تو مالی قربانی کا وہ منظر سامنے آیا جو اہل ایمان کی تاریخ میں ہمیشہ مینارۂ نور رہے گا۔

(اشرفیہ کا ماضی وحال، ص: ۳۳/مصنف مولانا بدر القادری مصباحی)

''دار العلوم اہلسنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم'' فی الحال کئی مرحلوں سے گزرنے کے بعد ''الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور'' کے نام سے پورے عالم اسلام سے داد وتحسین وصول کر رہا ہے، جہاں کے فارغین سے زمانہ فیضیاب ہو رہا ہے۔ عالم اسلام کا کوئی ایسا خطہ نہیں جہاں بالذات یا بالواسطہ اشرفیہ کا فیض نہ پہنچ رہا ہو، درسگاہوں سے لے کر خانقاہوں تک ہر میدان میں مصباحی برادران کے جلوے ہی جلوے نظر آتے ہیں اور اپنی اپنی جگہ پر ہر ایک منفرد مقام اور امتیازی شناخت رکھتے ہیں۔ آج جماعت اہلسنت کا جو کام اشرفیہ سے ہو رہا ہے دور دور تک اس کی نظیر نہیں ملتی، تصنیف وتالیف اور نئے مسائل کی تحقیق وجستجو سے لے کر درسیاتی کتب کے شروح وحواشی اور ان کی نشر واشاعت تک ایسے کارہائے نمایاں اور عالمی سطح پر جماعت اہلسنت کی خدمات الجامعۃ الاشرفیہ انجام دے رہا ہے جو وقت کا ایک اہم تقاضہ ہے اور اہل باطل کے لیے دنداں شکن جواب بھی۔

یقیناً الجامعۃ الاشرفیہ کی ان تمام خدمات میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی محنت وجانفشانیوں اور عظیم قربانیوں کے ساتھ ساتھ حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی روحانی عظمتوں اور بے پناہ دعاؤں کا نتیجہ بھی شامل ہیں۔

مخدوم زادہ کا تاریخی استقبال

جلالۃ العلم حافظ ملت حضرت علامہ عبد العزیز اشرفی محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کو جب اس کا علم ہوا کہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں ابوالفتح سید محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی حصول علم دین کے لئے مبارکپور تشریف لا رہے ہیں تو آپ نے قصبہ مبارکپور میں یہ اعلان کیا کہ: ''اے مبارکپور کے خوش عقیدہ مسلمانو! حضور اشرفی میاں کے عقیدت مندو! تم خوش نصیب ہو، تمہاری قسمت کا ستارہ اوج

پر ہے ،تمہارے اس قصبہ میں آج مخدوم زادے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کے پوتے ،آل رسول کچھوچھہ شریف سے حصول علم کے لیے تشریف لا رہے ہیں۔ چلو اپنے مخدوم زادہ کے استقبال کے لیے چلو، اپنے محسن ومربی کے پوتے کا شایان شان استقبال کرو‘‘۔

جوں جوں یہ خبر پھیلتی گئی لوگ جمع ہوتے گئے یہاں تک کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی اس آواز پر کثیر تعداد میں عقیدتمند جمع ہوگئے، قصبہ مبارکپور میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی، کیف وسرور کا عجیب سماں بن گیا، چہروں پر مسرت وشادمانی کے آثار ہویدا ہونے لگے، شوق دید میں سبھی منتظر اور بے چین نظر آنے لگے، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے فرمایا: ’’سٹھیاؤں اسٹیشن چلو وہیں سے نعرہائے تکبیر ورسالت اور فیضان مخدوم سمناں کی چھاؤں میں مخدوم زادے کو لے آئیں گے اور ساتھ ہی مخدومی فیضان سے بھی مستفیض ہوتے رہیں گے‘‘ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے ساتھ معتقدین سٹھیاؤں اسٹیشن آئے اور ٹرین کی آمد کا انتظار کرنے لگے، جب حضور اشرف الاولیا سٹھیاؤں اسٹیشن پہنچے اور آپ ٹرین سے نیچے اترے تو آل رسول اور فیضان مخدوم سمناں کے نعروں سے ریلوے اسٹیشن کی پوری فضا گونج اٹھی، دست بوسی اور قدم بوسی کے لیے منتظرین پروانوں کی طرح ٹوٹ پڑے، سب سے پہلے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ آپ سے بغل گیر ہوئے اور آپ کو سینے سے لگایا پھر یکے بعد دیگرے سبھوں نے دست بوسی کا شرف حاصل کیا اس کے بعد تانگہ پر آپ کو بٹھایا گیا اور عقیدت مندوں کی جھرمٹ میں فلک شگاف نعروں کے ساتھ سٹھیاؤں سے آپ کو مبارکپور لایا گیا، جب آپ مبارکپور تشریف لائے تو آپ کے قیام کے درجنوں عقیدت مند متمنی تھے، لیکن یہ سعادت جناب حاجی خیر اللہ دلال مرحوم کو نصیب ہوئی جو اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کے چہیتے مرید اور ’’دار العلوم اہلسنت مدرسہ اشرفیہ

مصباح العلوم‘‘ کے متولی تھے۔ پھر دوسرے دن ۱۲ر شوال المکرم ۱۳۶۰ھ کو آپ کا باضابطہ دار العلوم اہلسنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم میں داخلہ ہوا، خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ میں آپ کو اولیت کا یہ شرف واعجاز حاصل ہے کہ آپ نے سب سے پہلے دار العلوم اہلسنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم میں داخلہ لیا اور تدریسی خدمات بھی انجام دیں۔

مشاہیر اساتذۂ کرام

آپ نے جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں جن اساتذۂ کرام سے اکتساب علم فرمایا، وہ علم وفضل کے کوہ گراں تھے اور علمی دنیا میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ چند قابل ذکر اساتذہ کرام کی نام یہ ہیں:

☆ حضور حافظ ملت علامہ عبد العزیز محدث مرادآبادی
☆ مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی
☆ مولانا عبد المصطفیٰ ازہری
☆ مولانا عبد الرؤف بلیاوی
☆ مولانا محمد سلیمان اشرف بھاگلپوری
☆ مولانا شمس الحق
☆ مولانا علی احمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

حضور حافظ ملت سے قربت اور خصوصی تربیت

آپ کی خداداد ذہانت وفطانت، دینی تعلیم سے نہایت رغبت، اسباق کا اعادہ ومطالعہ اور بحث وتکرار وغیرہ سے گوناگوں دلچسپی دیکھ کر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے آپ کو اپنے خاص تلامذہ میں شامل کرلیا، آپ کی تعلیمی ترقی کے لیے ہر ممکن

کوشش فرماتے اور ساتھ ہی احترام سادات کا خیال بھی رکھتے اور ہمیشہ قدر کی نظر سے دیکھتے تھے۔حضور اشرف الاولیا بھی حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی بہت قدر کیا کرتے تھے،ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے فوراً دوڑے چلے آتے اور ہر طرح سے اپنے استاذ گرامی کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ سے آپ کے قرب کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ مبارکپور اور اطراف ومضافات کے جلسے جلوس اور میلاد وغیرہ کی محافل میں اکثر حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کو اپنے ساتھ رکھتے اور کبھی کبھی اپنا نائب بنا کر چند طلبہ کے ساتھ تنہا بھیج دیا کرتے۔دور طالب علمی ہی میں حضور حافظ ملت کو حضور اشرف الاولیا علیہا الرحمہ کی حسن کارکردگی،تبلیغی خدمات اور قائدانہ صلاحیتوں پر اعتماد ویقین ہوگیا تھا۔

مشاہیر رفقائے درس

جن رفقائے درس کی جھرمٹ میں آپ نے ’’جامعہ اشرفیہ مبارکپور‘‘ میں تعلیم حاصل کی ان میں سے اکثر اپنی اپنی جگہ ومقام پر آفتاب وماہتاب کی حیثیت رکھتے تھے اور عالمگیر شہرت کے حامل تھے۔جامع معقولات ومنقولات،استاذ العلما اور بحر العلوم وغیرہ جیسے علمی القاب وآداب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ان میں سے کچھ تو وصال فرما چکے ہیں،اور جو باحیات ہیں آج بھی زمانہ ان سے فیضیاب ہورہا ہے۔

آپ کے کچھ اہم رفقائے درس کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

☆ بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی

☆ حضرت مفتی عبدالرشید چھپراوی

☆ حضرت مولانا قاری محمد یحیٰ مبارکپوری

☆ حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ کوثر امجدی

☆ حضرت مولانا محمد شفیع اعظمی

☆ حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی

☆ حضرت مولانا مطیع الرسول گورکھپوری

☆ حضرت مولانا سید شہاب الدین ناگپوری

☆ حضرت مولانا عبدالرحمٰن حیدرآبادی

☆ حضرت مولانا محمد ایوب جین پوری علیہم الرحمۃ والرضوان۔

فراغت اور مسند تدریس

آپ کی فراغت شعبان ۱۳۶۶ھ مطابق جون ۱۹۴۷ء میں ’’دار العلوم اہلسنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم‘‘ سے امتیازی نمبروں سے ہوئی۔آپ کا شمار الجامعۃ الاشرفیہ کے قابل فخر فرزندوں میں ہوتا ہے اور مصباحی برادران میں آپ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔

چونکہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے دور طالب علمی ہی میں آپ کی علمی جلالت اور تدریسی دسترس کو محسوس کر لیا تھا لہذا فراغت کے سال ہی آپ نے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ سے تدریسی خدمات کی خواہش ظاہر کی،آپ نے حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی خواہش پر بحیثیت معین المدرسین دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور کی درسگاہ کو زینت بخشی۔

عہد طفولیت اور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی تربیت

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ ان پاکیزہ ہستیوں میں سے تھے جن کی پیشانی پر سعادت اور ارجمندی کے نقوش ایام طفولیت ہی سے آشکارا تھے۔خداداد ذہانت وفطانت،صداقت وراست بازی،نیک نیتی وخوب سیرتی،تقوی وپرہیز گاری،صوم وصلوٰۃ کی پابندی اور اسلامی اقدار وتعلیمات کی نشر واشاعت کا جذبہ

صادق اوائل عمری سے ہی آپ کی ذات میں ہویدا تھا۔ جب آپ کی عمر شریف صرف پانچ سال کی تھی اسی وقت سے اپنے دادا، قطب ربانی، محبوب لا ثانی، حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی کے ساتھ نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے کے آپ پابند تھے۔ پورا رمضان اپنے داداجان کے ساتھ تراویح کی نماز کا التزام فرماتے، کھیل کود اور اس طرح کے دیگر حرکات وسکنات جو عموماً ایام طفولیت میں بچوں سے صادر ہوتے ہیں ان سے بہت الگ تھلگ اور دور رہتے تھے۔ بری صحبتوں سے آپ کو حد درجہ نفرت تھی، کذب بیانی اور دروغ گوئی سے کافی پرہیز کرتے تھے، جب بچوں کے درمیان ہوتے تو ممتاز وسربلند نظر آتے اور بڑوں میں ہوتے تو سبھوں کے محبوب نظر دکھائی دیتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے داداجان حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے اپنی نگاہ ولایت سے آپ کی بزرگی وولایت کو بچپن ہی میں محسوس کر لیا تھا اور سن بلوغ کو پہنچتے ہی آپ کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمادیا۔

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کو بھی اپنے دادا اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ سے حد درجہ محبت اور والہانہ عقیدت تھی، آپ بچپن کے اکثر اوقات اپنے داداجان کی خدمت میں گزارا کرتے تھے، داداجان کی تربیت میں رہ کر اکتساب فیض کا موقع ایام طفولیت ہی سے آپ کو مل گیا تھا۔ حضور اعلیحضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو بھی آپ سے بے حد لگاؤ تھا، اکثر دست شفقت سر پر رکھتے اور دعاؤں سے نوازتے، محبت وعقیدت کے نغمے سناتے اور محبوبیت ومقبولیت کا اظہار فرماتے تھے۔

بچپن میں نبی اکرم ﷺ اور بزرگانِ دین کی شرف زیارت

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ستودہ صفات ان خوش نصیب افراد میں ہیں جن کو اپنی چشم دید آنکھوں سے حضور اکرم ﷺ، غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے بچپن اور لڑکپن کا زمانہ تھا، آپ کے جد امجد حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی طبیعت سخت علیل تھی، مسلسل علالت کی وجہ سے ضعف ونقاہت میں اضافہ ہوگیا تھا جس کی وجہ سے آپ میں اُٹھ کر بیٹھنے کی سکت بھی نہیں تھی، خاندان کے سبھی لوگ عیادت اور تیمارداری میں مصروف تھے، چھوٹے چھوٹے بچے داداجان کو بیمار دیکھ کر خدمت میں لگے ہوئے تھے، ان خدمت گذاروں میں حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ بھی تھے، اتنے میں آپ پر جلال کی کیفیت طاری ہوگئی اور عوام وخواص سب کو فوراً حجرہ خالی کرنے کا حکم دیا، حکم سنتے ہی سب حجرے سے باہر ہوگئے لیکن حضور اشرف الاولیا حجرے کے اندر ہی رہے، داداجان نے دوبارہ آپ کو مخاطب کیا اور باہر جانے کا حکم دیا تو آپ مچل گئے اور عرض کرنے لگے میں یہیں رہوں گا اس حالت میں آپ کو چھوڑ کر باہر ہرگز نہیں جاؤں گا، اپنے نوعمر پوتے کی زبان سے یہ محبت اور درد بھرا جملہ سن کر آپ مچل گئے اور فرمایا: ”اگر باہر جانا نہیں چاہتے ہو تو میری چارپائی کے نیچے چھپ جاؤ“ آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضور اشرف الاولیا چارپائی کے نیچے چھپ گئے اور غور سے

دیکھنے لگے کہ آخر آج خلاف معمول ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ جب تنہائی ہوگئی تو آپ نے دیکھا کچھ بارونق اور نورانی شخصیتوں کی آمد ہوئیں جن کے استقبال کے لئے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں اپنے بستر علالت سے اٹھ کر از خود کھڑے ہوگئے اور نہایت ہی مؤدب انداز میں آنے والوں کی تعظیم وتوقیر بجالائے، پھر اعلیٰ حضرت اشرفی میاں اوران کے درمیان گفت وشنید کا سلسلہ شروع ہوا جو بہت دیر تک جاری رہا، گفتگو عربی زبان میں ہو رہی تھی، تھوڑی دیر بعد وہ معزز شخصیتیں نظروں سے اوجھل ہوگئیں اور آپ آنسوؤں کے ساتھ اپنے بستر علالت پر لیٹ گئے، جب یہ پربہار وپرنور سماں ختم ہوا تو جد امجد نے آپ کو باہر نکلنے کی اجازت دی آپ چارپائی کے نیچے سے باہر نکلے یہ خوش نما منظر دیکھ کر دادا جان سے عرض کی: ”حضور! آپ میں تو کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تھی آخر یہ بزرگ کون تھے جن کی تعظیم کے لیے آپ بغیر کسی سہارے کے کھڑے ہوگئے اور کافی دیر تک ان سے عربی زبان میں بات چیت کی“ جد امجد حضور اشرفی میاں نے آپ سے فرمایا: ”چپ رہو، چپ رہو، ابھی ابھی جن بزرگوں کو تم نے دیکھا ہے وہ حضور سید عالم ﷺ، غوث اعظم، غریب نواز، مخدوم اشرف جہانگیر علیہم الرحمۃ والرضوان وغیرہم ہیں جو تشریف لائے تھے، بھلا ان عظیم ہستیوں کی آمد پر میں اپنے بستر پر کیسے لیٹا رہتا، دیکھو! میری زندگی میں اس واقعہ کو کسی سے بیان مت کرنا ورنہ گونگے ہو جاؤ گے“۔

اسی طرح حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ اپنے جد امجد حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے ساتھ تاجدار دوجہاں حضور نبی کونین ﷺ، شہنشاہ جیلاں غوث الثقلین سیدنا عبد القادر جیلانی، سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور سلطان التارکین غوث العالم سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور دیگر مبارک ہستیوں کی زیارت سے مشرف ہوئے اور جد امجد حضور

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد اس واقعہ کو اپنے اہلِ خاندان اور مریدین ومتوسلین سے بیان فرمایا۔ سننے والوں کا بیان ہے کہ آپ اپنی حیات ظاہری میں گاہ بگاہ اس واقعہ کو بیان فرماتے اور جب بھی اس واقعہ کو بیان فرماتے، بیان کرتے ہوئے اشک بار ہو جاتے۔

بیعت وخلافت

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ جب سن بلوغ کو پہنچے تو آپ کے باطنی کمالات اور اعلیٰ قائدانہ صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے آپ کے جد امجد حضور اعلیٰ حضرت اشرفی علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ میں آپ کو بیعت کیا اور اجازت وخلافت عطا فرمائی، پھر حسب روایات خاندانی اور دستور خانقاہی آپ کے والد ماجد مخدوم المشائخ تاج الاصفیا حضرت علامہ سید شاہ پیر مصطفیٰ اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام سلاسل حقہ ماذونہ خصوصا سلاسل اربعہ مشہورہ کی اجازت وخلافت مع تاج وجبہ عطا فرمائی اور جملہ اوراد ووظائف اور اعمال خاندانی خصوصا دعائے حیدری، دعائے سیفی، دعائے بشخ، دعائے الف اور حزب البحر وغیرہ کی اجازت مرحمت فرمائی اور آپ کو اپنا جانشیں اور قائم مقام نامزد فرمایا۔

☆☆☆☆☆

دعوتی اور تبلیغی خدمات

دعوت وتبلیغ

آپ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور میں مسند درس وتدریس پر رونق افروز تھے ابھی سال بھی پورا نہیں ہو پایا تھا کہ والد محترم حضور تاج الاصفیا علیہ الرحمہ کے مشاغل ومصروفیات اور کار ہائے تبلیغ کی وسعتوں کے مدنظر تدریسی خدمات سے آپ کو علاحدگی اختیار کرنی پڑی اور تبلیغی خدمات کی جانب زمام زندگی موڑ نا پڑا۔ اہلسنت و جماعت کی تبلیغ واشاعت اور اپنے والد گرامی کے مشن کے فروغ میں مصروف ہو گئے، دین مصطفوی ﷺ کی نشر واشاعت اور مسلک اہلسنت و جماعت کے فروغ وارتقا کے لیے ایشیا و یورپ کے مختلف ممالک اور ہندوستان کے مختلف صوبوں کا آپ نے دورہ کیا، یوں تو آپ کا فیضان پوری ملت اسلامیہ کے لیے عام تھا لیکن بنگال، بہار، اڑیسہ، آسام، گجرات، یوپی، ایم پی، مہاراشٹر، راجستھان، پنجاب، کرناٹک، آندھرا پردیش، سکم اور بیرون ہند بھوٹان، بنگلہ دیش، پاکستان وغیرہ کے مسلمان آپ سے زیادہ فیض یاب ہوئے۔

کہیں دین محمدی ﷺ کی حفاظت کے لیے مدرسے قائم کئے، کہیں اپنے معبود حقیقی کے آگے سربسجود ہونے اور اظہار بندگی کے لیے مسجدوں کی تعمیر فرمائی، کہیں تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کے لیے خانقاہوں کی تعمیر کی، اور اگر کہیں دین اسلام اور مسلک اہلسنت و جماعت کو کسی نے اپنے اعتراضات کا نشانہ بنایا اور انگشت نمائی کی تو اپنی ساری توانائیوں کو بروئے کار لا کر ان سے مقابلہ کیا اور دشمنان دین کو خاموشی

اختیار کرنے پر مجبور کر دیا، جس سے کثیر تعداد میں لوگ اپنے باطل عقائد اور غلط نظریات سے تائب ہو کر اہل حق کی جھرمٹ میں آ گئے۔

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے تبلیغی دوروں کا خاص مقصد مسلک اہلسنّت و جماعت کی نشر واشاعت اور مخدومی مشن کا فروغ وارتقا تھا۔ ماضی قریب میں جب ہندوستان میں گمراہ اور باطل فرقے کے پیروکار اپنی گمرہی کے پھندے اور اپنے مکر وفریب کے جال میں بھولے بھالے مسلمانوں کو پھانس رہے تھے، صحیح العقیدہ مسلمانوں کے اندر بدعقیدگی پیدا کرنے کی پر زور کوششیں کر رہے تھے، ملک کے مختلف علاقوں میں گمراہ فرقوں کے بدعقیدہ پیران اور گمراہ کن علما گھوم گھوم کر اپنے باطل عقائد کا پرچار کر رہے تھے۔ ایسے ماحول میں حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے اپنے تبلیغی دوروں، تقریروں اور مناظروں کے ذریعے ان گمراہ گر پیروں اور نام نہاد مولویوں کو بے نقاب کر کے ان کے اصلی چہروں کو مسلمانوں کے سامنے پیش کیا اور ان کی گمرہی و بدعقیدگی سے عوام کو باخبر اور ہوشیار کیا۔ ہندوستان کے مختلف صوبے بالخصوص صوبہ بنگال و بہار، سکم و آسام اور بھوٹان میں آج جو سنیت کی چہل پہل نظر آ رہی ہے اور مسلک اہلسنت و جماعت کے فلک شگاف نعرے بلند ہو رہے ہیں اس میں حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی قربانیوں کا زیادہ حصہ شامل ہے۔

بیل گاڑی، رکشا، وین اور کہیں پیدل چل کر مسلسل دیہاتوں کا سفر کر کے گاؤں گاؤں، قریہ قریہ پہنچ کر دین وسنیت کی جو قربانی آپ نے پیش کی ہے وہ ہمارے لیے نمونہ عمل ہے۔ آپ نے کٹیہار، پورنیہ، کشن گنج اور اتر دیناجپور ودکھن دیناج پور کے بعض علاقوں میں بیل گاڑی کا راستہ نہ ہونے کی وجہ سے پگڈنڈیوں کے راستے سے دور دراز مقامات اور بستیوں کا پیدل سفر کیا۔ مسلسل چلنے کی وجہ سے کبھی کبھی تھک کر بیٹھ جاتے، دھوپ کی تپش سے پیاس اور بھوک کی شدت بڑھ جاتی

تھوڑی دیر کسی درخت کے چھاؤں تلے آرام کے بعد پھر اسی حوصلہ اور امنگ کے ساتھ دین متین کی خدمت کے لیے نکل پڑتے اور پوری ثبات قدمی کے ساتھ اپنے تبلیغی مشن کو جاری رکھتے، بار ہا سفر کی صعوبتوں سے آپ کو جسمانی تکالیف بھی پہونچیں لیکن پائے ثبات کو لغزش تک نہیں آئی اور زبان سے اُف تک نہ کہا۔

آپ نے اپنی تبلیغ کے ذریعہ بہت سے بدعقیدوں کو سنی صحیح العقیدہ بنایا دین سے بھٹکے ہوئے مسلمانوں میں دین اسلام کی شمع فروزاں کی اور بعض وہ مساجد ومدارس جو برسوں سے بدمذہبوں کے تسلط میں تھے، اپنی کوشش اور حکمت عملی سے سنیوں کے حوالے کیا۔

احمد آباد گجرات کا ہولناک واقعہ

۱۹۴۷ء میں جب تقسیم ہندوپاک ہوئی تھی، اس وقت ہر جگہ افراتفری مچی ہوئی تھی، قتل وغارت اور خونریزی کا ماحول بنا ہوا تھا، غیر مسلموں نے پورے ہندوستان میں فساد برپا کر رکھا تھا، گورنمنٹ کی طرف سے بھی دھڑ پکڑ ہو رہی تھی، دعوت وتبلیغ پر پابندی عائد ہو چکی تھی، مبلغین کو گرفتار کیا جا رہا تھا، لیکن ایسے خوفناک اور ہوشربا ماحول میں بھی حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیے، پرچم اسلام لہراتے ہوئے نظر آئے اور آپ کے عزم و حوصلہ اور داعیانہ کردار کو کوئی بھی چیز نہ روک سکی۔

ایسے ماحول میں آپ تبلیغی دورے میں احمد آباد گجرات تشریف لے گئے۔ پہنچتے ہی آپ کو علم ہوا کہ یہاں ہندو مسلم فساد چل رہا ہے، جس کی وجہ سے مسلمان اپنے اپنے گھروں میں چھپے ہوئے ہیں، وہاں کے گمبھیر حالات اور پرخطر ماحول کو دیکھ کر آپ کے کچھ مریدین نے آپ کو واپس جانے کا مشورہ دیا لیکن آپ نے

فرمایا: ''فقیر اس حالت میں تم لوگوں کو دیکھ کر ہرگز واپس نہیں جا سکتا'' پھر آپ نے مجاہدانہ انداز میں مسلمانوں سے یہ فرمایا کہ: ''اے مسلمانو! گھروں میں کب تک چھپے رہوگے؟ سب کھلی جگہ پر جمع ہو جاؤ، اسی میں بھلائی ہے''۔ پیر کی آواز سن کر مسلمانوں نے اپنے اپنے گھروں کو چھوڑ دیا اور عورتوں، بچوں، بوڑھوں سمیت احمد آباد کے ''چارتوڑا'' نامی قبرستان میں سب جمع ہو گئے، حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ اسی سوچ وفکر میں تھے کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ غیر مسلم مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہو گئے ہیں اور حملہ کرنے کی پوری تیاری کر چکے ہیں ان نہتے مسلمانوں کو آخر دشمنوں کی شرارت اور فتنہ وفساد سے کس طرح بچایا جائے کہ اچانک اسی درمیان آپ کو یہ تدبیر سمجھ میں آئی:

سردیوں کا زمانہ تھا، رات کا سناٹا تھا، چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا، ٹھنڈک سے بچنے کے لیے مسلمان ٹائر جلا کر قبرستان میں الاؤ تاپ رہے تھے اور گرمی حاصل کر رہے تھے، آپ کے ہاتھ میں بھی ٹائر کا ایک ٹکڑا تھا جس سے آپ آگ کرید رہے تھے، جب ٹائر کے ٹکڑے میں آگ لگی اور آگ بھڑک اٹھی تو آپ نے پوری طاقت سے کھینچ کر اس کو ایک دیوار پر پھینک دیا، ٹائر کا ٹکڑا دیوار میں چپک گیا آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا: ''ہماری حفاظت کے لیے یہ بہترین ہتھیار رہے، کیا اس طرح سائیکل کے اور ٹائر مل سکتے ہیں؟'' لوگوں نے بتایا: حضور قریب ہی میں سائیکل کی بہت ساری دکانیں ہیں، پھر آپ کے حکم پر سب نے مل کر مزید ٹائر جمع کیے۔ آپ نے ان ٹائروں کے ٹکڑے ٹکرے کروا دیئے، پھر رسی منگوائی اور ٹائروں میں سوراخ کر کے اس میں رسی لگا کر سب کے ہاتھوں میں ایک ایک ٹکڑا دیا اور قبرستان کے چاروں اطراف ان کو حفاظت کے لئے مقرر کر دیا اور یہ ہدایت کی کہ سب لوگ اپنی اپنی جگہوں پر رہیں، اگر کسی جانب سے دشمنوں کا حملہ ہو تو انہیں ٹکڑوں

کی مدد سے مدافعت کریں۔

اہل ہنود نے قبرستان میں مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے رکھا تھا اور یلغار کرنا چاہتے تھے، جب ان لوگوں نے ہر جانب سے آگ کا یہ منظر دیکھا تو خوف وہراس سے یہ سوچ کر سب فرار ہو گئے کہ کہیں مسلمان اس شعلہ زن آگ سے ان کو جلا نہ ڈالیں۔

الحمدللہ! حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی یہ تدبیر بہت کارگر ثابت ہوئی اور سیکڑوں کفار ومشرکین کے درمیان قبرستان میں رہ کر مسلمانوں کو امن وسلامتی حاصل ہوئی۔ علاقہ احمد آباد کے جن لوگوں نے اس منظر کا مشاہدہ کیا ہے اور باحیات ہیں وہ آج بھی اس واقعہ کو یاد کرتے ہیں اور حضور اشرف الاولیا کے حسن تدبر کا اعتراف کرتے ہیں۔

رشد وہدایت

حضور اشرف الاولیارحمۃ اللہ علیہ رشد وہدایت کے سلسلے میں اپنے معاصرین میں بے مثل وبے نظیر تھے۔ ایسے عارف حق، مرشد کامل اور مرد مومن تھے، شریعت وطریقت کے اسرار ورموز سے واقف تھے اور اپنی نگاہ ولایت اور قلب حق آگاہ سے ان کی گہرائی تک فوراً پہنچ جاتے، دینی حمیت وغیرت آپ کے رگ وپے میں سرایت کی ہوئی تھی، آپ حق گو، حق بیں، حق پسند، حق پرست اور راہ حق میں سرفروشی کا جذبہ رکھتے تھے۔ اپنوں میں ہوں یا اغیار میں، نجی مجلس میں رونق افروز ہوں یا جلسوں اور کانفرنسوں کے اسٹیج پر، اپنے خاندان کے بیچ ہوں یا مریدین و معتقدین کے درمیان، ماحول نرم ہو یا گرم، غرض کہ کوئی بھی موقع ہو آپ حق بات کہنے میں لومۃ لائم اور کسی کی پرواہ نہیں کرتے اور ہر جگہ اصلاح وانقلاب کا چشمہ سیال

اور رشد وہدایت کے آفتاب وماہتاب نظر آتے۔

جہاں بھی کسی شخص کو کسی غیر شرعی حرکت کا مرتکب دیکھتے اسے تنبیہ ضرور فرماتے خواہ وہ چھوٹا آدمی ہو یا بڑا، عام آدمی ہو یا صاحب ثروت وجاہ، اگر آپ کسی کو سونے یا چاندی کی چند انگوٹھیاں یا ان کے علاوہ دوسری دھات کی انگوٹھی یا چھلا پہنے دیکھتے تو فوراً تنبیہ فرماتے اور شریعت مطہرہ کے حکم پر عمل کراتے، اگر کوئی مسلمان یا مسلمان کا بچہ ٹائی باندھے آپ کے پاس آتا تو بہت ناراض ہوتے، بار بار استغفار پڑھتے اور اس کو ٹائی کی قباحت اور حکم شرعی سے آگاہ فرماتے، اگر کوئی تعویذ لینے کے لیے بایاں ہاتھ بڑھاتا تو اسے اسلامی ادب سے مطلع فرماتے، اگر کوئی عورت چہرہ کھولے آپ کے پاس بغرض ضرورت آتی تو بہت خفا ہوتے اور اسے فوری طور پر چہرہ ڈھانپنے کا حکم دیتے یہاں تک کہ اگر کوئی خاتون تعویذ لینے کے لیے بغیر کپڑے میں چھپائے اپنا ہاتھ بڑھاتی تو اس پر بھی ناراض ہوتے اور حکم دیتے کہ: اپنا ہاتھ پردہ کے اندر رکھو، پھر اعضائے پردہ اور پردہ کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے ازواج مطہرات اور صحابیات کے واقعات اسے سناتے نیز مستقبل میں پردہ کے ساتھ زندگی گزارنے کا اس سے عہد لیتے، اگر کسی مسلمان کا نام غیر اسلامی یا غیر موزوں ہوتا تو اس کے لیے اچھا نام تجویز فرماتے اور اچھے ناموں کے فوائد بتاتے، نام پوچھنے پر اگر کوئی مسلمان اپنا نام رحمان یا رحیم بتاتا تو سن کر آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا اور اس پر سخت ناراض ہوتے، عبدالرحمٰن اور عبدالرحیم کی اس سے مشق کرواتے اور ہمیشہ اسی کو ادا کرنے کی تلقین فرماتے۔

آپ کی عادت کریمہ تھی کہ جب مریدین کے بیچ ہوتے اور فرصت ہوتی تو نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ اور طہارت وغیرہ کے اہم مسائل شرعیہ بیان فرماتے اور شریعت کی روشنی میں زندگی گزارنے کی ہدایت فرماتے، جو لوگ دینی تعلیم سے نابلد

ہوتے انھیں دینی تعلیم حاصل کرنے اور علما کی صحبت میں رہنے کا حکم دیتے، جن لوگوں کا دینی تعلیم کی طرف رجحان نہیں ہوتا انہیں دینی تعلیم کے فوائد بتاتے اور ان کے بچوں کو دینی درسگاہوں میں داخل کرنے کی ان کو ترغیب دیتے۔

دیکھنے میں تو بظاہر یہ سب چھوٹی اور معمولی چیزیں نظر آتی ہیں اور اسی زعم وخیال سے دور حاضر کے ہمارے کچھ مذہبی رہنما ان چیزوں کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے اور نہ ہی ان کی جانب اپنی توجہ مبذول کرتے ہیں جبکہ عموماً مسلمانوں میں یہ ساری خصلتیں پائی جاتی ہیں مگر داعیان دین اور مبلغین اسلام ان کو نظر انداز کر دیتے ہیں، لیکن قربان جایئے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی پاکیزہ زندگی اور اصلاحی کارناموں پر جو اپنے اندر قوم مسلم کے دارین کی فلاح وصلاح کے لیے ایک دھڑکتا ہوا دل رکھتے تھے دنیا ومافیہا سے بے نیاز ہو کر ”امر بالمعروف اور نہی عن المنکر“ جو ایمان کا ایک لازمی حصہ ہے اس کے آپ پیکر نظر آتے تھے اور خلاف شرع چھوٹی بڑی ہر طرح کی باتوں کی گرفت فرماتے تھے نیز اپنے مریدین ومعتقدین کی مکمل طور سے اصلاح فرماتے تھے۔

بلاشبہ آپ کی بارگاہ میں حاضری ایک دینی درسگاہ میں حاضری کے برابر تھی، دربار میں حاضری دینے والے آپ کی پند ونصائح اور عملی نمونوں سے متاثر ہو جاتے تھے، حاضری دینے والے آج بھی بتاتے ہیں کہ آپ کی بارگاہ میں حاضری کا یہ اثر ہوتا کہ دلوں کو سکون اور روح کو تازگی حاصل ہو جاتی، گناہوں سے نفرت اور طاعت سے رغبت ہونے لگتی، آپ کی توجہ جن پر ہو جاتی ان کی باطنی صفائی، نفس کی پاکیزگی اور پارسائی حاصل ہو جاتی، آپ کے چشمہ توجہ سے تطہیر قلوب اور روحانی بالیدگی پیدا ہو جاتی، محاسن صوری اور معنوی خوبیوں سے وہ مالا مال ہوتا۔

وعظ ونصیحت

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ اپنی گوناگوں خصوصیات کے ساتھ ایک باکمال اور مقبول ترین خطیب بھی تھے، آپ کی تقریر مسجع ومقفیٰ عبارتوں، قصے کہانیوں، لچھے دار باتوں اور بے سروپا نکتوں سے بالکل خالی ہوتی، سیدھے سادے انداز میں ترغیب وتشویق اور ترہیب وتخویف فرماتے، پُرحکمت باتیں اور عالمانہ نکات ہوتے، پوری تقریر قرآن وحدیث اور اقوال سلف صالحین کی روشنی میں ہوتی، بڑی بڑی کانفرنسوں میں جہاں مقررین بولتے ہوئے سہمتے ہوں وہاں بھی آپ نے حیرت انگیز اور اثر آفریں تقریریں کیں۔ تقریروں میں مواد کی فراوانی اس قدر ہوتی کہ بعض مقررین آپ کی تقریریں سن کر اپنی تقریر تیار کر لیتے، نکات اتنے جامع اور فکر انگیز ہوتے کہ ماہر مقررین آپ کی تقریر کے بعض نکات میں سے کسی ایک کو لے کر پوری تقریر کر ڈالتے۔ ہندوستان کے اکثر شہرت یافتہ خطبا اور مقررین آپ کے فیض یافتہ اور آپ کے دربار کے خوشہ چیں ہیں اور آپ کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

آپ ایک سنجیدہ اور پُروقار خطیب کی حیثیت سے جو کچھ بیان فرماتے تھے وہ سامعین کے دلوں میں اترتا چلا جاتا تھا۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کی زبان میں وہ تاثیر عطا فرمادی تھی کہ سامعین پر کیف ووجد کا عالم طاری ہو جاتا تھا اور دلائل وبراہین کی کثرت اور قرآن وحدیث کے حسن استدلال سے اہل علم ودانش اُچھل جاتے۔ آپ کی تقریروں سے بے شمار لوگوں کو ہدایت کی دولت نصیب ہوئی، کتنے گم کردۂ راہ آپ کے پند ونصائح سے صراط مستقیم اور جادۂ استقامت پر آگئے۔

آپ معترضین کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں اتنے مستحکم انداز

میں عنایت فرماتے کہ مخالفین کو مقام دم زدن نہیں رہ جاتا، بارہا ایسے مواقع آئے کہ بعض پیچیدہ مسائل میں بڑے بڑے ماہر مقررین شش وپنج میں مبتلا ہوجاتے ،مگر آپ منبر خطابت پر جلوہ بار ہوتے تو چند لمحوں میں ان پیچیدہ مسائل کی گتھیاں سلجھا دیتے اور بکھرے ہوئے سامعین کو ایک نقطہ اتحاد پر جمع فرما دیتے ،اعتراضات اور بد گمانیوں کے تمام بادل چھٹ جاتے اور مطلع حق روشن وتابندہ ہوجاتا۔

آپ کی محفلوں میں مذہب وملت کی کوئی تخصیص نہیں تھی ،مسلمان بھی ہوتے اور غیر مسلم بھی، کسی کے لیے کوئی پابندی نہیں ہوتی ،اگر مجمع میں اہل ہنود کی کثرت ہوتی تو آپ اسلامی تعلیمات کو قرآن وحدیث کی روشنی میں نیز ملک محمد جائسی اور کبیر داس وغیرہ کے دوہوں کی مدد سے اس طرح تشریح فرماتے کہ حق و صداقت اہل ہنود پر واشگاف ہوجاتا۔اسلامی اصول وقواعد کو اتنے دل پزیر انداز میں آپ بیان فرماتے کہ کفار ومشرکین آپ سے قریب سے قریب تر ہوجاتے یہاں تک کہ کتنے کفار ومشرکین صرف آپ کی تقاریر سن کر آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

بڑوانی مدھیہ پردیش میں تقریر کا اثر

مدھیہ پر دیش کے تعلقہ بڑوانی کے کچھ مسلمانوں نے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کو ایک جلسہ میں شرکت کی دعوت پیش کی ،آپ نے دعوت قبول کی اور مقررہ تاریخ پر بڑوانی تشریف لے گئے ، پروگرام کا انتظام مسجد کے اندر کیا گیا تھا اور مسجد ہی کے قریب آپ کا قیام تھا، جلسہ کا ماحول نہ دیکھ کر جلسہ کے کنوینر مولانا شمشاد اشرفی سے آپ نے پوچھا:''مولانا جلسہ کا اہتمام نہیں ہے کیا؟ کیا جلسہ کی کاروائی ابھی تک شروع نہیں ہوئی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: حضور اس بستی میں اکثریت غیر مسلموں کی ہے لہٰذا ان کا خیال رکھتے ہوئے مسجد میں جلسہ کا اہتمام کیا گیا ہے اور

جلسہ شروع کرنے کی تیاری چل رہی ہے۔اسی درمیان ایک شخص نے عرض کیا: حضور! یہاں کے اہل ہنود بڑے شریر ہیں نقض امن کے اندیشے سے ہم لوگ اذان بھی مسجد کے اندر ہی کہتے ہیں۔اتنا سننا تھا کہ حضور اشرف الاولیا کے بدن میں ایک برق سی دوڑ گئی ،آپ آرام فرمارہے تھے، یہ سن کر اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا:''مولانا شمشاد! میں دارالحرب میں آگیا ہوں کیا؟ تمھیں مسئلہ معلوم نہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے''لا یؤذ ن فی المسجد''۔ یہ میرے خواجہ کا ہندوستان ہے کسی کے باپ کی جاگیر نہیں' فقیر سے تقریر کرانی ہے تو پروگرام مسجد کے باہر رکھو اور لاؤڈ اسپیکر کا انتظام کرو'۔

اتنا سننا تھا کہ مولانا شمشاد اشرفی کے ہوش وحواس اڑ گئے ،لیکن شیخ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے احباب کو جمع کر کے اس سلسلے میں بات چیت کرنے لگے، اتنے میں مولانا اویس عالم اشرفی جو بڑے جذباتی تھے، بول اٹھے، کہ جان جائے یا رہے پیر کی خواہش آج ضرور پوری کرنی ہے، ان کی اس بات کی سب نے تائید کی اور انتظام وانصرام میں مصروف ہوگئے ،مسجد سے باہر اسی وقت جلسے کا پنڈال اور اسٹیج تیار ہوا، لاؤڈ اسپیکر وغیرہ کا پورا بندوبست کیا گیا اور آپ کی بارگاہ میں اس انتظام کی خبر پیش کی گئی ،مولانا شمشاد اور مولانا اویس صاحبان نے عرض کیا: حضور آپ جس کو حکم دیں اسی کی تقریر سے جلسہ کا آغاز ہوگا۔آپ نے فرمایا:''قادری میاں کو لے جاؤ،حضور قادری میاں مدظلہ العالی اسٹیج پر تشریف لے گئے تقریر شروع کی اور اسلام کی حقانیت کو اپنا موضوع سخن بنایا قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک جامع خطاب فرمایا، آپ کی تقریر ابھی ہو ہی رہی تھی کہ حضور اشرف الاولیا اپنے عصائے مبارک کو اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے لباس خاندانی زیب تن فرما کر مریدین کی جھرمٹ اور پر جلال انداز میں جلسہ گاہ تشریف لائے۔سامعین اور مریدین نے پر تپاک انداز میں

آپ کا خیر مقدم اور استقبال کیا۔

غیر مسلموں کا قبول اسلام

آپ نے آیت کریمہ ''محمد رسول الله والذین معه اشدآء علی الکفار رحمآء بینهم'' کو اپنی تقریر کا موضوع بنایا اور اپنے مدعا کو اتنے انوکھے اور نرالے انداز میں سامعین کے سامنے پیش کیا کہ اپنے اور بیگانے سب ہی مسحور ہوگئے، اہل ہنود کے دِل قرآنی آیات کی کرنوں سے جگمگا اٹھے، اسلام کی حقانیت ان کے دل ودماغ میں اس قدر گھر کرگئی کہ اختتام جلسہ پر درجنوں اہل ہنود نے بیک زبان ہوکر دین اسلام میں داخل ہونے کی خواہش ظاہر کی آپ نے جلسہ گاہ ہی میں انہیں کلمہ پڑھا کر مذہب اسلام میں داخل کیا اور آپ کے دست اقدس پر وہ داخل بیعت بھی ہوئے۔

ایک شخص جو جلسہ میں شریک نہیں تھا اپنے گھر ہی میں لاؤڈ اسپیکر کی آواز میں آپ کی تقریر سن رہا تھا، صبح کو حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: ''بابا آج ہم نے جانا کہ حق کیا ہے، ہم نے بھی اپنے گھر میں وہ پڑھ لیا ہے جو ہمارے بھائیوں کو آپ نے رات میں پڑھایا ہے، اب آپ ہمیں اپنے چھتر چھایہ میں جگہ دیں، ہم آپ سے دیکھا چاہتے ہیں''۔ آپ اس کی باتوں کو سن کر خوشی سے جھوم اٹھے، اسے قریب کیا، اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر کلمہ شریف، ایمان مجمل ومفصل پڑھا کر اسے مشرف با اسلام کیا اور اس سے فرمایا: ''تم اب دین اسلام قبول کرچکے ہو اور اسلام کی برکت سے مالا مال ہوچکے ہو۔

اہلِ ہنود کی سازش اور ان کی سزا

جوں جوں آفتاب اوپر چڑھنے لگا یہ خبر پورے علاقے کے کوچہ وبازار میں

آگ کی طرح پھیلتی گئی، یہ خبر سن کر چند متعصب اور شر پسند عناصر نے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کو جان سے مارنے کا منصوبہ بنایا، آپ بڑوانی سے واپس ہونے کی تیاری کررہے تھے کہ مولانا شمشاد اشرفی کو دشمنوں کی اس سازش کی بھنک لگ گئی فوراً حاضر خدمت ہوکر صورت حال سے آپ کو آگاہ کیا اور عرض کی: ''حضور اس وقت سفر کرنا مناسب نہیں ہے، ہم ان متشدد افراد کو سمجھا بجھا کر کچھ نرم کرلیتے ہیں اس کے بعد آپ سفر کریں تو بہتر ہوگا، ہم لوگوں سے یہ ہرگز برداشت نہیں ہوسکے گا کہ ہماری موجودگی میں آپ پر کسی طرح کی کوئی آنچ آئے، ہم لوگ اپنی جانیں گنوا دیں گے لیکن آپ پر ذرہ برابر آنچ نہیں آنے دیں گے''۔ مولانا شمشاد اشرفی کے ان جملوں کو سن کر آپ نے پر جلال انداز میں فرمایا: ''مولوی شمشاد تو کیسا اشرفی ہے، تیرے باپ دادا اشرفی ہیں، نسلوں سے تو اشرفی ہے تو نے ہمیں صحیح سے پہچانا نہیں، ہم جب گھر سے نکلتے ہیں تو جان کو ہتھیلی پر لے کر چلتے ہیں، موت سے ہم ہرگز نہیں ڈرتے، آج تک فقیر کے راستے کو کوئی طاقت روک نہیں سکی۔

یہ فرماتے ہوئے ایمان کی حرارت کے اثر سے بغیر کسی کا سہارا لیے ہوئے آپ اُٹھ کر کھڑے ہوگئے، تیز قدموں کے ساتھ باہر نکلے اور کار میں آکر بیٹھ گئے، اپنے ساتھیوں کو بٹھایا اور ضرب ''اِلا اللہ'' لگایا، اس ضرب الا اللہ کا اثر تمام مسلمانوں کے دلوں پر ہونے لگا اور ہر شخص خوف وہراس کے اس ماحول میں ذکر الٰہی میں لگ گیا، آپ نے ڈرائیور کو گاڑی چلانے کا حکم دیا، نعرۂ تکبیر ونعرۂ رسالت کی صدائیں بلند کرتے ہوئے معتقدین نے گاڑی کو جھرمٹ میں لے لیا، گاڑی آگے بڑھتی رہی اور لوگ لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے ہوئے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ لیکن کسی میں مجال نہیں تھی کہ حق کا مقابلہ کرنے کیلئے آگے بڑھے، یہاں تک کہ ایک مقام پر آپ نے سارے شیدائیوں کو اکٹھا کر کے ان کے حق میں دعا فرمائی اور ان سے رخصت ہوکر

کھنڈوہ اسٹیشن پہنچے،''پشپک'' ٹرین کا ٹکٹ تھا،ٹرین کسی وجہ سے تاخیر سے آنے والی تھی،مولانا شمشاداشرفی نے اسٹیشن کے کنارے آپ کا بستر لگایا اور آپ کچھ دیر کے لئے بستر پر لیٹ گئے۔

اتنے میں مولانا شمشاد کی نظر over bridge پر پڑی اور وہ چیخ پڑے، حضور! غضب ہوگیا،حضور! غضب ہوگیا،دشمن تعاقب میں یہاں تک آگئے ہیں، آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں، مجھے پکڑ کر بیٹھادو،مولانا شمشاداشرفی نے سہارادیا،آپ اٹھ کر چہار زانو ہو کر بیٹھ گئے اور اپنے عصائے مبارک کو زانو پر رکھ کر مضبوطی سے اسے پکڑ لیا،آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا،آنکھیں سرخ ہوگئیں،ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آگ کے شعلے نکل پڑیں گے۔تعاقب میں آنے والے جب قریب آئے تو زمین پر لیٹ گئے،اپنے اپنے ہاتھوں کو آپ کی طرف پھیلا دیے اور کچھ دیر اسی حالت میں رہے، پھر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے: مہاراج! ہمیں اور ہمارے بچوں کو چھما کردیں۔آپ نے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے بڑے نرم لہجہ میں ارشاد فرمایا:''تم لوگ کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور کیسی چھما چاہتے ہو؟ آنے والوں نے عرض کیا: ہم لوگ بڑوانی کے رہنے والے ہیں ،ہمارے بچوں نے آپ کے خلاف جو سازش کی تھی اس کی سزا وہ پا رہے ہیں،آپ کے آنے کے بعد سے اب تک وہ جس حال میں تھے اسی حال میں ہیں،نہ بولتے ہیں نہ چلتے ہیں،نہ اٹھتے ہیں نہ بیٹھتے ہیں،مورت کی طرح اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے ہیں اگر آپ چھما نہیں کریں گے تو ہمارے گھر برباد ہو جائیں گے،ہماری نسلیں ختم ہو جائیں گی۔

آنے والوں کا اتنا کہنا تھا کہ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:''گھبراؤ نہیں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا،پانی لاؤ'' پانی کی چند بوتلیں حاضر کی گئیں،آپ نے سب میں دم کیا اور ارشاد فرمایا:''ان بوتلوں کو لے جاؤ،اِن کا پانی اُن پر چھڑک دینا اور پلا

دینا،سب ٹھیک ہو جائیں گے''۔تسلی کے ان چند جملوں سے لوگوں کو کچھ سکون ملا، واپس ہوئے،دم کیا ہوا پانی ان پر چھڑکا تو سبھی ہوش میں آگئے اور پلایا تو دل کی دنیا بدل گئی،جس نے بھی پیا کلمہ طیبہ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا ضرب لگانے لگا،بے قراری اور بے چینی اتنی بڑھ گئی کہ ابھی چند ایام بھی نہیں گزرے تھے کہ اجمیر معلیٰ ''بیت النور'' (جو خانوادۂ اشرفیہ کے قیام کی جگہ ہے) میں وہ دیوانے کثیر تعداد میں حاضر خدمت ہوئے اور آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہو کر مشرف بہ اسلام ہوگئے۔

اللہ عزوجل کا احسان اور حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کا فیضان ہے کہ جس شہر میں مسلمان غیر مسلموں کے خوف سے اذانیں بغیر لاؤڈ اسپیکر کے مسجد کے اندر دیا کرتے تھے،حضور اشرف الاولیا کی مؤثر دعوت وتبلیغ اور مجاہدانہ کردار کی بدولت آج اسی شہر بڑوانی میں دین وسنیت کی تبلیغ اور نشر واشاعت بہتر طریقے سے علما ومشائخ کرام کے ذریعہ سے ہو رہی ہے۔مساجد میں اذانیں با آواز بلند لاؤڈ اسپیکر سے دی جا رہی ہیں،اعلانیہ جلسے جلوس کی محفلیں منعقد ہو رہی ہیں، اہل سنت وجماعت کے فلک شگاف نعرے بلند ہو رہے ہیں اور مذہب اسلام کی چہل پہل نظر آ رہی ہے۔

بھوٹان میں تقریر کا اثر اور غیر مسلموں کا قبول اسلام

۱۹۸۶ء کی بات ہے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ جئے گاؤں بھوٹان تشریف لے گئے۔ آپ کا ایک مرید روتا بلکتا ہوا آپ کے پاس حاضر ہوا عرض کیا: ''حضور! میرے بیٹے کی جوتے کی دوکان ہے کل شام کو ایک داروغہ خریدار آیا بات ہی بات میں اس کی میرے بیٹے سے جھڑپ ہوگئی، پھر وہ واپس گیا اور کچھ پولیس والوں کو ہمراہ لے کر دوبارہ آیا اور میرے بیٹے پر چوری کا الزام لگا کر اسے گرفتار کر لیا، آپ ذرا چلیں اور نظر کرم فرمائیں، ورنہ ہم لوگ تباہ ہو جائیں گے،داروغہ سے

لڑنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے‘‘۔آپ نے فرمایا:’’گھبراؤ نہیں بہت جلد تمہارا بیٹا واپس آئے گا‘‘ بھوٹان کی راجدھانی تھیمپو کا جج آپ کا فیض یافتہ اور معتقد تھا،آپ نے اس سے فوراً رابطہ کیا،صورت حال کی اطلاع دے کر مقدمہ تھیمپو منتقل کرنے کی خواہش ظاہر کی،اس نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور مقدمہ تھیمپو منتقل کرلیا،جج اور حضور اشرف الاولیا دونوں کی مشترکہ کوشش سے اس مقدمہ میں اس شخص کو کامیابی ملی اور اس کا بیٹا جیل سے رہا ہوگیا۔

ان دنوں بھوٹان کی سرزمین پر علی الاعلان مذہبی پروگرام کرنے پر پابندی عائد تھی،آپ اسی جج سے ایک جلسہ کرنے کی اجازت طلب کی،اس نے اپنی کوشش سے آپ کو جلسہ کرنے کا سرکاری permission دلوادیا۔

آپ کی صدارت وسرپرستی میں باضابطہ جلسۂ عید میلادالنبی ﷺ کا اہتمام کیا گیا،اور شہر جیئے گاؤں واطراف ومضافات میں اس کا اعلان عام ہوا،تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والوں کو اس میں شرکت کی دعوت دی گئی،کثیر تعداد میں مسلمانوں نے اس جلسے میں شرکت کی،نیز کچھ اہل ہنود بھی اسلامی تعلیمات کو تفریح اور مذاق بنانے کی نیت سے اس جلسے میں شامل ہوئے۔

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی نگاہ بصیرت سے جلسہ کے سامعین کی کیفیت کو محسوس کیا،’’ان الدین عند اللہ الاسلام ‘‘کو اپنی تقریر کا موضوع سخن بنایا اور مذہب اسلام کی حقانیت کو دلائل وبراہین کی روشنی میں اس طرح مؤثر انداز میں بیان فرمایا کہ سامعین کے دلوں میں آپ کی باتیں اترتی چلی گئیں حق و باطل کا فرق ان پر اچھی طرح ظاہر ہوگیا،آپ کی نگاہ کیمیا اثر نے ان کے دلوں کی دنیا بدل ڈالی اور دیکھتے ہی دیکھتے کثیر تعداد میں غیر مسلموں نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا،ان میں وہ داروغہ بھی شامل تھا جس نے چند روز قبل چوری

کے الزام میں آپ کے مرید کے بیٹے کو گرفتار کیا تھا۔اس کے بعد بھی بے شمار اہل ہنود نے کلمہ توحید کا جام پیا اور آپ کے دست اقدس پر شرف بیعت سے ہمکنار ہوئے۔

بھوٹان کی سرزمین پر مذہب اسلام کے نام پر باضابطہ طور پر علی الاعلان یہ سب سے پہلا مذہبی پروگرام اور دینی جلسہ تھا،بھوٹان کے مسلمان آج بھی گواہ ہیں کہ اس سرزمین پر دین اسلام کو جو فروغ ملا اور مسلک اہل سنت وجماعت کا جو بھی کام ہو رہا ہے یہ سب کچھ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی محنت وکاوش کا نتیجہ ہے۔

بھوٹان کے کونے کونے تک پہنچ کر چائے بگانوں میں گھوم گھوم کر اپنی سیرت وکردار اور رفتار وگفتار سے انگنت بھٹکے ہوئے لوگوں کو آپ نے متاثر کیا اور وہ مذہب حق کے دامن میں آگئے۔وعظ ونصیحت اور اپنی تقریروں کے ذریعے دین متین کی بیش بہا خدمات انجام دیں،مذہب اسلام کی خوب خوب اشاعت کی،مساجد ومدارس اور خانقاہیں قائم فرمائیں۔

تبحر علمی

پیر ہونے کے لیے ایک بنیادی شرط احکام شرعیہ کا علم ہونا اور اس کے مطابق عمل کرنا ہے،غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

شیخ کو شریعت،فرائض،سنن،نوافل اور محرمات وممنوعات کا عالم ہونا چاہئے تاکہ حلال وحرام،فرض وسنت ونوافل میں فرق کرسکے۔(لطائف اشرفی اردو ج اول ص ۲۰۴ مطبوعہ کراچی)

پیر بننے کے لیے احکام شرعیہ کا عالم ہونا اس لیے شرط قرار دیا گیا ہے کہ راہ سلوک میں علم شریعت کو کلیدی حیثیت حاصل ہے،اگر کوئی شخص علم شریعت کو حاصل

کئے بغیر طریقت میں قدم رکھے گا تو گمراہ ہو جائے گا۔ چنانچہ علامہ ملا علی قاری قدس سرہ ،امام مالک اور ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہما کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لذا قال الامام مالك من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم يتفقه فقد تزندق ومن جمع بينهما فقد تحقق .وقال أبو طالب المكي هما علمان أصليان لايستغنى أحدهما من الأخر بمنزلة الاسلام والايمان كل منهما مرتبط بالاخر كالجسم والقلب لاينفك أحد عن صاحبه۔

(مرقات المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ج۱،ص۳۳۵)

ترجمہ: امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: جس نے احکام فقہیہ کو سیکھا اور علم تصوف نہیں سیکھا وہ فاسق ہو گیا اور جس نے علم تصوف کو سیکھا اور احکام فقہیہ سے نابلد رہا وہ بے دین ہو گیا اور جس نے دونوں کو سیکھا وہ حقیقت تک پہنچا۔ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: علم شریعت وعلم طریقت دونوں بنیادی علم ہیں کہ دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں، جیسا کہ اسلام اور ایمان میں سے ہر ایک دوسرے سے مرتبط ہے جیسا کہ جسم ودل میں سے کوئی دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتا ہے۔

مذکورہ بالا ارشادات کی روشنی میں جب ہم حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ شریعت وطریقت دونوں کے جید عالم اور عامل تھے۔ خداداد ذہانت وفطانت کی بدولت آپ کو مروجہ تمام علوم وفنون میں کمال مہارت حاصل تھی، قرآن وحدیث اور فقہی جزئیات پر آپ کی گہری نظر تھی علوم حدیث اصول حدیث ،فقہ اور اصول فقہ میں کمال دسترس رکھتے تھے۔ فن نحو وصرف اور منطق و بلاغت میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے، علم کلام کے جزئیات آپ کو مستحضر تھے، عربی زبان وادب سے آپ کو گونا گوں دلچسپی تھی۔

علما سے جب آپ ملتے تو اکثر عربی زبان میں گفتگو کرتے ،عرب ممالک کا جب بھی دورہ ہوتا تو وہاں اکثر عربی لوگوں سے عربی زبان ہی میں کلام فرماتے ،کلام میں روانی اس قدر ہوتی کہ سننے والے دنگ رہ جاتے، جب آپ علمائے کرام سے ملتے اور علمی گفتگو فرماتے تو آپ کی علمی گفتگو سے علما متأثر ہو جاتے اور ایک شیخ طریقت ہونے کی حیثیت سے تبلیغی مصروفیات اور مطالعہ کے لیے عدیم الفرصتی کے باوجود آپ کی علمی مہارت واستحضار پر حیرت زدہ ہو جاتے۔ آپ کے تبحر علمی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۴۸ء میں جب آپ پاکستان تشریف لے گئے تو ریڈیو پاکستان سے آپ نے مسلسل چھ ماہ تک تفسیر قرآن بیان فرمائی جسے ہر طرف سے داد وتحسین سے نوازا گیا۔

آپ دینی درسگاہوں کے تعلق سے بلند خیال اور آفاقی فکر ونظر رکھتے تھے۔ علما ومدرسین اور اداروں کے ذمہ داروں سے ملتے تو عصری تقاضوں کے پیش نظر دینی علوم وفنون کے ساتھ ساتھ طلبہ کو عصری علوم وفنون سے بھی آراستہ کرنے کی انہیں تاکید فرماتے، آپ کے علمی مقام کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کو عالم اسلام کی عظیم مرکزی درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں تدریسی خدمات انجام دینے کا شرف حاصل ہے، آپ کے تبحر علمی پر وہ مناظرے اور مباحثے بھی شاہد ہیں جو آپ نے ملک کے مختلف حصوں میں بحیثیت مناظر یا معاون مناظر اہل باطل سے کئے، تمام مناظروں کا ریکارڈ نہیں مل سکا، جن مناظروں کے بارے میں معلومات فراہم ہو سکیں ان مناظروں کے تعلق سے چند اہم باتیں ہدیۂ ناظرین ہیں۔

کٹیہار کا مناظرہ

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ سمری بختیار پور سہرسہ سے پنڈوہ شریف

تشریف لے جارہے تھے راستے میں ایک شب کے لیے آپ کا قیام 'سکرونا' ضلع کٹیہار میں تھا۔سکرونا اوراس کے آس پاس کی چند بستیوں میں بد مذہبیت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی ،غیر مقلدین اور دیابنہ کی کثرت تھی ،حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے تبلیغی دوروں کا اہم مقصد احقاق حق اور ابطال باطل تھا، اس لیے آپ اکثر ایسی جگہوں پر تشریف لے جاتے اور مسلک اہلسنت وجماعت کی حقانیت اوراس کی نشرو اشاعت میں حتی المقدور کوشش فرماتے۔

حسب معمول آپ سکرونا پہنچے ،مغرب کا وقت ہوا، اذان ہوئی ،مسجد وہابی کی تھی اورامام بھی وہابی تھا آپ نے اپنے معتقدین کو لے کر کھلیان میں نماز ادا کی ، جب نمازی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلے اورآپ کو باہر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا تو ایک وہابی مولوی نے آپ سے بلند آواز میں کہا: مسجد نہیں دکھ رہی ہے کیا؟ آپ نے فرمایا: ''تمہارے مذہب میں گنبد ومینار کا نام مسجد ہے ،لیکن ہمارے مذہب میں مسجد سجدہ کرنے کی وہ جگہ ہے جس کا واقف مؤمن یا مؤمنہ ہو، اور رہی بات باجماعت نماز پڑھنے کی تو نماز صحیح ہونے کے لیے بنیادی شرط امام کا مسلمان ہونا ہے'' اس نے کہا: کیا ہم لوگ مسلمان نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر مسلمان ہو تو اپنا ایمان ثابت کرو۔ یہ سن کر اس نے مناظرہ کا چیلنج کیا، آپ نے چیلنج قبول کرلیا، دن اور تاریخ کا تعین ہوا،اس نے اپنے ہمنواؤں درجنوں ایسے مولویوں کو مدعو کیا جو اس فن میں مہارت رکھتے تھے،آپ نے آس پاس کے چند عالموں کو دعوت دی اور مناظرہ شروع کیا، وہابی مناظر نے اپنا ایمان ثابت کرنے کی ایڑی چوٹی کی کوشش کی لیکن آپ نے اس کی ہر دلیل کی قرآنی آیات اور احادیث کریمہ کے ذریعے رد فرماتے رہے، جب وہ اپنا ایمان ثابت نہ کرسکا تو مبہوت ہو کر رہ گیا، اپنی شکست تسلیم کیا اور آپ کو فتح مبین حاصل ہوئی ،اسی دن درجنوں غیر مقلدین نے آپ کے سامنے توبہ

کی اور مذہب اہل سنت وجماعت کی حقانیت کے معترف ہوئے ،جن میں عوام کے ساتھ ان کے علما بھی شامل تھے۔

دارجلنگ کا مناظرہ

ضلع دارجلنگ کے چٹ ہاٹ علاقہ میں حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کا اکثر دعوتی وتبلیغی دورہ ہوتا،آپ اپنی تقریر اور مجلسی گفتگو میں دیابنہ کے عقائد باطلہ، خیالات فاسدہ، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں ان کی کھلی ہوئی گستاخیوں کو بیان کرتے ،ان کی کفری عبارتوں کو پڑھ کر سناتے اور مسلمانوں کو ان سے ہوشیار اور باخبر رہنے کی تاکید فرماتے، جب وہاں کے دیوبندیوں کو پتہ چلا کہ یہ پیر صاحب تو ہمیں بے نقاب کرنے اوراپنے مذہب کی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں، اگر اسی طرح ان کی آمد ورفت اور تبلیغ جاری رہی تو ہماری حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی اور ہماری دعوت وتبلیغ کا سلسلہ بند ہوجائے گا، اسی خیال سے کچھ دیابنہ نے باہم مشورہ کیا، آپ سے ملاقات کی اور کہا: اگر ہم لوگ غلط راہ پر ہیں تو مناظرہ رکھتے ہیں ،ہمارے علمائے کرام آئیں گے ان سے مناظرہ کرکے آپ کو ہمارے عقائد کی خرابیاں ثابت کرنی ہوگی اوراس مناظرہ میں جس کی جیت ہوگی اسی کو حق پر سمجھا جائے گا، آپ نے چیلنج مناظرہ قبول کیا اور فرمایا: ''حق حق ہے، باطل باطل ہے''۔

دیوبندیوں نے اپنے مسلک کے کثیر مولویوں کو مدعو کیا، تاریخ اور دن مقرر کیا گیا اور آپ نے مناظرہ کے عناوین کا انتخاب فرمایا، مقررہ تاریخ پر مناظرہ شروع ہوا، عناوین کے تحت آپ نے ''صراط مستقیم''، ''براہین قاطعہ''، ''تحذیر الناس'' اور ''حفظ الایمان'' وغیرہ کی کفری عبارتیں پڑھ پڑھ کر سنائی، اوران عقائد کے ماننے اور صحیح جاننے والوں کا کفر ثابت کرتے ہوئے ان کفری عبارتوں کا ان سے جواب

طلب کیا، دیوبندی مناظر نے ان کفری عبارتوں کی بے جا تاویلیں کیں لیکن آپ نے ان بے بنیاد تاویلوں کا قرآن وحدیث اور اقوال مفسرین ومحدثین کی روشنی میں اس طرح رد بلیغ فرمایا کہ اس سے دوبارہ اور جواب نہیں بن پڑا اور مبہوت ہوگیا، جب دیوبندیوں کو اپنی شکست نظر آنے لگی تو مناظرہ دوسرے دن کے لیے ملتوی کردیا، دوسرے دن صبح ہوتے ہی دیوبندی مناظر اور اس کے سب ساتھی فرار ہوگئے۔

آپ مناظرہ گاہ تشریف لے گئے، اسٹیج خالی پایا تھوڑی دیر انتظار کیا لیکن دیوبندیوں کی طرف سے کوئی بھی آدمی نہیں آیا۔ آپ نے سنیوں کے ساتھ وہیں جشن فتح منایا، نعرہائے تکبیر ورسالت اور مسلک اہلسنت وجماعت کی حق وصداقت کے فلک شگاف نعرے بلند ہوئے، مسلک اہل سنت وجماعت کی جیت اور اس کی حقانیت کا پرچم لہراتے ہوئے طوفان ڈانگی میں ''مدرسہ اشرفیہ اصلاح المسلمین'' کے نام سے ایک مدرسہ کی آپ نے بنیاد رکھی آج وہ ادارہ ایک معیاری دارالعلوم کی شکل میں قائم ہے اور اس علاقے سے دیوبندیت نیست ونابود ہوگئی ہے، ہر طرف سنیت کی چہل پہل نظر آرہی ہے اور فیضان اشرف کی نہریں جاری وساری ہیں۔

مالدہ کا مناظرہ

جب حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ مالدہ تشریف لے گئے تو شروعاتی دوروں میں پنڈوہ شریف کے بعد سب سے زیادہ آپ کا قیام کھیکر بنّا اور سٹانگا پاڑہ میں ہوتا تھا (مالدہ ضلع کی دو بستیوں کے نام، کھکھر بنّا کلیا چک سے تقریبا دو کلومیٹر دوری پر واقع ہے) یہاں کے لوگ آپ کے کافی عقیدت منداور جانثار تھے اور جو باحیات ہیں آج بھی نیازمندی کا ثبوت پیش کرتے ہیں اور آپ کے مخدومی مشن کے فروغ میں لگے رہتے ہیں۔

کھیکر بنّا میں ایک دفعہ آپ کا قیام ایک ایسے آدمی کے یہاں تھا جس کا خسر دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا تھا اور اپنے علاقے کا مشہور مولوی تھا۔ اس نے جب اپنے داماد کی زبان سے آپ کی تعریف سنی تو ملاقات کے لئے حاضر ہوا، آپ کی دینی مہارت اور علمی عبقریت کا اندازہ لگانے کے لئے آپ سے علمی گفتگو شروع کی اور کچھ پیچیدہ سوالات آپ کے سامنے رکھا، آپ نے چند لمحوں میں عربی زبان میں ان تمام سوالات کے جوابات اس طرح دیے کہ وہ آپ کی علمی مہارت اور عربی زبان سے واقفیت پر انگشت بدنداں رہ گیا لیکن پھر بھی اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہا اور اپنی ندامت وپشیمانی پر پردہ ڈالنے نیز اپنی انا کو ثابت کرنے کے لیے ''اِن اللہ علی العرش استوی'' آیت کریمہ کی تلاوت کی اور کہا: ''ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ اوپر ہے''، آپ نے اس کی طرف غضب ناک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے فرمایا: ''مولوی فیض الدین سن لے تیرا خدا اوپر ہوسکتا ہے ہمارا خدا تو جگہ ومکان سے پاک ہے مگر اس کا جلوہ اور قدرت ہر جگہ ہے اور وہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے''۔ پھر آپ نے اپنے دعویٰ کو قرآن کریم کی آیت کریمہ ''أینما تولوا فثم وجہ اللہ'' اور متعدد آیات اور احادیث مبارکہ سے ثابت کیا وہ دلائل کی بہتات دیکھ کر ساکت ہوکر رہ گیا۔

اس کے باوجود وہ اپنے غلط عقائد سے تائب نہیں ہوا لیکن اس کی سگی بیٹی نے اسی وقت اسے یہ کہتے ہوئے اپنے گھر سے باہر نکال دیا کہ: ''جس کا عقیدہ صحیح نہ ہو وہ صحیح العقیدہ کا باپ کہلانے کا مستحق نہیں ہے''۔

غیث باڑی کا مناظرہ

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ ضلع مالدہ کی ایک بستی غیث باڑی تشریف

لے گئے، یہاں کے غیر مقلدین سے بھی آپ کا مناظرہ ہوا جس میں ان کو شکست فاش نصیب ہوئی اور آپ کو کامیابی ملی اس کے بعد آپ نے وہاں کا مسلسل دورہ کیا اور وہابیت ودیوبندیت کی اپنی تقریروں کے ذریعہ بیخ کنی کرتے رہے، یہاں تک کہ بدمذہبیت کا اس بستی سے مکمل خاتمہ ہوگیا۔

یہ مناظرہ کب اور کس کے ساتھ ہوا افسوس کہ ہمیں اس کی تفصیل نہیں مل سکی۔

بجنور کا مناظرہ

۱۹۶۱ء کی بات ہے گانگونگلہ بجنور میں حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے مسلسل تبلیغی دوروں کی بدولت اہلسنت وجماعت کا بول بالا ہونے لگا اور دیوبندیت کمزور ہونے لگی کچھ دیوبندی مولویوں آپ کے بڑھتے ہوئے قدم میں قدغن لگانے کے لئے آپ کی راہِ دعوت وتبلیغ میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوششیں کرنے لگے جس کی وجہ سے ان سے آپ کی جھڑپ ہوگئی نتیجہ یہ ہوا کہ مناظرہ کی نوبت آگئی، مناظر اہل سنت حضرت علامہ محمد حسین سنبھلی علیہ الرحمہ کو آپ نے مدعو کیا، آپ بحیثیت معاون مناظر رہے، مناظرہ ہوا، اس مناظرہ میں بھی دیوبندیوں کی شکست ہوئی اور وہ ذلیل وخوار ہوئے۔

دیوبندیوں کی سازش اور محدث اعظم ہند کی کرامت:

جشن فتح کے لیے حضور محدث اعظم علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں جلسہ کا انعقاد کیا گیا، دیوبندیوں نے اپنی شکست وذلت کا بدلہ لینے کے لیے کرسی خطابت جو لوہے کی تھی اس میں خفیہ طریقے سے کرنٹ فٹ کر دیا، حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ جب تقریر کے لیے رونق اسٹیج ہوئے اور کرسی خطابت پر جلوہ بار ہوئے تو آپ نے اپنی نگاہ ولایت سے ان کی اس سازش کو محسوس کرلیا، بجلی کے اس تار کو اپنے ہاتھ

میں لیا اور آیت کریمہ ”ولا تموتن الا وانتم مسلمون“ (سورہ آل عمران آیت ۱۰۲) کو اپنی تقریر کا موضوع بنایا، تقریر بھی ہوتی رہی اور تار بھی پکڑے رہے پھر کچھ دیر کے بعد اس تار کو ہاتھ سے زمین پر پھینک دیا، تار ایک نوجوان کے جسم سے لگا اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

تار جس کو لگا یہ وہی دیوبندیت زدہ شریر نوجوان تھا جس نے کرسی میں تار لگایا تھا، گھر والوں کو خبر ہوئی تو دوڑتے ہوئے آئے اور آپ سے بڑی منت وسماجت کرنے لگے، آپ نے فرمایا: ”غوث کا نعرہ بلند کروان شاء اللہ حیات ہوگی“، سامعین نے غوث کا فلک شگاف نعرہ بلند کیا، مرنے والا نوجوان اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور سب کے ساتھ وہ بھی غوث کا نعرہ بلند کرنے لگا۔

جب حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ بجنور سے کچھوچھہ شریف واپس ہوئے تو اس واقعہ کا اپنے والد گرامی حضور تاج الاصفیا سید مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمہ سے ذکر کیا، والد گرامی اشک بار ہوگئے اور فرمایا محدث اب جانے والے ہیں۔ اس واقعہ کے چھ مہینے بعد حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کا وصال ہوگیا۔

مذکورہ تمام مناظروں سے متعلق جو حالات وواقعات بیان ہوئے ان سب کی مختصر تاریخ اور روداد کا علم جانشین اشرف الاولیا حضور علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ النورانی کے توسط سے راقم السطور کو ہوا جو کہ ابھی بھی کافی تفصیل کے متقاضی ہیں افسوس کہ ریکارڈ کا مکمل اہتمام نہیں ہونے کی وجہ سے ان مناظروں کی روداد صرف زبانی روایتوں پر ہی منحصر ہوکر رہ گئی یہ بہت افسوس کی بات ہے، کاش کہ اگر ان سب کا مکمل رکارڈ اس وقت موجود ہوتا تو باب مناظرہ میں ایک بہت بڑا ذخیرہ ثابت ہوتا اور حضور اشرف الاولیا کی سوانح حیات میں ایک عظیم سرمایہ بھی۔

ان کے علاوہ بھی آپ نے ہند وبیرون ہند میں بہت سے مناظرے و مباحثے اہل باطل سے کئے جن علمائے کرام نے آپ کومناظرہ کرتے دیکھا ہے ان کا بیان ہے کہ فن مناظرہ میں آپ کو کافی دسترس وکمال حاصل تھا، اس فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے، مناظرہ میں جگہ جگہ عربی زبان میں مدمقابل سے آپ مخاطب ہوتے جس سے اس پر ہیبت طاری ہو جاتی اور خوف زدہ ہوکر بڑی مشکلوں سے آپ کے سوالات کا وہ جواب دے پاتا، چہرے پر وہ رعب ودبدبہ اور جلال تھا کہ دیکھتے ہی مدمقابل میں کپکپی سی طاری ہو جاتی اور زبان لڑکھڑانے لگتی، آنکھ سے آنکھ ملا کر بات کرنے کی اس میں جرأت نہ ہوتی تھی۔

محاسن وکمالات

اولیائے عظام اور صوفیائے کرام کے اخلاق وکردار مشکوۃ نبوت کے انوار سے فیض یاب اور درخشاں ہوتے ہیں ان حضرات کے اخلاق اس ذات گرامی ﷺ کے پرتو ہوا کرتے ہیں جن کے متعلق قرآن پاک شہادت دیتا ہے ''وانك لعلی خلق عظیم'' چنانچہ عبادات وفضائل اعمال کے علاوہ خداوند قدوس نے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کو بھی عدل وانصاف، عفو وحلم، جود وسخاوت، مروت وشرافت، صبر واستقامت، قناعت وتوکل، حقوق العباد کی رعایت اور اطاعت والدین، شرم و حیا اور روحانی قوت کی پردہ داری، شجاعت وبہادری، مہمان نوازی وعلما نوازی، خورد نوازی وغربا پروری، ایفائے عہد وحسن معاملہ، نرم گوئی وخوش روئی، سادگی وبے تکلفی، تواضع وانکساری جیسے صفات جمیلہ اور اوصاف حمیدہ سے خوب خوب آراستہ فرمایا تھا۔ ذیل میں آپ کے محاسن اخلاق اور اوصاف وکمالات کے کچھ نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

تصلب فی الدین

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے اندر رنگ ونسل، علم وفضل، شرف وبزرگی اور زبان وبیان کا کوئی تعصب وتکبر نہیں تھا، دینی تصلب جو ایمان کا لازمی حصہ اور شان مؤمن ہے وہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، بدعقیدوں اور بارگاہ انبیا واولیا کے گستاخوں سے آپ کو حد درجہ نفرت تھی، ان سے سلام وکلام، میل جول، ان کے ساتھ نشست وبرخواست، اکل وشرب وغیرہ سے بالکل اجتناب فرماتے تھے، چاہے

وہ آپ سے کتنا ہی قریب اور عزیز کیوں نہ ہو، اگر ان میں بدعقیدگی کا شائبہ محسوس کر
تے تو ان سے بھی ملنے سے گریز کرتے، حد تو یہ ہے کہ اپنے خانوادہ میں بھی دنیاوی
تعلیم کی وجہ سے اگر کسی کے افکار ونظریات اور خیالات جماعت اہلسنت سے کچھ
الگ آپ محسوس کرتے تو پہلے ان کی اصلاح کی ہر چند کوشش فرماتے، اگر وہ راہ
راست پر آ جاتا تو ان سے اپنی نشست وبرخواست اور سلام وکلام جاری رکھتے ورنہ
ان سے بھی میل جول اور سلام وکلام سے احتراز فرماتے اور رشتہ ایمانی کو رشتہ خاندانی
پر ترجیح دیتے۔

جب مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف کی بنیا د رکھی جا رہی تھی اس وقت
اسباب ووسائل کی بڑی تنگی تھی، تعمیری کاموں کو آگے بڑھانے کے لیے دور دور تک
کوئی سبیل نظر نہیں آ رہی تھی، آپ ذہنی طور پر کافی پریشان تھے، اس وقت کچھ ایسے
لوگوں نے مالی تعاون کی پیش کش کی جو دل سے آپ کے معتقد تو تھے لیکن ان کے
عقائد درست نہیں تھے، آپ نے برجستہ اعلان فرمایا: ''فقیر کا حکم یہ ہے کہ دیوبندی،
وہابی اور کسی بھی بدعقیدہ کے تعاون سے مخدوم اشرف مشن کی دیوار کھڑی نہیں
ہوگی''۔

اپنی تقریروں اور مجلسی گفتگو میں مریدین ومتوسلین اور تمام مسلمانوں کو ہمیشہ
مسلک اہل سنت وجماعت پر سختی سے گامزن رہنے اور کسی گمراہ وگمراہ گر کے مکر وفریب
اور فتنے میں نہ آنے کی ہمیشہ آپ تاکید فرماتے رہے، اگر کسی کے عقائد میں کچھ
کمزوری محسوس کرتے تو اس کی دعوت سے اجتناب فرماتے رہے، ایسے لوگ اگر کسی
کے واسطے سے آپ کی بارگاہ میں تحفے تحائف اور نذرانے وغیرہ بھی بھیجتے تو آپ
نے یا تو قبول نہیں فرمایا، یا پھر غریبوں اور مسکینوں کے حوالے کر دیا، اور اپنے مصرف
اور دینی کاموں میں استعمال نہیں کیا، اس قسم کے کچھ لوگوں نے آپ کو دولت کی بنیاد

پر آزمانے کی بھی کوشش کی لیکن آپ ہمیشہ یہی فرماتے رہے ''مجھے میرے مخدوم نے
خوب خوب نوازا ہے، مخدوم پاک نے اپنی اولاد کو اتنا دے دیا ہے کہ آپ کی اولاد کسی
کے محتاج نہیں ہیں بلکہ وہ خود دوسروں کو دیتے اور دلواتے ہیں''۔

تقویٰ وپرہیزگاری

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ولی وہی ہوسکتا ہے جس سے حیرت انگیز
کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کوئی لاکھ متبع شریعت ہو لوگ اسے ولی تسلیم
کرنے کو تیار نہیں ہوتے حالانکہ شریعت وطریقت اور اکابر اولیا وعرفا کے نزدیک
اصل کرامت اتباع شریعت ہے، اور یہی ان کے درمیان ولایت کی شناخت اور
کرامت کی ناگزیر کسوٹی ہے۔ اگر اتباع شریعت سے گریز کرنے والا شخص پانی پر
مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھے یا آسمان کی بلندیوں میں پرواز کرتا رہے وہ ہرگز اللہ کا ولی
نہیں ہوسکتا۔

شہنشاہ ولایت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''کرامة
الولی استقامة فعله علی قانون النبی ﷺ'' ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا فعل
نبی ﷺ کے قول وقانون پر ٹھیک اترے۔ (بہجۃ الاسرار ص:۲۹)

حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ فرماتے ہیں اگر تم کسی شخص کو دیکھو جسے ایسی
کرامت دی گئی کہ ہوا پر چار زانو بیٹھ سکے تو اس سے فریب نہ کھانا جب تک کہ یہ نہ
دیکھو کہ فرض وواجب مکروہ وحرام اور محافظت حدود وآداب شریعت میں اس کا حال
کیسا ہے۔ (رسالہ قشیریہ، ص:۱۸)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اگر کوئی شخص
ہتھیلی پر سرسوں جما کر اور ہوا میں اڑ کر بھی دکھائے، اور اس کا عمل شریعت کے مطابق

نہ ہوتو وہ ہرگز اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا‘‘۔ (مکتوبات امام ربانی)

امام رازی فرماتے ہیں:’’ولی وہ ہے جو فرائض کے ذریعہ قرب الٰہی اور اطاعت الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نور جلال الٰہی میں مستغرق ہو‘‘۔ (تفسیر کبیر)

مشہور حکایت ہے کہ ایک شخص کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ کسی خدا رسیدہ صاحب کرامت بزرگ کے دست اقدس پر بیعت ہوجائے اور وہ اسی ارادہ سے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کی نشست و برخواست کا بغور جائزہ لینے لگا، جب ہفتہ عشرہ گزر گیا اور کوئی کرامت حضرت جنید بغدادی سے صادر ہوتی ہوئی نہیں دیکھی تو واپسی کے ارادہ سے خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آخری سلام ومصافحہ کرنے کے بعد چلنے لگا، ادھر روشن ضمیر پیر نے بھی اپنی نگاہ ولایت سے لوح دل پر نقش شدہ عبارت پڑھ لی، پوچھا: بیعت سے کون سی چیز مانع رہی؟ عرض کیا حضور! کوئی کرامت نہیں دیکھی، آپ نے فرمایا: تم نے شب وروز اُٹھتے بیٹھے دیکھا خلاف شریعت کوئی کام کرتا ہوا سنن ومستحبات میں سے کچھ ترک کرتا ہوا دیکھا؟ اس نے عرض کی: نہیں، آپ نے فرمایا: سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ میں شریعت مطہرہ کا پابند ہوں۔

بزرگان دین کے ان اقوال وارشادات کی روشنی میں جب ہم حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم پر یہ بات بخوبی عیاں ہوجاتی ہے کہ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی شخصیت میں ولایت کے یہ سارے اوصاف حمیدہ پائے جاتے تھے، اتباع سنت حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی زندگی کا روشن باب اور تقوی وطہارت اس کے صاف وشفاف اوراق تھے۔ تاحیات آپ اپنے مریدین ،متوسلین، معتقدین اور مسلمانوں کو سنت واتباع سنت کا درس دیتے رہے اور عملی طور

پر اپنی زندگی میں اسے خود کرکے بھی دکھاتے رہے، آپ کی زندگی نہایت پاک و صاف اور مقدس تھی، رفتار وگفتار قرآن وسنت کے مطابق تھی، ظاہر وباطن یکساں تھا، اکل حلال اور صدق مقال آپ کا شیوہ تھا، بڑوں کا ادب چھوٹوں پر شفقت، معاملات کی صفائی، خطا اور قصور کو معاف کرنا آپ کا معمول تھا، اطاعت خداوندی، اتباع سنت نبوی، فرائض وواجبات کی پابندی، ارتکاب محرمات سے اجتناب، ترکِ نفسانیت، آداب شریعت کی محافظت یہ سارے اوصاف آپ میں بدرجہ اتم موجود تھے۔

آپ زہد وورع کے اس بلند مقام پر فائز تھے کہ سخت سے سخت مشکل اور شدید بیماری میں بھی آپ کا قدم حد شرع سے باہر نہیں جاتا، نماز سے غیر معمولی شغف تھا، نہایت ہی ضعف ونقاہت کے عالم میں بھی نماز قضا نہیں ہونے دیتے بلکہ ایسی حالت میں بھی آداب وسنن کی رعایت کے ساتھ نماز ادا فرماتے، حضر میں ہوں یا سفر میں، تندرست ہوں یا بیمار، ہر حال میں نماز ادا فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ الموڑہ اترانچل تشریف لے جارہے تھے، آپ کے فرزند ارجمند وجانشین حضرت علامہ سید جلال الدین اشرفی جیلانی دام ظلہ العالی بھی آپ کے ساتھ شریک سفر تھے، آپ نے یہ چشم دید اور حیرت انگیز واقعہ راقم السطور سے بیان فرمایا:

والد صاحب الموڑہ اترانچل اپنے تبلیغی دورے میں تشریف لے جارہے تھے، میں بھی آپ کے ہمراہ تھا ہم لوگ کار پر ابھی سوار ہی ہوئے تھے کہ اچانک والد صاحب کی طبیعت سخت علیل ہوگئی، غشی پر غشی طاری ہورہی تھی، میں نے سوچا کہ سفر ملتوی کردیا جائے، پھر خیال آیا کہ لوگ وہاں منتظر ہوں گے اور واپس جانے کی صورت میں والد صاحب بھی ناراض ہوں گے اللہ پر بھروسہ کرکے سفر جاری رکھا لیکن وقت کی رفتار کے ساتھ مرض میں بھی اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ والد صاحب بیہوش

ہو گئے ،مرض میں اضافہ اور بیہوشی دیکھ کر میں بہت زیادہ پریشان تھا،لیکن میں نے دیکھا کہ ایسی نازک حالت میں بھی والد صاحب کی ایک وقت کی بھی نماز قضا نہیں ہوئی، جب نماز کا وقت ہوتا آپ اپنی آنکھوں کو کھولتے ، ہاتھ سے نماز کا اشارہ فرماتے، میں سہارا دیتا وضو بناتے بڑی مشکل سے نماز ادا فرماتے پھر آپ پر بیہوشی کی کیفیت طاری ہو جاتی ،اسی حالت میں تقریباً کئی وقت کی نمازیں آپ نے ادا فرمائیں، جب گاڑی الموڑہ پہنچی اور ہم لوگ جائے قیام پر پہنچے وہاں کے لوگوں نے آپ کی اس حالت کو دیکھ کر فوراً ڈاکٹر کے یہاں ایڈمٹ کیا، ڈاکٹر دیکھتے ہی غضبناک ہو گیا اور بگڑتے ہوئے بولا،تم لوگوں نے ان کو یہاں لانے میں بہت دیر کردی، اگر دو تین گھنٹے اور گزر جاتے تو ان کا علاج میرے بس سے باہر تھا، میں نے جب سفر کا پورا واقعہ اور نماز ادا کرنے کی کیفیت بتائی تو سن کر ڈاکٹر سمیت سبھی لوگ حیران وششدر رہ گئے، پھر قدرے علاج کے بعد آپ کی طبیعت بالکل ٹھیک ہو گئی۔

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نماز کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ نازک سے نازک تر حالات میں بھی ایک وقت کی نماز قضا نہیں ہونے دیتے، یہ تو ایک واقعہ ہے اس طرح کے درجنوں واقعات آپ کی زندگی میں ملتے ہیں جن سے آپ کی اتباع شریعت اور تقوی پرہیز گاری کا پتہ چلتا ہے۔رب کریم ہمیں ان بزرگوں کے پاکیزہ نقوش قدم پر گامزن فرما کر اپنی دنیا وآخرت سنوارنے کی توفیق بخشے۔

تواضع اورسادگی

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:”من تواضع لِلّٰہ رفعه الله فهو فی نفسه حقیر وفی أعین الناس عظیم ومن تكبر وضعه الله فهو فی أعين

الناس حقیر وفی نفسه کبیرحتی لهو اهون علیهم من کلب أو خنزیر“(مشکوٰۃ شریف ص۴۳۴فصل ثالث باب الغضب والکبر) جو شخص اللہ تعالی کے لیے تواضع کرے گا اللہ تبارک وتعالی اس کو بلند کریگا وہ خود کو حقیر سمجھے گا جبکہ وہ لوگوں کی نظروں میں عظیم ہوگا اور جو شخص تکبر کرے گا اللہ تبارک وتعالی اس کے مرتبہ کو گھٹا دے گا وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوگا لیکن وہ خود کو بڑا سمجھے گا یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں کتے یا خنزیر سے بھی زیادہ حقیر ہوگا۔

اس حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں جب ہم حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ کی پوری زندگی تواضع وانکساری کا پیکر تھی،خود بینی،خودنمائی اور خودستائی جیسے اوصاف رذیلہ سے آپ پاک وصاف اور منزہ تھے۔طرز زندگی،لباس،اکل و شرب،نشست وبرخواست،رفتار وگفتار سے عیاں ہوتا تھا کہ عجز وانکساری،تواضع و سادگی گویا آپ کی فطرت تھی،آپ کی اسی سادہ طبیعت اور آپ کا انکسار دیکھ کر بے شمار لوگوں کے قلوب بھی آپ کی طرف مائل ہوئے۔چھوٹے بڑے ہر انسان کو آپ عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے،زہد وورع کے عظیم مقام پر فائز ہونے کے باوجود ہم جیسے گناہ گاروں کی قدر ومنزلت آپ کے دل میں تھی کبھی بھی کسی شخص کو آپ نے ایسے الفاظ یا انداز سے نہیں پکارا جس سے پکارنے والے کی بڑائی اور پکارے جانے والے کی حقارت ظاہر ہو۔

نفس کشی کرتے اور ہمیشہ اللہ تعالی سے نفس امارہ کی غلامی سے بچنے کی دعا کرتے ،مریدین کے یہاں رہنے سہنے اور اٹھنے بیٹھنے میں اگر کسی طرح کی کوئی دقت اور تکلیف بھی ہوتی تو کبھی بھی حرف شکایت زبان پر نہیں لاتے،مریدین سے کھانے پینے کی کچھ فرمائش نہیں کرتے جو بھی سامنے حاضر ہوتا تناول فرما لیتے حتی کہ اگر کھانے

کی کوئی ایسی چیز بھی دسترخوان پر آجاتی جس سے آپ پرہیز فرماتے اور وہ آپ کو نا پسند ہوتی تو میزبان کی دلجوئی کے لیے اسے بھی بڑے ذوق وشوق کے ساتھ تناول فرماتے اور نفس کی مخالفت کرتے۔

تاج الاولیا حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی دام ظلہ العالی نے بنگال کے ایک سفر کا ذکر کرتے ہوئے راقم الحروف سے فرمایا:

والد صاحب کھانے کی اشیا میں بیگن کم پسند کرتے تھے، گھر میں ہم نے کبھی بھی آپ کو بیگن کھاتے ہوئے نہیں دیکھا، اگر کبھی کسی سبزی میں بیگن کی ملاوٹ ہوتی اور آپ کو پیش کیا جاتا تو اسے تناول نہیں فرماتے تھے لیکن یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں بنگال کے ایک سفر میں آپ کے ساتھ تھا، کھانے کا وقت ہوا، دستر خوان لگا، انواع واقسام کے کھانے دسترخوان پر چن دیے گئے جس میں بیگن کی سبزی بھی تھی، میں نے دل میں سوچا کہ بیگن جسے والد صاحب نہیں کھاتے ہیں آج وہ دستر خوان پر موجود ہے، لیکن آپ کی نفس کشی دیکھ کر میں انگشت بدنداں رہ گیا، آپ نے سب سے پہلے بیگن کی ترکاری اپنی پلیٹ میں رکھی، میں نے سوچا شاید میزبان کی دلجوئی کے لیے آپ نے ایسا کیا، بیگن اپنے پس ماندہ کھانے میں مریدین کے لیے چھوڑ دیں گے یا پھر مجھے دے دیں گے، میں ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آپ نے روٹی کا ایک ٹکڑا لیا اور بیگن کی سبزی کے ساتھ ملا کر سب سے پہلا نوالہ منہ میں بیگن کی سبزی کا رکھا اور اخیر تک بڑے ذوق وشوق کے ساتھ اس کو تناول فرمایا، جب کھانے سے فارغ ہوئے تو خلاف معمول اور خلاف طبع تناول فرماتے ہوئے دیکھ کر میں نے عرض کیا: ”آپ تو بیگن نہیں کھاتے ہیں، گھر میں کبھی بھی بیگن نہیں کھائے اور آج بہت ذوق سے اسے تناول فرمایا“ آپ نے فرمایا: ”بیٹا! وہ گھر کی بات تھی اور یہ باہر کی بات ہے گھر میں اپنی پسند سے کھایا جاتا ہے اور باہر میزبان کی پسند سے، نفس کی

خواہش کو نہ دیکھو، میزبان کی خواہش دیکھو، نفس کو مارو اور میزبان کی دلجوئی کرو“۔

اس واقعہ سے کوئی بھی اندازہ لگا سکتا ہے کہ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نفس کشی کی کس منزل پر فائز تھے، نفسانی خواہشات کو ترک فرما دیتے اور آداب واخلاق میں کمی نہیں آنے دیتے، اس طرح کے درجنوں واقعات آپ کی زندگی میں ملتے ہیں جن سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ نفسانی خواہشات سے اجتناب اور تواضع وسادگی، عجز وانکساری کے آپ پیکر تھے اور انتہائی سادگی کے ساتھ زندگی گزار تے تھے۔

قناعت وتوکل

قناعت وتوکل علی اللہ مومن کی شان ہے، اللہ تعالی قناعت وتوکل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور ان کو حد سے زیادہ نوازتا ہے۔

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی رگ رگ میں قناعت وتوکل بسی ہوئی تھی، کبھی بھی حصول دولت کے لیے کسی کے پیچھے نہیں بھاگے، امیر وغریب سب آپ کی نظر میں یکساں تھے، گفت وشنید، نشست وبرخواست، آمد ورفت، قبول دعوت اور اس طرح کی چیزوں میں امیر وغریب کے درمیان آپ کے یہاں کوئی فرق نہیں ہوتا تھا، اگر آپ کی بارگاہ میں کوئی دولت مند دنیا دار آتا تو ان کے استقبال کی تیاری کرتے اور نہ ہی کوئی خصوصی اہتمام فرماتے بلکہ امیر وغریب سب کے لیے ایک ہی انتظام رہتا، آپ کے مریدین میں نہ جانے کتنے دولت مند اور اپنے وقت کے رئیس اعظم بھی تھے، اگر آپ صرف اشارہ فرمادیتے تو ایک ہی اشارہ سے دولت وثروت کا انبار جمع فرمالیتے، لیکن کبھی بھی کسی سے کوئی فرمائش نہیں کی اور نہ ہی حصول دولت کی غرض سے کسی کو مرید بنایا، استغنا اور کمال بے نیازی کا عالم یہ تھا کہ جب مخدوم اشرف

مشن کی بنیاد رکھی جارہی تھی تعمیری کاموں کے لیے خطیر رقم کی ضرورت تھی اس کے لیے آپ جلسے جلوس میں تو مریدین سے عمومی طور سے تعاون کی اپیل کی لیکن کسی مرید کو خاص کر کے تعاون کے لیے نہ فرمایا جب کہ بہت سارے ایسے لوگ بھی تھے جو اس زعم وخیال میں تھے کہ اگر حضرت ہم سے خاص کر کے کہیں گے تو ہم مشن کے تعاون میں بھر پور حصہ لیں گے، لیکن آپ نے ایسے لوگوں کی اس خام خیالی کو ان کے خیال ہی تک محدود رکھا شرمندۂ تعبیر نہیں ہونے دیا اور ریا وسمعہ والے تعاون سے مشن کو محفوظ رکھا۔

فقر وفاقہ کی زندگی آپ کو زیادہ محبوب تھی ضرورت سے زیادہ اگر کبھی نذرانے اور تحفہ وتحائف آپ کے پاس پہنچ جاتے تو آپ اپنی سرپرستی میں چلنے والے دینی اداروں کے منتظمین کے حوالے کر دیتے، اپنے پاس زیادہ دولت اکٹھا کرنے کے عادی نہیں تھے، روپیے پیسوں سے ضرورت بھر تک ہی محبت تھی، اگر کبھی خالی ہاتھ ہوتے تو قناعت وتوکل سے کام لیتے لیکن کسی سے کچھ طلب نہیں کرتے، دوران سفر ایسے حالات بھی سامنے آئے کہ آپ تہی دامن اور خالی ہاتھ تھے مگر کسی مرید کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائے، ہمیشہ اللہ عزوجل کی ذات پر بھروسہ کیا اور صبر ورضا کا پیکر بن کر رہے، مریدین اکثر کہا کرتے حضور! میرے گھر میں جو کچھ ہے وہ آپ ہی کا ہے، مگر آپ ہمیشہ نظر انداز فرماتے رہے۔

تاج الاولیا حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی دام ظلہ العالی سربراہ اعلیٰ مخدوم اشرف مشن نے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے ساتھ سفر کا یہ واقعہ فقیر راقم الحروف سے بیان فرمایا:

۲۸ ر رمضان المبارک کو ''تین سکیا میل'' سے مغل سرائے سے مالدہ کے لیے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ سفر فرمارہے تھے، پیران پیر سعد اللہ پور مالدہ میں

عید الفطر کی نماز اور حضور اخی سراج آئینہ ہند رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں شرکت کے لیے آپ مالدہ تشریف لے جارہے تھے، اس سفر میں میں بھی حضور اشرف الاولیا کے ساتھ تھا، آپ روزے سے تھے، عجلت کی وجہ سے مغل سرائے میں کچھ خریدنے کا موقع نہیں ملا اکثر اسٹیشنوں پر مریدین آپ سے ملنے آتے عقیدت کے پھول اور توشے لایا کرتے لیکن اتفاق سے اس روز پٹنہ جنکشن پر مریدین کافی تعداد میں ملنے تو آئے لیکن سبھی خالی ہاتھ آئے، میں نے عرض کیا: ''حضور! افطار کے لیے کچھ بھی نہیں ہے، اسٹیشن پر گاڑی رکی ہوئی ہے کسی مرید سے فرمادیں کہ کچھ لے آئے یا اجازت دیں تو میں ہی کچھ لے آؤں، آپ نے مجھ سے فرمایا: ''اللہ پر بھروسہ رکھو'' ٹرین پٹنہ سے چلی اور جمال پور سے پہلے Flag اسٹیشن پر رکی تو رکی رہ گئی، دوپہر کا وقت تھا، شدید گرمی تھی، پیاس کی شدت سے تمام مسافر تڑپ رہے تھے، اسٹیشن سے قریب ایک کنواں تھا، پانی پینے کے لیے مسافر اس پر ٹوٹ پڑے، آپ کو بھی پیاس کی شدت تڑپا رہی تھی، بڑی مشکل سے اس بھیڑ سے میں بھی تھوڑا پانی لایا، آپ نے اسے بدن پر چھڑکا اور قدرے ٹھنڈک حاصل کی، لیکن پھر بھی روزہ ترک نہ فرمایا، ٹرین اتنی دیر رک گئی کہ افطار کا وقت ہو گیا آپ نے مجھ سے فرمایا: ''دیکھو بیگ میں کچھ ہے؟ میں نے پورا بیگ تلاش کیا لیکن کچھ نہیں ملا، عرض کیا: ''حضور! کچھ نہیں ہے'' آپ نے فرمایا: ''بیگ مجھے دو'' میں نے بیگ آگے بڑھا دیا، آپ نے بسم اللہ پڑھ کر بیگ کے ایک خانے میں اپنا داہنا ہاتھ ڈالا اور چار تازہ کھیرے نکالتے ہوئے فرمایا: ''دیکھو یہ تو ہے'' پھر آپ نے ان کو تراش کر کے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اعلان فرمایا: ''جو روزے سے ہیں وہ آجائیں'' تقریبا ۳۶ ر افراد اس ڈبے میں ایسے تھے جو روزے سے تھے لیکن ان کے پاس افطار کیلئے کچھ بھی نہ تھا، سب نے کھیرے کے ان ٹکڑوں سے افطار کیا، حیرت کی بات یہ ہے کہ ایک مہینہ سے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ گھر پر ہی تھے

،آتے وقت سامان میں نے ہی ترتیب دیا تھا، مسلسل ساتھ رہا، راستے میں کہیں پر کچھ خریدتے ہوئے بھی نہیں دیکھا، آخر کار یہ چار کھیرے کہاں سے آئے تھے؟

اس واقعہ سے جہاں حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی قناعت وتوکل کا اندازہ ہوتا ہے، وہیں اس سے آپ کی ولایت اور استقامت علی الشریعۃ وعزیمت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ سفر کی حالت میں روزہ معاف ہونے کے باوجود گرمی اور دھوپ کی شدت آپ نے برداشت کی لیکن روزہ ترک نہیں فرمایا۔

صبر واستقامت

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی زندگی میں بہت سارے نشیب وفراز آئے ، پر پیچ وادیوں سے آپ کو گذرنا پڑا ، دین کی تبلیغ اور سلسلہ اشرفیہ کی نشر واشاعت میں بہت ساری رکاوٹیں آئیں لیکن آپ نے ہمیشہ صبر وتحمل سے کام لیا، آندھیوں اور طوفانوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنے استاذ گرامی حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے اس فرمانِ عالیشان کو سامنے رکھتے ہوئے کہ ’’ہر مخالفت کا جواب کام ہے‘‘ اپنے کاموں میں مسلسل لگے رہے۔

آپ نے کسی ناگوار بات پر غیظ وغضب کے اظہار کی بجائے ہمیشہ صبر وتحمل اختیار کیا، گالیاں دینے والوں کو بھی ہدایت کی دعائیں دیتے رہے اور جب وہ بھی ملاقات کے لئے آئے تو آپ نہایت خندہ پیشانی سے ان سے ملے، ان کے اکرام و اعزاز میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور رخصت ہونے کے بعد ان کی ہدایت واصلاح کی دعا فرمائی، جس نے بھی آپ کو تکلیف پہونچائی آپ کے عفوودرگذر کو دیکھ کر آپ کا شیدائی ہوگیا اور ایسا شیدائی ہوا کہ پوری زندگی آپ کا ہوکر رہا، آپ کی محبت کے نغمے سناتا رہا اور عقیدت کے ترانے گاتا رہا، اس قسم کے درجنوں واقعات آپ کی زندگی

میں پائے جاتے ہیں۔

آپ نے اپنے مخالفین کو کبھی بھی برا بھلا نہ کہا بلکہ اگر کبھی آپ کی عقیدت و محبت میں سرشار ہوکر کچھ مریدین نے گزند پہنچانے والوں سے انتقام بھی لینا چاہا تو آپ یہی فرماتے رہے ’’چھوڑو معاف کردو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔‘‘

عفوودرگذر اور حلم وبردباری میں آپ خلق نبوی ﷺ کا پیکر تھے، آپ کو جب بھی کسی نے تکلیف پہنچائی تو صبر ورضا کا پیکر بن کر یہی فرماتے رہے ’’کربلائے معلیٰ میں دنیا ہمارے صبر کا امتحان لے چکی ہے ہمارے آبا واجداد نے خندہ پیشانی سے کامیابی حاصل کی ہے یہ تو میرے گھر کی روایات ہیں جو آج بھی ہاشمی خاندان میں جاری ہیں میرے جدامجد نے دشمنوں کو بھی دعائیں دینے کی تعلیم عفوودرگذر کا سبق دیا ہے میرے لئے یہی کافی ہے‘‘۔

شرم وحیا

حدیث شریف میں حیا کو ایمان کا ایک درجہ قرار دیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد گرامی ہے الحیاء شعبۃ من الایمان: (مشکوٰۃ شریف ج ا ص ۱۲) حیا ایمان کا ایک حصہ ہے، بلاشبہ حیا ایمان کی روشنی ہے جہاں سچا ایمان ہوگا وہاں حیا ضرور ہوگی۔

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ بھی اپنی پوری زندگی میں شرم وحیا کا مجسمہ بن کر رہے، آپ کی عادت کریمہ تھی کہ جب کوئی آپ کی تعریف کرتا تو آپ شرما جاتے، اگر کوئی آپ کی تعریف کا قصیدہ پڑھتا تو شرم سے آپ کی حالت غیر ہوجاتی اور مارے شرم کے گردن جھکا لیتے، اگر کسی بے حیا کی بے حیائی پر نظر پڑتی تو فوراً اپنا رخ پھیر لیتے، استغفر اللہ کا ورد کرتے اور دل سے اس سے نفرت کرتے، خواہ کیسی ہی

ہنسی کی بات کیوں نہ ہو آپ قہقہہ لگا کر کبھی نہیں ہنستے،صرف زیرلب تبسم فرماتے اور تبسم بھی اس طرح کہ دندان مبارک نہ کھلتے تھے اس پر بھی شرم یہ تھی کہ منہ میں ہاتھ رکھ لیا کرتے تھے آنکھیں ہمیشہ نیچی رہتی تھیں،نگاہوں کی حیا کا یہ عالم تھا کہ زمین پر آنکھیں بچھائے اس طرح گذر جاتے تھے کہ دائیں بائیں والوں کو احساس بھی نہ ہوتا تھا کہ کوئی گذر رہا ہے،اگر کوئی عورت بے پردگی کے ساتھ آپ کے پاس کوئی حاجت لے کر آتی تو آپ اس پر غضبناک ہو جاتے واپس بھیج دیتے اور دوبارہ پردہ کے ساتھ آنے کا حکم دیتے،عورتوں کی بے پردگی پر اکثر آپ اظہار افسوس کرتے ہوئے فرماتے ”عورتوں کی بے پردگی کی وجہ سے معاشرے میں برائیاں زیادہ جنم لے رہی ہیں کیوں کہ بدنظری عموماً برائیوں کی پہلی سیڑھی ہوتی ہے اور اسی کی بدولت فحش کاریوں کے تمام دروازے کھلتے ہیں“ آپ کبھی بھی کسی غیر محرم عورت پر نظر نہیں ڈالتے،غیر محرم عورت سے براہ راست کلام نہیں فرماتے،حتیٰ کہ اگر دینی اور رشد وہدیت کی باتیں بھی بتانا مقصود ہوتا تو ان کے بیچ محرم کو بٹھا کر اپنی باتیں مستورات تک پہنچاتے۔

۱۹۸۸ء میں آپ دارجلنگ تشریف لے گئے،ربیع الاول شریف کا مہینہ تھا، آپ کے تشریف لے جانے پر وہاں کے مسلمان خوشیوں سے جھوم اٹھے،ذمہ داروں نے ربیع الاول شریف کی مناسبت سے جلسہ عید میلا دالنبی ﷺ کا پروگرام رکھا،آل رسول کی زبان اقدس سے رسول اللہ ﷺ کی باتیں سننے کے متمنی ہوئے،عورتوں نے بھی اپنی خواہش کا اظہار کیا،ان کا خیال رکھتے ہوئے اراکین جلسہ نے دو جگہوں پر پروگرام کا انتظام کیا،مردوں کے لئے انجمن اسلامیہ بڑی مسجد کے وسیع وعریض صحن میں اور عورتوں کے لئے ڈاکٹر ذاکر حسین بستی کے گرلس اسکول میں پروگرام رکھا گیا، مسجد کا پروگرام اختتام پذیر ہونے کے بعد آپ گرلس اسکول کے اسٹیج پر تشریف لے

گئے،خواتین اسلام اپنے اپنے چہروں کو ڈھانپ کر بانقاب بیٹھی ہوئی تھیں اس کے باوجود آپ نے اراکین جلسہ سے فرمایا ”ایک بڑے پردے کا انتظام کرو اور اسے سامنے لگا دو،حکم کی تعمیل کرتے ہوئے فوری طور پر ذمہ داروں نے اسٹیج کے سامنے ایک بڑا پردہ لگایا،پھر آپ نے پردہ کے سامنے بنچ لگوانے کا حکم دیا،اراکین جلسہ نے بینچ بھی لگا دیا،آپ نے ان بنچوں پر مردوں کو بیٹھنے کا حکم دیا اور اپنا مخاطب مردوں کو بناتے ہوئے تقریر شروع کی:اسلام اور پردہ:کے عنوان پر ایسی اثر انگیز اور دل دہلا دینے والی تقریر کی کہ وہ عورتیں جو اس سے پہلے بے پردگی اور آوارگی کے ساتھ گھومتی پھرتی نظر آ رہی تھیں دوسرے دن سے نقاب میں نظر آنے لگیں۔

اس واقعہ سے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے کمال حیا کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کس قدر پردہ کا اہتمام کر کے آپ نے سنت مصطفوی ﷺ کو امت مسلمہ کے مرد وعورت کے درمیان عام کیا ہے۔

ایفائے عہد

جس طرح حیا ایمان کا ایک حصہ ہے ویسے ہی وعدہ وفا کرنا بھی مومن کی ایک شان ہے،سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان ہے ”المومن اذا وعد وفی“ مومن کی شان یہ ہے کہ جب کسی سے کوئی وعدہ کرے تو اس کو پورا بھی کرے۔

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی زندگی سید عالم ﷺ کے اس فرمان کے مطابق تھی جب بھی کسی سے کوئی وعدہ کرتے تو ایفائے وعدہ بھی فرماتے کبھی بھی کسی دعوت کو از خود رد نہیں فرماتے،اکثر دعوت دینے والے مطمئن رہتے کہ کوئی آئے یا نہ آئے لیکن حضور اشرف الاولیا ضرور تشریف لائیں گے،موسم گرما وسرما کی شدت حرارت وبرودت میں بھی آپ اپنے وعدے کا مکمل خیال رکھتے،دیہی علاقوں میں

راستوں کی ناہمواری کی بھی پرواہ نہیں کرتے ، ماحول نرم ہو یا گرم حتی کہ قتل وخون اورغارت گری کے ماحول میں بھی آپ اپنا سفر تبلیغ ترک نہیں فرماتے ، ایسی نظیروں سے آپ کی پوری زندگی بھری پڑی ہے،اوراس کی کچھ نظیریں ماسبق میں بھی گذر چکی ہیں۔

مختصر یہ کہ پوری زندگی آپ اپنے وعدوں پر کھرے اترے اور ساتھ ہی اپنے شہزادے وجانشیں،تاج الاولیا حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی کو بھی اس کی تاکید اور ہدایت فرماتے رہے،سر دست ایک واقعہ ہدیہ قارئین ہے۔

ایک مرتبہ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی طبیعت سخت علیل تھی ،آپ سفر میں نکلنے کے قابل نہیں تھے،آپ نے اپنے نائب اور قائم مقام کی حیثیت سے اپنے فرزند حضور تاج الاولیا دامت برکاتہم العالیہ کو جو دعوت وتبلیغ میں آپ کی نیابت فرما رہے تھے تاریخ دیئے ہوئے مقامات پر رشد وہدایت کے لئے بھیجا۔حضور تاج الاولیا مدظلہ العالی ان علاقوں میں مصروف تھے اتنے میں آپ کو خبر ملی کہ حضور اشرف الاولیا کی طبیعت مزید بگڑ گئی ہے،خبر ملتے ہی آپ گھر واپس ہوئے دیکھا حالت بہت نازک ہے،حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے ایسی حالت میں بھی اپنے فرزند کو واپس دیکھ کر ارشاد فرمایا’’تم اپنے وعدے کو پورا کرنے کے لئے واپس جاؤ‘‘ حضور تاج الاولیا نے عرض کیا’’حضور! آپ کو اس حال میں چھوڑ کر میں کیسے جاؤں‘‘ آپ نے فرمایا ’’زندگی اور موت خدا کے دست قدرت میں ہے جو کام خدا اور رسول کے لئے کیا جائے وہ اس سے کہیں زیادہ اہم ہے، اللہ کے رسول کا فرمان ہے’’المومن اذا وعد وفی‘‘ پھر حضور تاج الاولیا آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اسی حال میں آپ کو چھوڑ کر اپنے تبلیغی مشن کے لئے سفر میں نکل پڑے،آپ کی طبیعت دن بدن نڈھال

ہوتی گئی اور مرض بڑھتا گیا، کچھ دنوں کے بعد آپ کے چہیتے مرید حاجی ہاشم اشرفی صاحب کے بار بار اصرار پر بغرض علاج آپ کلکتہ تشریف لے گئے،کلکتہ میں آپ کی طبیعت اور زیادہ خراب ہوگئی،آپ نے فرمایا’’اب مجھے گھر جانا ہے اب میرا علاج کوئی نہیں کر سکتا‘‘ ان جملوں سے مریدین نے اندازہ لگایا کہ اب آپ اپنی زندگی کی آخری منزل طے کر رہے ہیں،سبھوں نے اصرار کیا حضور اگر اجازت دیں تو قادری میاں کو بلا لیا جائے،آپ نے فرمایا ضرورت نہیں، وہ آجائیں گے تو دین کا کام رُک جائے گا اور مشن کا نقصان ہوگا،ان کو مشن پر لگا رہنے دو، پھر اسی دن رات کو آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے لیکن اپنے فرزندار جمند کو نہیں بلایا۔

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی زندگی کے جس پہلو کو بھی دیکھئے وہ اپنی مثال آپ تھے کون ہے وہ باپ؟ جو موت وزیست کے ایام گزار رہے ہوں اور وہ اپنے بڑے بیٹے اور جانشین کے آخری دیدار کے لیے متمنی نہ ہو،لیکن ایسے وقت میں بھی حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے اپنے بیٹے اور جانشین کو دعوت وتبلیغ کے سفر سے نہیں بلا کر خدمت خلق اور ایفائے عہد کی جو مثال پیش کی ہے وہ رہتی دنیا تک فراموش نہیں کی جا سکتی۔

حقوق العباد کی رعایت

انسان کی زندگی سے جو حقوق متعلق ہوتے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔
(۱) حقوق اللہ (۲) حقوق النفس (۳) حقوق العباد، اسلام میں حقوق العباد کی بھی بڑی اہمیت ہے، سرکار دو عالم ﷺ نے بڑی تاکید کے ساتھ اس کی ادائیگی کا حکم دیا ہے اور نہ ادا کرنے والوں کے لئے سخت سے سخت وعید اور عذاب بیان فرمایا ہے، حقوق العباد میں گرفتار ہونے والے بندوں کو اللہ تعالی بھی معاف نہیں فرماتا ہے جب تک

کے صاحب حق اس کو معاف نہ کردے۔

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ ایک خدا ترس اور متبع شریعت وطریقت بزرگ تھے، آپ کے والد ماجد اور جد امجد نے آپ کو فرائض وواجبات کی پابندی اور دروغ گوئی وکذب بیانی سے احتراز کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی رعایت کی بھی تاکید فرمائی تھی آپ نے اپنی پوری زندگی میں ان کی ادائیگی کا پورا پورا اہتمام کیا اور ساتھ ہی اپنے مریدین ومتوسلین کو بھی اس کی وصیت فرمائی، آپ اپنی تقریروں میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حقوق اللہ تو اللہ تعالی اپنی شان رحیمی وکریمی سے معاف فرما دے گا لیکن حقوق العباد کی ادائیگی نہ ہونے پر اللہ تعالی اس وقت تک معاف نہیں فرمائے گا جب تک کہ بندہ اسے معاف نہیں کردے۔

آپ کی زندگی میں حقوق العباد کی رعایت کے مختلف نمونے ملتے ہیں فی الحال جامعہ علائیہ (جو مخدوم اشرف مشن سے قبل آپ نے پنڈوہ شریف میں قائم کیا تھا) کے قیام سے متعلق ایک واقعہ ہدیۂ قارئین ہے۔

پنڈوہ شریف میں جامعہ علائیہ کے نام سے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے ایک ادارہ قائم کرنے کا اپنے مریدین سے ارادہ ظاہر کیا، شیخ کی خواہش اور مالی وسائل کی کمی محسوس کرتے ہوئے آپ کے ایک چہیتے مرید جناب حافظ سراج الحق اشرفی بلیاوی مرحوم جو مالدہ چوڑی پٹی میں سونے کا کاروبار کرتے تھے اس نے عرض کیا ”حضور میرے پاس کچھ رقم ہے اس سے کام شروع کردیں پھر جب آپ کے پاس ہو تو تھوڑا تھوڑا کرکے واپس کردیں اگر آپ ادا نہیں کر پائیں گے تو میری طرف سے کوئی مطالبہ نہیں رہے گا“ آپ نے ان کی یہ پیش کش قبول فرمائی اور دعاؤں سے نوازتے ہوئے اس دور میں ایک لاکھ کی خطیر رقم قرضۂ حسنہ کے طور پر ان سے لی اور آستانہ عالیہ سے جانب مغرب میں جامعہ علائیہ کی تعمیر فرمائی، ابھی چند ماہ بھی نہ

گذرے تھے کہ کچھ نامساعد حالات واسباب کی بنیاد پر یہ ادارہ بند ہو گیا، ادارہ تو بند ہو گیا لیکن حافظ سراج الحق اشرفی کی رقم آپ اپنی جیب خاص سے قسطوں میں ادا فرماتے رہے، جس کی آخری قسط کا دس ہزار روپیہ ۱۹۹۵ء میں آپ نے حافظ سراج الحق اشرفی کے ہاتھ میں دیا تو انہوں نے لینے سے انکار کردیا اور قدموں میں گر کر عرض کیا ”حضور سب آپ کا ہے اب شرمندہ نہ کیجئے“ اس کے باوجود بھی آپ نے وہ دس ہزار کی رقم انہیں مخدوم اشرف مشن (جو جامعہ علائیہ کے بند ہونے کے بعد ۱۹۹۳ء میں قائم ہوا) کی تعمیر وترقی میں لگانے کا مشورہ دیا لیکن اس رقم کو اپنے پاس رکھنا پسند نہ فرمایا۔

اس وقت جامعہ علائیہ کے بند ہونے کا صدمہ اور زخم آپ کے دل میں ایک طرف تھا تو دوسری طرف حافظ سراج الحق اشرفی کی ایک لاکھ کی خطیر رقم کی ادائیگی کا بوجھ، ان حالات میں اگر آپ ادا نہ بھی فرماتے تو اخلاقی اور شرعی اعتبار سے بھی آپ پر کوئی گرفت نہ ہوتی کیونکہ عدم ادائیگی کی صورت میں انہوں نے پہلے ہی سے مطالبہ ومواخذہ کی نفی کر رکھی تھی، مگر ایسے حالات میں بھی آلام ومصائب کا سامنا کرکے اس رقم کو ادا کرکے آپ نے جو حقوق العباد کی ادائیگی کی مثال پیش کی ہے وہ ہم سب کے لئے سبق آموز اور نمونہ عمل ہے۔

اطاعت والدین

اسلامی تعلیمات کی رو سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے بعد ماں باپ کا درجہ سب سے زیادہ بلند ہے، ان کا حق تمام حقوق سے زیادہ اہم اور وہ دنیا میں سب سے زیادہ اعزاز وتکریم، ادب واحترام، حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کے حقدار اور مستحق ہیں، قرآن مقدس نے پورے ادب واحترام کے ساتھ والدین کی فرما

ں برداری، اطاعت وخدمت گذاری، احسان پذیری وشکر گذاری کا اولاد کو حکم دیا ہے نیز ان کے لئے فرش راہ بنے رہنے کی تاکید کے ساتھ ساتھ ان کی کسی بھی ناگوار بات پر اف تک کہنے سے منع فرمایا ہے، حضور اقدس ﷺ نے والدین کی خوشنودی و ناراضگی پروردگار عالم کی خوشنودی ونا راضگی قرار دیا ہے اور ان کی نافرمانی کبیرہ گناہوں میں بڑا اور شرک جیسے ظلم عظیم کے ساتھ شمار کیا ہے۔

اس لحاظ سے جب ہم حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی وفا شعار زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ کی زندگی اطاعت والدین کی عکس جمیل نظر آتی ہے جس کے بے شمار شواہد آپ کی زندگی میں دیکھنے کو ملتے ہیں، سر دست ۱۹۴۷ء کا یہ واقعہ نذر قارئین ہے۔

۱۹۴۷ء میں جب تقسیم ہند و پاک ہوئی، ہندوستان کے دو حصوں میں منقسم ہونے کی وجہ سے جو افراتفری کا ماحول بنا ہوا تھا وہابیہ، دیابنہ اور قادیانی ومودودی وغیرہ اس کا خوب خوب فائدہ اٹھا رہے تھے، پاکستان کے کراچی ومضافات میں اپنے اپنے عقائد کو بڑی تیزی سے پھیلا رہے تھے، سنیت مجروح ہو رہی تھی مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا عبد المصطفیٰ ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما اور دیگر علما ومشائخ کرام ان باطل فرقوں کی دفاع کی بھرپور کوششیں کر رہے تھے، ایسے ماحول میں بغرض تبلیغ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ بھی پاکستان تشریف لے گئے تھے، اسی سال الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور سے آپ کی فراغت ہوئی تھی، اپنی نگاہ ولایت اور سیاسی بصیرت سے ان علمائے کرام سے دست وبازو ملا کر ان گمراہ فرقوں کی بھرپور کاٹ کی، مذہب اہلسنت و جماعت کو تحفظ وبقا حاصل ہوئی اور باطل فرقوں کو بوریا وبستر سمیٹنے پر مجبور کر دیا، آپ نے ان باطل فرقوں کے نظریات کو توڑنے اور ان کی طرف سے اٹھنے والے ہر فتنے کا ہمیشہ دنداں شکن اور منہ توڑ جواب دینے کے لئے کراچی شہر میں ''جامعہ

امجدیہ'' کے نام سے ایک ادارہ کی بنیاد رکھنے کا عزم مصمم کیا (جو اس وقت برصغیر پاک و ہند میں اپنی امتیازی شان وشوکت کے ساتھ مشہور ہے اور مذہب اہلسنت و جماعت کی بے بہا خدمات انجام دے رہا ہے آپ کے واپس آنے کی وجہ سے اس کی بنیاد دوسرے علمائے کرام کے ہاتھوں رکھی گئی تھی) کہ اسی دن دوپہر کو اچانک والد گرامی حضور تاج الاصفیا رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کے نام ٹیلیگرام پہونچا جس میں یہ تحریر تھا ''بیٹا تمھارے بغیر زیست محال ہے'' ٹیلیگرام ملتے ہی آپ اپنی تمام تر مصروفیات اور ذمہ داریوں کو وہاں کے ذمہ دار علمائے کرام کے حوالے کر کے بذریعہ ہوائی جہاز کلکتہ پہونچے اور وہاں سے کچھوچھہ شریف آئے، آپ کی والدہ جو بڑی عابدہ متقیہ تھیں آپ سے حد درجہ محبت فرماتی تھیں، آپ کے فراق میں روتے روتے بینائی ختم ہو چکی تھی، جب آپ حاضر خدمت ہوئے اور قدم بوس ہوئے، پیار ومحبت سے ماں کا دل بھر آیا، دست شفقت سر پر رکھا اور جدائی کے درد سے بے قرار ہو کر فرمایا ''بیٹا میری زندگی میں آج کے بعد بیرون ملک کا سفر نہیں کرنا، یہ تمہارے لیے میرا حکم اور میری طرف سے سخت تاکید ہے''۔ والدہ کی اطاعت شعاری بجالاتے ہوئے جب تک آپ کی والدہ ماجدہ باحیات رہیں آپ نے بیرون ملک کا سفر بالکل ترک کردیا ،مغربی ومشرقی پاکستان سے مسلسل دعوتیں آتی رہیں لیکن آپ معذرت کے ساتھ مسترد فرماتے رہے۔

اس واقعہ سے جہاں حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے اطاعت والدین، فرماں برداری اور وفا شعاری کا پتہ چلتا ہے وہیں اس سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کو بھی آپ سے غایت درجہ محبت تھی، یوں تو ہر ماں کو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے لیکن اس محبت وشفقت کا کیا کہنا جو چند دن بھی اپنے بیٹے کا فراق برداشت نہ کر سکے اور اس قدر روئے کہ روتے روتے بینائی چلی جائے۔

حسنِ سلوک

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی یہ عادت کریمہ تھی کہ باہر سے آنے والے مریدین کو قریب بٹھاتے اور نام بنام سب کے گھر والوں کی جدا جدا خیریت معلوم فرماتے، پوری توجہ وانہماک کے ساتھ آنے والوں کی پریشانیوں کو سماعت کرتے اور ان کی دفع کے تدابیر بتاتے ہوئے ان کے حق میں دعائیں کرتے، سننے والے حیران وششدر رہ جاتے کہ حضرت کو اتنے لوگوں کے نام کیسے یاد اور معلوم ہے اور سب کی خیریت بھی پوچھ رہے ہیں؟ آپ کی بارگاہ میں آنے والا ہر شخص اپنے آپ کو آپ سے زیادہ قریبی تصور کرتا تھا اور بڑے فخر سے بیان کرتا کہ حضرت ہمارے ہیں جبکہ آپ کی توجہ سبھوں پر برابر ہوتی تھی اور ہر شخص سے تبسم آمیز لہجہ میں مخاطب ہوتے تھے اور ان کے نام بھی برابر عزت سے لیتے تھے۔

اگر آپ کی شان میں کسی سے انجانے میں گستاخی بھی ہو جاتی تو آپ اسے نظر انداز فرماتے اور مسکرا کر بات کا رخ ہی بدل دیتے تھے جس سے اس کو کسی قسم کی شرمندگی محسوس نہیں ہوتی تھی، اگر وقتی طور پر کسی پر کچھ ناراض بھی ہوتے تو دوسری ملاقات پر اس سے اس طرح خوش ہو کر ملتے جیسے پہلے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو، پھر وہی شفقت، وہی محبت بلکہ پہلے سے بھی زیادہ فرماتے۔

آپ کا جلال بھی جمال کی شان دکھاتا تھا چنانچہ بارہا ایسا دیکھا گیا کہ جس پر جلال آیا وہ انعام واکرام کا مستحق ٹھہرا، آپ نے کسی کو غیر نہ سمجھا آپ کی مجلس میں اپنے پرائے کے الفاظ متروک تھے، سب پر اس درجہ شفقت ومحبت فرماتے تھے کہ ہر شخص فخر وناز کرتا تھا، جب ایسے لوگ آپ سے ملنے آتے جن کو آپ کے علاوہ کسی دوسرے سے شرف بیعت حاصل ہوتا تو آپ ان پر بھی اپنے مریدین کی طرح

شفقت ومحبت فرماتے اور بڑے خوش اخلاقی سے ملتے تھے، دوران گفتگو ان کے پیروں کی تعریف کرتے اور عزت افزائی کرتے ہوئے فرماتے ''ہم اور وہ ایک ہیں اور تم تو اپنے ہی ہو''۔

اپنوں کے لئے جس طرح آپ میں نرمی تھی اس سے زیادہ کہیں باطل کے لئے آپ میں شدت تھی، چہرے پر وہ رعب وجلال تھا کہ دیکھتے ہی باطل تھرا جائے، ایسی غضبناک نگاہوں سے اہل باطل کو دیکھتے کہ اس میں سر اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ ہوتی، آپ کی نگاہ پر جلال سے ان پر ہیبت طاری ہو جاتی اور الٹے قدموں اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس ہو جاتے، کسی بد مذہب میں کیا مجال تھی کہ آپ کے سامنے زبان درازی کرے سامنے آتے ہی ان کی زبانیں گنگ سی ہو کر رہ جاتیں۔

نرم گوئی

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی گفتگو :کلموا الناس علی قدر عقولھم: کے مطابق ہوتی تھی، باتیں ایسی میٹھی اور رسیلی ہوا کرتی تھیں کہ سننے والے کی خواہش ہوتی کہ آپ فرماتے رہیں اور ہم سنتے رہیں، سامعین گھنٹوں بیٹھ کر آپ کی گفتگو سماعت کرتے مگر تکان کا احساس تک نہیں ہوتا تھا، صاف ستھری اور مہذب گفتگو فرماتے، نا شائستہ اور غیر مہذب الفاظ کے استعمال سے بالکل اجتناب فرماتے، گفتگو میں کبھی دروغ بیانی کا شائبہ تک نہیں ہوتا، ظاہر وباطن یکساں تھا جو کچھ آپ کے دل میں ہوتا، وہی زبان مبارک سے بھی ادا فرماتے، اور جو کچھ زبان مبارک سے ادا فرماتے اس پر آپ کا عمل بھی ہوتا تھا، کوئی کتنا ہی عزیز ومعزز کیوں نہ ہو کبھی بھی اس کی رعایت میں کوئی بات خلاف شرع نہ زبان سے نکالتے اور نہ ہی رعایت و مصلحت کو وہاں پھٹکنے دیتے، غلط اور نا مناسب باتیں آپ کبھی بھی قبول نہیں

فرماتے۔

آپ کی باتوں میں بے شمار اسرار ورموز پوشیدہ ہوتے تھے، اشاروں ہی اشاروں میں نکتے پیدا ہوتے، گفتگو مختصر مگر جامع ہوتی تھی، آپ کے مختصر جملوں کی بڑی سے بڑی وضاحت ہوسکتی تھی، باتیں موثر اور دل پذیر ہوتی تھیں، اکثر تبسم آمیز اور رقت انگیز لب ولہجہ میں گفتگو فرماتے، امثال ونظائر کے ذریعے اپنی باتوں کی وضاحت فرماتے اور اپنے مدعا کا اس طرح انکشاف کرتے کہ اس میں کچھ بھی کمی اور تشنگی باقی نہیں رہتی، زیادہ تر علمی اور دینی گفتگو ہوتی، انبیائے کرام کے حالات، صحابۂ کرام کے واقعات، بزرگان دین اور سلف صالحین کے ارشادات وفرمودات ہی کا زیادہ تر بیان ہوتا، اکثر ایسا ہوتا کہ لوگ اپنے دل میں سوال لاتے اور سوال کے متعلق کچھ عرض کرنے سے پہلے ہی آپ اس کا جواب دے دیتے، سوال کتنا ہی مشکل ہوتا آپ مختصر جملے میں ایسا کامل اور تشفی بخش جواب عنایت فرماتے کہ سائل کو مکمل اطمینان حاصل ہوجاتا۔

غربا پروری

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ قدرت کی طرف سے ایک دردمند دل لے کر آئے تھے، ناداروں، مسکینوں، غریبوں اور خستہ حالوں پر آپ کی توجہات بہت زیادہ تھیں، اپنی زندگی کا زیادہ حصہ دیہی علاقوں میں دین متین کی تبلیغ واشاعت کے لئے آپ نے وقف فرمایا اور تشنگان علم ومعرفت کے لئے خلوص ومحبت کے کانسے سے حکمت ومعرفت کا جام جاری فرمایا، بنگال اور بہار کی سنگلاخ وادیوں میں گاؤں گاؤں، قریہ قریہ گھوم کر محتاجوں اور غریبوں کو فیضان مخدومی اور فیضان شیخ علاء الحق پنڈوی سے مالا مال کیا، اپنی بابرکت اور بافیض ذات کے ذریعے رشد وہدایت کا جام

پلا کر انہیں ایسا مالا مال کیا کہ ان کی غربت دور ہوتی ہوئی نظر آنے لگی، چند سالوں میں انھیں لوگ اہل ثروت میں جاننے لگے اور سیٹھ جی، رئیس اعظم وغیرہ القاب سے وہ مشہور ہوئے، آپ کے قدم مبارک کی برکت تھی کہ غریبوں کی غربت، مفلسوں کا افلاس، قرض داروں کا قرض محتاجوں کی احتیاج دور ہونے لگیں، آپ کی تعویذات اور روحانی عملیات کے ذریعے بے سہاروں کو سہارا ملا اور بے اولادوں کو اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا کی، جن علاقوں میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے مسلسل قحط سالی چل رہی تھی اور غریب مزدور وکسان مفلوک الحالی اور کسمپرسی کی زندگی گذار رہے تھے آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انھیں سیراب کیا اور خوشحالی آئی، جن بستیوں میں آگ لگنے کے واقعات بار بار رونما ہورہے تھے اور غریب مسلمان بے گھر وسروسامان اور نہتے ہوجاتے آپ کی دعاؤں کی برکت سے وہ لوگ آج تک آگ سے محفوظ ہیں وہ غریب مسلمان مریض جن کے پاس اتنی رقم نہیں ہوتی کہ وہ کسی بڑے اور ماہر ڈاکٹر سے اپنے امراض کا علاج کراسکیں اپنی بیماریوں کو سینے میں دبائے سسکیاں لے رہے تھے اور موت کا انتظار کررہے تھے ایسے لوگ بھی آپ کے روحانی عملیات کے ذریعے شفایاب ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں زندگی بخشی۔

یہ سب حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے ایسے اوصاف اور خوبیاں ہیں جن کی شہادت آج بھی آپ کے فیض یافتگان دے رہے ہیں اور ہر اس شخص نے محسوس کیا ہے جس کو آپ کی صحبت وقربت میں رہنے کا موقع میسر آیا ہے۔

آپ کی غربت پسندی اور غریب دوستی مشہور تھی، آپ کے مریدین کی تعداد تقریباً ساڑھے تیرہ لاکھ بتائی جاتی ہے، جن میں اکثریت غریبوں ہی کی ہے، غریبوں کی جھرمٹ میں رہنا اور ان کے درمیان دین وسنیت کا کام کرنا آپ کو زیادہ محبوب تھا، غریبوں کی حلال کمائی کی آپ بہت تعریف کرتے تھے، جب کوئی غریب آپ

کے قائم کردہ ادارہ ''مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف'' کے لئے کچھ تعاون کرتا تو آپ بہت خوش ہوتے اور ان کو ڈھیر ساری دعائیں دیتے ہوئے فرماتے کہ ''مالداروں اور سرمایہ داروں کے تعاون سے زیادہ مجھے غریبوں کے تعاون سے خوشی ہوتی ہے کہ یہ خون اور پسینے کی کمائی ہے''۔

یہی وجہ ہے کہ مخدوم اشرف مشن کی تعمیری وتعلیمی ترقی میں امیروں اور سرمایہ داروں سے کہیں زیادہ غریبوں کی قربانی شامل ہے اور ان ہی غریبوں کی نئی نسل کی تعلیم وتربیت کے لئے آپ نے بنگال جیسے پس ماندہ صوبہ میں اس ادارہ کی بنیاد بھی رکھی ہے تاکہ وہ غریب مسلمان جو اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے خواہش مند تو ہیں لیکن یوپی اور دیگر صوبوں میں بھیجنے اور ان کی تعلیم وتربیت کا مکمل انتظام کرنے کی ان میں سکت نہیں ہے وہ بھی مخدوم اشرف مشن کے سہارے اپنے بچوں کو زیور علم سے مزین کرسکیں، یہی وہ مقصد کارفرما تھا جس کی بنیاد پر آپ نے مخدوم اشرف مشن کے قیام کے لئے بنگال کا پسماندہ ضلع مالدہ کا انتخاب فرمایا ورنہ اگر آپ چاہتے تو ہندوستان کے کسی بھی بڑے شہر میں اس ادارہ کی بنیاد رکھ سکتے تھے، حالانکہ بعض مریدین نے اس کی پیش کش اور خواہش کا اظہار بھی کیا تھا لیکن آپ کی دوررس نگاہ بنگال کی تعلیمی پس ماندگی اور نئی نسل کو دیکھ رہی تھی۔

علما نوازی

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ علما نوازی اور علم دوستی میں بھی اپنی مثال آپ تھے علمائے دین کو دین اسلام کا سپاہی اور انبیائے کرام کا وارث سمجھتے تھے اس لئے ان کے اکرام وعزت کا بھرپور خیال رکھتے اور ان کی تعریف اور خاطر داری میں کوئی کمی نہیں ہونے دیتے تھے۔ علمائے کرام، مفتیان عظام اور حفاظ کرام کی خاطر میں بڑ

اجوش وخروش دکھاتے، ان کی ضروریات مہیا کرتے اور سفر خرچ تک عنایت فرماتے تھے، کوئی مولوی خواہ کیسا ہی دنیادار اور ظاہر پرست ہوتا، آپ اپنی طرف سے اس کی عزت افزائی میں کوئی کمی نہیں کرتے، علمائے کرام کی علمی خدمات کو ہمیشہ سراہتے اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے، عصر حاضر کے تقاضوں کے تحت انھیں تصنیفی اور تالیفی کاموں اور طالبان علوم نبویہ کی نئی نسلوں کو ٹکنالوجی میدان میں اتارنے کا مشورہ دیتے۔

جب آپ کی بارگاہ میں علمائے کرام حاضر ہوتے تو آپ علمی گفتگو شروع کر دیتے اور علمی گفتگو سے محفل میں علمی رنگ پیدا فرمادیتے، کلام میں علمیت اور لطیفہ سنجی اس قدر ہوتی کہ جو کوئی سنتا حیرت میں رہتا اور سمجھنے میں دقت بھی نہ ہوتی، بڑے سے بڑے علمی مسائل معمولی انداز میں اور مختصر الفاظ میں حل فرمادیتے، آپ کی باتوں کے علمی نکات سن کر علمائے کرام آپ سے متاثر ہوجاتے اور علمی استحضار پر کافی حیران رہ جاتے کہ بغیر مطالعہ کے کتنے وثوق اور اعتماد کے ساتھ دلائل وبراہین کی روشنی میں اپنے مدعا کا آپ اثبات فرمارہے ہیں، کچھ نام نہاد علما نے آپ کی علمی صلاحیت کو بھی آزمانا چاہا لیکن جب سامنے آئے آپ کی علمی جولانیت کو دیکھ کر تھرا کے رہ گئے، انھیں اپنی رسائی اور حقیقت کا اندازہ ہوا، علمی انانیت کے زعم فاسد سے باہر آئے اور دل سے آپ کے کمالات کے معترف ہوئے۔

آپ کی مجلس میں عقیدت مند مریدین، متوسلین، سرمایہ داروں اور دولت مندوں کے ساتھ اگر علمائے کرام بھی ہوتے تو آپ ان ہی کی طرف متوجہ ہوتے اور ان کو شایان شان جگہ پر بٹھا کر ان علمائے کرام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے مریدین سے فرماتے ''یہ ہمارے علمائے کرام دین وشریعت کے پاسبان ہیں ان کی قدر کیا کرو'' یہی وجہ ہے کہ آپ کے زمانے کے اکثر علمائے اہل سنت کو بھی آپ سے

کافی عقیدت ومحبت اور والہانہ لگاؤ تھا اور وہ آج بھی آپ کے مداح اور تعریف و توصیف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

مہمان نوازی

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی مہمان نوازی بھی بہت مشہور تھی، آپ کے دربار میں جو بھی پہنچتا تھا آپ بلاتفریق ہر ایک کی خاطر و مدارات اور ضیافت فرمایا کرتے تھے، مہمانوں کے اکرام واعزاز اوران کی تواضع میں لگے رہتے تھے، سب کے لئے ایک ہی دسترخوان بچھتا تھا، اپنے ہاتھوں سے چاول، دال، روٹی سبزی وغیرہ نکال کردیا کرتے تھے اوران کے ساتھ خود بھی کھانے میں شریک ہوتے تھے مہمانوں کی اس طرح خاطر کرتے کہ وہ آپ کی خاطرداری دیکھ کر شرما جاتے، ان کی سوچ وفکر سے کہیں زیادہ ان کی ضیافت فرماتے کہ جس کے لائق وہ اپنے کو نہ سمجھتا، رخصت ہونے پر زادراہ کے بارے میں بار بار پوچھتے اور سفر کا خرچ تک عنایت فرماتے تھے، دربار میں حاضری دینے والوں کا بیان ہے کہ ہم نے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی مہمان نوازی دیکھ کر مہمانوں کی ضیافت کا طریقہ سیکھا ہے۔

روحانی قوت کی پردہ داری

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے حضور اکثر دکھ درد کے مارے لوگ اپنی اپنی التجائیں لے کر حاضر ہوتے مگر آپ کی زبان مبارک سے کبھی کوئی ایسا لفظ نہیں نکلتا تھا جس سے یہ ظاہر ہو کہ آپ کی توجہ خاص سے یہ کام ہو جائے گا بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید رکھنے کی آپ تلقین فرماتے، جب بھی کوئی غم کا مارا اپنا دکھڑا بیان کر کے رحم وکرم کا طالب ہوتا تو آپ ارشاد فرماتے ''اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھو مولی تعالی کا فضل ہوگا''۔

آپ کبھی بھی کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالتے جس سے کسی کشف وکرامت اور تصرف کا اظہار ہوتا بلکہ اپنی روحانی قوت کی پردہ داری اس طرح فرماتے تھے جیسے کوئی اپنا عیب چھپاتا ہے، بڑا سے بڑا کام ایک نگاہ پر تاثیر سے ہو جاتا تھا لیکن آپ میں ایسی سادگی اور انکساری تھی کہ کبھی بھی اپنے کام کا از خود چرچا نہیں فرماتے اور مستفیض ہونے والا بھی فوری طور پر محسوس نہ کر پاتا لیکن بعد میں جب آپ کی روحانی قوت کا اس پر اثر ظاہر ہوتا تو وہ آپ کا دیوانہ ہو جاتا، اگر آپ سے کسی خارق عادت کا ظہور ہوتا، کسی پر آپ کا فیضان کرم ہوتا اور وہ آپ کے سامنے اس کا تذکرہ کرتا تو آپ یہی فرماتے ''فقیر کی کیا بساط جو کچھ بھی ہوا وہ میرے بزرگوں کے تصرفات سے ہوا، مخدوم پاک اور سرکار غریب نواز کے فیضان سے ہوا ہم سب ان ہی کے فیضان کے محتاج ہیں''۔

نورانی شخصیت اور خلق خدا کا ازدحام

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ جس شہر، قصبہ اور گاؤں میں رونق افروز ہوتے تھے وہاں دیوانوں کا ایک میلہ سا لگ جاتا تھا، شوق دیدار میں لوگ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے، آپ کی مقدس اور دلکش صورت دیکھ کر ہر چہار جانب سے لوگ بیعت کے لئے ٹوٹے پڑتے تھے جدھر سے گذرتے ان راستوں سے چلنا دشوار ہو جاتا تھا بچے، بوڑھے، جوان، مرد وعورت سب ہی آپ کی زیارت کے لئے بے قرار رہتے تھے عورتیں گھروں سے جھانک جھانک کر آپ کے نورانی چہرہ کی زیارت کرتیں، جگہ جگہ لوگ قدم بوسی کے لئے کھڑے رہتے تھے، جہاں بھی تشریف لے جاتے، دیوانے پروانوں کی مانند منڈلاتے ہوئے نظر آتے، جس جگہ بھی آپ کا ورود مسعود ہوتا وہاں روحانیت کا عجیب سماں بندھ جاتا اور روحانیت کے برقی اثرات

سے لوگوں کے دلوں پر آپ کا قبضہ ہو جاتا تھا، جو ایک بار آپ کی زیارت کر لیتا وہ ہمیشہ کے لئے عاشق زار بن جاتا، آپ کے مقدس جسم میں برقی لہریں دوڑا کرتی تھیں، آنکھوں میں انوار الٰہی کی بجلیاں کوندا کرتی تھیں، دور سے مجسم شعلۂ طور نظر آتے اور قریب سے فراوانی انوار کے سبب چہرے پر نظر جمانا مشکل ہوتا، کسی کو آنکھ ملانے کی جرأت نہیں ہوتی تھی، جبیں پر وہ رعب و دبدبہ تھا کہ جسے دیکھ کر بڑے سے بڑا ٹھرا جائے، قریب سے روزانہ فیضیاب ہونے والے بھی دہلیز پر قدم رکھنے سے پہلے ایک بار ضرور کانپ جاتے تھے، چہرہ کی نورانیت کا عالم یہ تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ نور کی برسات ہو رہی ہے اور حاضرین اس میں مست ہو کر نہا رہے ہیں، جہاں بھی ہوتے آپ کا نورانی چہرہ مجمع میں ممتاز و سربلند نظر آتا تھا، حاضرین قدموں میں لوٹے جاتے تھے اور معتقدین آپ کے نقش قدم پر مٹے جاتے تھے، ہر خاص و عام آپ کے باطنی کمالات کا قائل تھا، دنیا بھر کی عظیم شخصیتیں آپ کی روحانی طاقت کی معترف تھیں۔

آپ نے اپنے قلب ونظر کے نورانی اثرات سے اشاعت اسلام کا خوب خوب کام کیا، اپنے حسن و جمال سے دلوں کو خوب خوب مسخر فرمایا، اپنی قوت باطنی سے لوگوں کے جذبات کو پلٹا، خیالات کو بدلا، احساسات ورجحانات کو تبدیل کیا اور اپنی بے پناہ روحانیت کی زور سے لوگوں کی سوچ کا دھارا روح اسلام کی طرف موڑا، بہت سارے غیر مسلم آپ کے رخ انور کو دیکھ کر آپ کے دست اقدس پر دولت ایمان سے مشرف ہوئے اور داخل سلسلہ ہو کر آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے اور بے شمار بدعقیدہ مسلمان آپ کی صورت زیبا کو دیکھ کر اور آپ کی سیرت و کردار سے متاثر ہو کر بدعقیدگی سے تائب ہوئے۔

اکتسابِ فیض

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے ہند و پاک کے کثیر اولیائے کرام کی بار گاہوں کے فیوض و برکات کا اکتساب فرمایا، بالخصوص عطائے رسول غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، محبوب الٰہی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، اخی سراج آئینہ ہند شیخ سراج الدین چشتی نظامی، مخدوم العالم مرشد غوث العالم شیخ علاء الحق پنڈوی، غوث العالم محبوب یزدانی حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے کثیر الفیوض اولیائے کرام کے آستانوں سے آپ نے زیادہ کسب فیض کیا اور روحانیت حاصل کی، ان اولیائے کرام کے آستانوں میں کم از کم سال میں ایک دفعہ ضرور حاضری دیا کرتے اور ان کے عطیات ونوازشات کو اپنے دامن میں سمیٹ کر اپنے حلقہ ارادت مریدین ومعتقدین میں تقسیم فرماتے، رمضان شریف کے موقع سے ہر سال کچھوچھہ شریف آستانہ عالیہ میں چلہ کرنا اور تزکیہ نفس وتصفیہ قلب کے ذریعے روحانی قوت حاصل کرنا آپ کی زندگی کا معمول تھا۔

اوراد ووظائف اور معمولات

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ ''خیر الامور ادومہا'' پر عمل کرتے تھے، اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، نہانے دھونے، ہر کام میں سختی سے وقت کی پابندی کا لحاظ رکھتے تھے حتی کہ سفر کے دوران بھی اپنے معمولات کی پابندی فرماتے تھے۔

خانوادۂ اشرفیہ میں حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں اور آپ کے والد بزرگوار حضور تاج الاصفیا حضرت علامہ سید مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہما کے بعد دعائے سیفی کے عامل صرف آپ ہی تھے، تاثیرات کا عالم یہ تھا کہ حضور مخدوم المشائخ

اور دیگر اکابرین خانوادۂ اشرفیہ اپنے پاس آنے والے ضرورت مندوں کو آپ کے پاس بھیج دیا کرتے تھے آپ ان کے روحانی مسائل کا حل خاندانی اعمال واشغال کے ذریعے فرمادیا کرتے تھے ،سلب امراض آپ کا خاصہ تھا ،مریض آتا آپ گفتگو فرماتے اور توجہ باطنی سے اس کے مرض کو سلب فرمالیتے ، چرم امراض میں آپ یدطولی رکھتے تھے۔

باوضو رہنا، درود شریف کی کثرت کرنا اذان ہونے سے پہلے ہی وضو بنانا اور اذان ونماز کا انتظار کرنا آپ کے معمولات میں تھا ،دلائل الخیرات ،حزب البحر، دعائے بشمخ ،دعائے حیدری، دعائے سیفی اور دعائے الف وغیرہ کے آپ عامل تھے۔

زیارت حرمین شریفین

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کو حج بیت اللہ کی دولت اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت بھی کئی بار نصیب ہوئی ،آپ نے اپنی زندگی میں چار حج اور دو عمرہ کئے جس کی تفصیل یہ ہے:

☆ پہلا حج

۱۹۵۲ء میں آپ اپنے والدین کریمین کو حرمین شریفین کی زیارت کے لئے رخصت کرنے ممبئی تشریف لے گئے ،ممبئی میں حج کے ایک معلم جن کا نام ''علی بلجو'' تھا مدینہ شریف سے آئے تھے اور وہ آپ کے جد امجد حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے ان سے آپ کی ملاقات اور عربی زبان میں بات چیت ہوئی ،وہ آپ کی عربی دانی اور عربی زبان میں گفتگو سے اتنے متاثر ہوئے کہ آپ کو بھی حج بیت اللہ کے لئے ساتھ میں لے جانے پر مصر ہو گئے ،آپ نے سفر کی تیاری نہ ہونے کا عذر پیش کیا لیکن انہوں نے سفر کی تمام تر ذمہ داریاں اپنے ذمہ لے لیا اور والدین کریمین کے ہمراہ آپ کو بھی حج بیت اللہ کے لئے ساتھ لے گئے اس طرح آپ ۱۹۵۲ء میں پہلی بار حج بیت اللہ کی دولت سے سرفراز ہوئے۔

☆ دوسرا حج

یہ حج ۱۹۶۵ء میں آپ نے اپنے والدین کے ہمراہ نیز مخدومہ رحمۃ اللہ علیہا اور اپنے دو شہزادے حضرت سید محمد علاء الدین حسن اشرف اشرفی جیلانی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور تاج الاولیا حضرت سید محمد جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی کے ساتھ ادا فرمایا اس وقت بڑے صاحبزادے حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی عمر پانچ سال اور چھوٹے صاحبزادے حضور تاج الاولیا مدظلہ العالی کی عمر ایک سال کی

تھی۔

☆ تیسرا حج

یہ حج آپ نے بنگال و بہار اور راجستھان کے کچھ عقیدت مند مریدین کے ساتھ ۱۹۷۵ء میں ادا فرمایا۔

☆ چوتھا حج

یہ حج آپ نے اپنے ان چند مریدین با اخلاص کی جھرمٹ میں ۱۹۸۳ء میں ادا فرمایا جو بہت دنوں سے آپ کی معیت میں سفر حج کی سعادت کیلئے مچل رہے تھے۔ یہ آپ کی زندگی کا آخری حج تھا جس میں آپ گنبد خضری کی جالیوں کو پکڑ کر خوب خوب روئے، آنسوؤں سے ریش مبارک اور جسم اقدس تر بتر ہو گیا تھا۔

☆ عمرہ اور طواف زیارت

رمضان المبارک کے موقع سے آپ نے دومرتبہ عمرہ اور طواف زیارت کا شرف حاصل کیا۔

خلفا و مریدین

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کو بیعت وخلافت کے سلسلے میں رجسٹر رکھنے کی عادت نہیں تھی اس لئے خلفا و مریدین کی صحیح تعداد نہیں بتائی جا سکتی ہے تاہم ایک اندازہ کے مطابق آپ کے مریدین کی تعداد تقریباً ساڑھے تیرہ لاکھ (۱۳۵۰۰۰۰) بتائی جاتی ہے، اجازت وخلافت دینے میں تو آپ بہت زیادہ محتاط تھے جب تک آپ کو کسی کے عقیدہ وعمل کے بارے میں اطمینان کامل حاصل نہیں ہو جاتا اس وقت تک اسے خلافت عطا نہیں فرماتے، آپ کی عادت کریمہ تھی کہ خلافت عطا کرنے کے بعد اس اہم منصب اور عظیم ذمہ داری کو صحیح طریقہ سے سنبھالنے کی اسے سخت تاکید فرماتے اور عمل وکردار کے ذریعے اس نعمت میں نکھار لانے کی ہدایت فرماتے۔

یوں تو ہند و بیرون ہند میں آپ کے خلفا کی تعداد بے شمار ہے لیکن راقم الحروف کو آپ کے جن خلفا کے بارے میں جانکاری مل سکی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

☆ شیخ طریقت، تاج الاولیا حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ النورانی (جانشین حضور اشرف الاولیا)

☆ پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ خالد اشرف اشرفی جیلانی (جانشین حضور اشرف العلما)

☆ گل گلزار اشرفیت حضرت مولانا سید شاہ نظام اشرف اشرفی جیلانی (شہزادۂ حضور اشرف العلما)

☆ پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ غلام حسین اشرفی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ جلال پور دھئی رائے بریلی۔

☆ صوفی با صفا حضرت مولانا محمد اکمل حسین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ سربیلا ،سہرسہ، بہار۔

☆ حضرت علامہ مفتی عبدالقدوس اشرفی مصباحی شیخ الحدیث دارالعلوم شیخ احمد کھٹو، گجرات

☆ خطیب بنگال حضرت مولانا انیس القادری رحمۃ اللہ علیہ، کلکتہ بنگال۔

☆ خطیب اہلسنت حضرت مولانا قاری رضی اللہ چتر ویدی رحمۃ اللہ علیہ دیوریا (یوپی)

☆ حضرت مولانا محمد اکبر علی رضوی اشرفی دار العلوم اسحاقیہ جودھ پور، راجستھان۔

☆ حضرت مولانا قاری اطہر علی دارالعلوم محمدیہ، ممبئی، مہاراشٹر۔

☆ حضرت جناب محمد یعقوب اشرفی پونہ، مہاراشٹر۔

☆ حضرت جناب جان محمد اشرفی مرحوم کلکتہ بنگال۔

☆☆☆☆☆

دینی اورملی خدمات

اداروں کا قیام اوران کی سرپرستی

مدارس اسلامیہ جواشاعت دین کے اہم مراکز اور مستحکم قلعے سمجھے جاتے ہیں اور دینی علوم کے حقیقی مبلغ اور مذہب اسلام کے سچے ترجمان ہوتے ہیں ان کی سرپرستی اورنگرانی بھی اہم کام اورایک عظیم ذمہ داری ہوا کرتی ہے۔ مدرسوں کا عروج وزوال، بلندی اورپستی میں سرپرستوں کا کلیدی رول ہوا کرتا ہے۔

اس اہم فریضہ کوحضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے نہایت حسن وخوبی کے ساتھ نبھایا اور متعدد مدارس اسلامیہ کی سرپرستی کا وزن نہ صرف اپنے کاندھوں پر اٹھایا بلکہ دامے، درمے، قدمے، سخنے ہرطرح سے آپ نے ان کا تعاون بھی کیا۔آپ کے اسی جذبہ کو دیکھ کر ہندوستان کے طول وعرض میں بہت سے مدارس عربیہ کے منتظمین نے آپ کواپنے ادارے کا سرپرست اعلی بنایا اورادارے کےعروج وارتقا اورمعیارتعلیم کی بلندی کیلئے آپ کے نیک آرااورمشوروں کو نیک فال سمجھا اورآپ کی طرف ادارہ کے انتساب کوکامیابی کی ضمانت جانا۔

صرف یہی نہیں کہ ہندوستان کےمختلف صوبوں کے اکثر و بیشتر اداروں کی آپ نے سرپرستی فرمائی بلکہ ضرورت کے اعتبار سے جہاں دینی ادارے نہیں تھے آپنے ازخود وہاں اداروں اورتنظیموں کی بنیادرکھی اورتاحیات ان کی ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش فرماتے رہے،ضرورت پڑنے پراپنے نذرانے بھی ان اداروں کی فلاح وبہبود میں لگادیا،لیکن کبھی بھی تنزلی کا شکارنہیں ہونے دیا، آپ اپنے مریدین سے

ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ: ''مجھے نذرانہ دو یا نہ دو لیکن میرے اداروں کا خیال رکھو'' آپ نے اپنی زندگی کی جو آخری وصیت فرمائی تھی وہ بھی آپ کے قائم کردہ ادارہ ''مخدوم اشرف مشن'' پنڈوہ شریف کے لئے تھی، آپ نے فرمایا: ''میں تمہارے بیچ کبھی جدا نہ رہوں گا تم مجھے دیکھنا چاہتے ہو تو مخدوا شرف مشن کو دیکھتے رہو میں تمہیں دیکھتا رہوں گا''۔

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی اس آخری وصیت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کو دینی اداروں سے کتنی دلچسپی اور والہانہ عقیدت تھی، یہاں پر اگر میں یہ کہوں تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ مسلک اہلسنت و جماعت اور دین متین کی خدمت کا کام محسوس دنیا کے بیشتر ممالک میں جہاں کہیں بھی ہو رہا ہے خانوادۂ اشرفیہ کا کوئی نہ کوئی فرد کسی حیثیت سے اس سے ضرور جڑا ہوا ہے، خاندان اشرفیہ کا ہر ہر فرد خدمت دین کو اپنے لئے دارین کی سعادت سمجھتا ہے، حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ بھی اسی خانوادہ کے ایک فرزند اور فخر خاندان و وقار خاندان تھے جن کا ہر کام اپنے اکابر و اسلاف کا نمونہ اور عکس جمیل ہوتا تھا۔

قائم کردہ اداروں کی فہرست:

آپ نے ہندوستان کے بے شمار مدارس کی سرپرستی فرمائی یہاں صرف ہم ان اداروں کا ذکر کرتے ہیں جن کے سرپرست اعلیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ بانی بھی ہیں، ان کی بھی تعداد بہت زیادہ ہے۔لیکن راقم الحروف کی معلومات کے مطابق درج ذیل ادارے قابل ذکر ہیں:

(۱) مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، مالدہ بنگال
(۲) جامعہ علائیہ، قطب شہر، مالدہ بنگال
(۳) مدرسہ نظامیہ اشرف العلوم، کھیکر باندہ، کلیا چک، مالدہ، بنگال

(۴) مدرسہ اشرفیہ اصلاح المسلمین، طوفان ڈانگی، چٹ ہاٹ، دارجلنگ، بنگال
(۵) تنظیم اصلاح المسلمین، رام گنج بازار، اسلام پور، ضلع اتر دیناج پور بنگال
(۶) مدرسہ قادریہ، سربیلا، ضلع سہرسہ، بہار
(۷) مدرسہ غوثیہ، سربیلا، ضلع سہرسہ، بہار
(۸) مدرسہ غریب نواز، ہتھمنڈل، ضلع سہرسہ، بہار
(۹) مدرسہ اشرفیہ مجتبائیہ، پڑبھیلی، ضلع کٹیہار، بہار
(۱۰) مدرسہ اسلامیہ، ککرون، دھمداہا، ضلع پورنیہ بہار
(۱۱) مدرسہ اشرفیہ رحمانیہ قصبہ، ضلع پورنیہ، بہار
(۱۲) مدرسہ اشرفیہ غوث العلوم، نگجو اضلع لوہردگا جھارکھنڈ
(۱۳) مدرسہ اشرف العلوم، بالاٹولی، کسکو، لوہردگا جھارکھنڈ
(۱۴) مدرسہ مصباح العلوم، قیصر پورہ، گجرات
(۱۵) مدرسہ اشرفیہ، کپاسن، چتوڑ گڑھ، راجستھان
(۱۶) مدرسہ غریب نواز، داسپاڑہ، اتر دیناج پور، بنگال
(۱۷) مدرسہ اشرف العلوم، لکھی پور، چوپڑا، اتر دیناج پور، بنگال
(۱۸) مدرسہ عینیہ اشرفیہ، چوپڑا اتر دیناج پور بنگال
(۱۹) مدرسہ عطائے رسول، ہاشی مارا، ضلع جلپائی گوڑی، بنگال
(۲۰) مدرسہ اشرفیہ اشرف نگر، سلی گوڑی، ضلع دارجلنگ، بنگال

مجلس شوریٰ جامعہ اشرفیہ کی رُکنیت

ان کے علاوہ ہندو بیرون ہند کے کثیر مدارس عربیہ کے سرپرست اعلیٰ ہو نے کے ساتھ ساتھ آپ عالم اسلام کی مشہور اور عظیم مرکزی درسگاہ ''الجامعۃ الاشرفیہ

مبارک پور‘‘ کی مجلس شوریٰ کے تاحیات اہم رکن بھی رہے۔

ملّی خدمات اور تنظیمی مناصب

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ آفاقی فکرو نظر کے حامل تھے، جماعت اہلسنت کے فروغ وارتقا کے لئے نئے نئے منصوبے تیار کرتے تھے اور ملی خدمات میں پیش پیش رہتے تھے، جس کی وجہ سے اکابر علما و مشائخ کی نظروں میں آپ کا بڑا اہم مقام تھا اور وہ آپ کی ملی قیادت پر کافی بھروسہ رکھتے تھے، نیز اعلیٰ مناصب پر آپ کا انتخاب کیا کرتے تھے۔

جماعت رضائے مصطفیٰ کی صدارت

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی عالمگیر تحریک ’’جماعت رضائے مصطفیٰ‘‘ بریلی شریف کے آپ نائب صدر تھے، علاوہ ازیں پورے ہندوستان میں جماعت اہلسنت کی متعدد تنظیموں اور تحریکوں کے اہم رکن اور صدر تھے، جماعت اہلسنت کے علمائے کرام کے ساتھ ملی خدمات میں برابر شریک رہتے تھے اور آپ کے مشوروں کا ان میں اہم رول بھی ہوتا تھا، بالخصوص حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے ساتھ مسلک اہل سنت و جماعت کے فروغ کے لئے دینی جلسوں اور کانفرنسوں میں ساتھ ساتھ رہتے، سنی کانفرنس سیوان اور سنی کانفرنس بنارس میں ہندوستان کے چوٹی کے علمائے اہلسنت کے ساتھ اس تحریک میں آپ بھی شریک تھے جس سے مسلک اہل سنت و جماعت کو کافی فروغ حاصل ہوا۔

خانقاہوں کا قیام

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے جہاں سینکڑوں دینی مدارس ومساجد

قائم کئے وہیں دل کی اصلاح اور روح کے تزکیہ کے لئے ملک وبیرون ملک کے بہت سے علاقوں میں خانقاہوں کا قیام بھی فرمایا ان خانقاہوں کے قیام کا مقصد صرف یہ نہ تھا کہ مسلمان اوراد و وظائف تک ہی اپنے کو محدود رکھیں بلکہ ان کے قیام میں یہ مقصد بھی کارفرما تھا کہ جب اہل علم ایک جگہ بیٹھیں گے تو اوراد و وظائف کے ساتھ ساتھ اسلامی احکام ومسائل سے بھی حاضرین کو واقفیت حاصل کرنے کا موقع فراہم ہوگا، یہی وجہ ہے کہ آپ کے قائم کردہ خانقاہوں سے مشائخ اور عوام الناس کے ساتھ ساتھ علمائے کرام کا بھی ایک بہت بڑا طبقہ جڑا ہوا ہے۔

ہند و بیرون ہند میں آپ کے دست اقدس سے قائم کردہ خانقاہیں بے شمار ہیں جہاں طالبان حق جمع ہوکر تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کے ذریعے اپنے ایمان کو تازگی اور اپنی روح کو پاکیزگی بخشتے ہیں، یہاں صرف تین اہم اور مشہور خانقاہوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) خانقاہ سراجیہ اشرفیہ، پیران پیر، سعد اللہ پور، مالدہ بنگال۔

(۲) خانقاہ جلالیہ علائیہ اشرفیہ، پنڈوہ، شریف، قطب شہر، مالدہ بنگال۔

(۳) خانقاہ مخدوم اشرف، قبر پاڑہ، نئی بستی، بانکڑہ ضلع ہوڑہ۔

خانقاہ سراجیہ اشرفیہ کے قیام کا پس منظر

حضور اخی سراج آئینہ ہند رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس عوام وخواص، علما وطلبا کے درمیان محتاج تعارف نہیں، آپ کا اسم شریف سراج الدین عثمان چشتی نظامی ہے، آپ اپنے وقت کے ایک متبحر عالم، شریعت وطریقت کے مہر درخشاں، وقت کے عظیم قائد ورہنما، مرشد برحق، ولی کامل اور گوناگوں فضائل وکمالات کے جامع تھے، آپ نے نوعمری ہی میں سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کی تربیت حاصل کی

تھی اور صرف چھ مہینے میں فخر الدین زراوی نے علوم ظاہری کا آپ کو متبحر عالم بنادیا تھا
،میزان، پنج گنج، ہدایۃ النحو وغیرہ درسی کتابوں کے ایک عظیم مصنف اور مؤلف بھی تھے
،شیخ بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید صادق تھے،سلطان المشائخ حضرت
خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے چہیتے خلیفہ تھے،مرشد غوث العالم
مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی نابغہ روزگار اور عظیم ہستی کے پیرو
مرشد بھی تھے،سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ
نے دین متین کی تبلیغ وارشاد کے لئے صوبہ بنگال آپ کے حوالے کیا تھا،بنگال کی
سنگلاخ وادی میں قدم رنجہ فرماتے ہی آپ نے ایک عظیم انقلاب برپا کردیا تھا اور پورا
بنگال عشق وعرفان،ایمان وایقان کی شمع سے جگمگا اٹھا تھا،بالآخر وقت کا یہ عظیم رہنما
۷۵۸ھ کو اپنے معبود حقیقی سے جاملا۔

اس مرد حق کا مزار پر انوار ایسے بے آب وگیاہ صحرا میں واقع تھا جہاں
چاروں طرف صرف آم کے باغات ہی نظر آرہے تھے،دور دور تک کسی آبادی کا نام و
نشان نہیں تھا جس کی وجہ سے ان کے فیوض وبرکات سے لوگ خال خال فائدہ حاصل
کررہے تھے،حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمۃ کی یہ دیرینہ خواہش تھی کہ یہاں کچھ ایسا
کام کیا جائے جس سے یہاں آبادی قائم ہو،ہمیشہ چہل پہل نظر آئے اور زائرین کی
آمد ورفت میں آسانی اور سہولت فراہم ہوسکے تاکہ اس بیابان جنگل میں آنے کے
خوف سے جو لوگ اتنی عظیم المرتبت اور بافیض ذات کے فیض سے محروم ہیں ان کا
خوف دور ہو اور فیضان اخی سراج علیہ الرحمہ سے سبھی مالا مال ہوں،ابھی اس سلسلے
میں آپ سوچ وفکر ہی میں تھے کہ اچانک ایک رات خواب کا یہ واقعہ پیش آیا۔

خواب میں خانقاہ کی تعمیر کا حکم

۱۹۸۳ء کی بات ہے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ شب معراج النبی

ﷺ کے موقع سے شیخ سراج الدین اخی پاک رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ میں مراقبہ میں
تھے،حالت مراقبہ میں حضور اخی سراج رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی،بنگال میں
خدمت دین کے لئے کافی دعاؤں سے نوازا اور مزار شریف سے متصل خانقاہ کی تعمیر کا
آپ کو حکم دیا،صبح ہوتے ہی حضور آئینہ ہند کی زیارت کا منظر اور خانقاہ کی تعمیر کا حکم
حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے ذہن وفکر میں بار بار گردش کررہا تھا،آپ مریدین
سے ابھی اس کا ذکر چھیڑنے ہی والے تھے کہ صبح کو جس نے بھی آپ سے ملاقات کی
سب نے یہی عرض کیا:حضور!''رات میں ہم نے ایک خواب دیکھا ہے'' آپ نے
سب سے یہی فرمایا:''جو دیکھا ہے اسے تحریر کرکے لاؤ''سبھوں نے اپنا اپنا خواب
تحریر کیا،بالخصوص شہزادۂ اشرف الاولیا حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف
اشرفی جیلانی مدظلہ العالی،حضرت مولانا انیس القادری کلکتوی،صوفی باصفا حضرت
مولانا اکمل حسین اشرفی سہرساوی رحمۃ اللہ علیہما اور حاجی محمد ہاشم اشرفی وغیرہم نے
اپنے اپنے خوابوں کو تحریری شکل میں آپ کے سامنے پیش کیا،سب کے خواب ایک
جیسے تھے جن میں اشارہ یہی تھا کہ یہاں خانقاہ کی تعمیر ہو،حضور اشرف الالیا نے
فرمایا کہ''میں نے بھی رات کو مراقبہ میں یہی دیکھا ہے آپ نے یہاں خانقاہ کی تعمیر کا
فقیر کو حکم دیا ہے''۔

پھر کیا تھا حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ اس خواب کو یقینی صورت اور عملی شکل
دینے کے لئے اسی وقت کمر بستہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس جگہ پر پہونچے جس کی
نشان دہی عالم خواب میں آپ کو کی گئی تھی،آپ نے پھاوڑا منگوایا اپنے ہی ہاتھوں
سے زمین کی کھدائی کی آستانہ عالیہ کے گرد ونواح میں پڑی ہوئی چند اینٹوں کو جمع فرمایا
اور ان ہی اینٹوں سے بغیر کسی سابقہ تیاری اور ظاہری اسباب کے محض اللہ تعالیٰ کے
فضل وکرم اور فیضان اخی سراج کے سہارے خانقاہ کی بنیاد رکھ دی اور فرمایا:''اس

خانقاہ کا نام ''خانقاہ سراجیہ اشرفیہ'' ہوگا اور یہیں سے فیض اخی سراج اور فیض علاء الحق پنڈوی تقسیم ہوگا''۔

اس کے بعد اس خانقاہ کی تعمیر کے لئے مالدہ کے اطراف ومضافات میں نکل پڑے، سٹانگا پاڑہ (مالدہ ضلع کی ایک بستی کا نام) میں اپنے چاہنے والوں کو جمع کیا، خانقاہ کی تعمیر کا مسئلہ سب کے درمیان رکھا عقیدت مندوں نے کافی جذبہ اور جوش وخروش کا اظہار کیا اور اپنی اپنی حیثیت کے مطابق خدمت کرنے کا سب نے وعدہ کیا، معاونین کی ایک فہرست تیار کر لی گئی اور جناب ڈاکٹر سراج اشرفی کھیکر بنّا کو اس کی تعمیر کا نگراں منتخب کیا گیا، پیر ومرشد کی خواہش کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کے لیے ڈاکٹر صاحب نے اپنی طبی خدمات کو منقطع کر دیا، گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، سائیکل اور پیدل سفر کر کے لوگوں سے رقوم جمع کر کے بڑی محنت ولگن سے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے ساتھ تعمیری مراحل کو آگے بڑھاتے رہے۔

چھت کی تعمیر میں مشکلات اور ان کا حیرت انگیز حل:

دیواروں کی تعمیر مکمل ہوگئی، اب چھت ڈالنے کی باری تھی، ایک شخص نے چھت کی ڈھلائی کے لئے تنہا پانچ سو بوری سیمنٹ دینے کا وعدہ کر لیا، چھت کی ڈھلائی کا دن مقرر ہوا اور اس کا اعلان بھی ہوا، تمام مریدین اور معتقدین حصول برکت کے لئے اس میں حصہ لینے حاضر ہو گئے، سوئے اتفاق سے جس نے سمنٹ دینے کا وعدہ کیا تھا اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے وہ وقت پر سیمنٹ حاضر نہ کر سکا، لوگ کافی تعداد میں جمع ہو چکے تھے، حضور اشرف الاولیا کافی مضطرب وپریشان تھے، بالآخر اپنی پریشانی اور الجھنوں کا مداوا کرنے کے لئے آپ حضور آئینہ ہند کے آستانے پر حاضر ہوئے اور آنسوؤں کی جھڑیوں کے ساتھ اپنے معروضات کو دل ہی دل میں پیش کرتے رہے، کچھ دیر کے بعد آستانہ عالیہ سے الٹے قدم واپس ہوئے اور اپنی

قیام گاہ پر آ کر بیٹھ گئے۔

ایک مارواڑی کافر جو آپ سے حسن عقیدت رکھتا تھا آپ کی اس کیفیت کو دیکھ کر کچھ بے چین سا ہوا حاضر بارگاہ ہوا اور قدم بوس ہو کر عرض کیا: سرکار! ہم نے آپ کو اس دربار میں بار بار آتے دیکھا ہے آپ جب بھی یہاں حاضر ہوتے ہیں بڑی بوجھ لے کر حاضر ہوتے ہیں گردن جھکی رہتی ہے اور جب یہاں سے واپس ہوتے ہیں تو چہرے پر خوشی ہوتی ہے۔ لیکن آج آپ جس حالت میں گئے تھے اسی حالت میں واپس ہوئے ہیں، کیا پریشانی ہے؟ اگر اس میں ہم آپ کی کچھ مدد کر سکیں تو ہمیں خوشی ہوگی۔

آپ نے فرمایا: ''تو کیا میری مدد کرے گا چلا جا یہاں سے'' وہ رعب وجلال سے خوف زدہ ہو کر قیام گاہ سے باہر نکلا اور گھنٹوں دروازہ پر کھڑا انتظار کرتا رہا کہ مزاج میں کچھ تبدیلی ہو تو دوبارہ عرض کروں، اسی اثنا میں آپ کے خادم اور موجود دیگر لوگوں سے آپ کی الجھنوں کا اسے پتہ چل گیا جب مزاج میں کچھ تبدیلی کے آثار ظاہر ہوئے دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کیا: سرکار! ہم سیمنٹ کا کاروبار کرتے ہیں آپ کو جتنی بوری سیمنٹ کی ضرورت ہو بتا دیں ہم بھیج دیں گے، آپ نے فرمایا: ''میں اللہ اور اس کے رسول کا محتاج ہوں اللہ میری مدد فرمائے گا'' یہ سن کر وہ مارواڑی خاموشی سے قدم چوم کر واپس ہو گیا اور رات کو سات سو بوری سیمنٹ ٹرک میں لدوا کر درگاہ معلیٰ پیران پیر بھیج دیا ساتھ میں یہ رقعہ تحریر کیا ''سرکار ہمیں چھما کریں یہ سیمنٹ آپ کی اجازت کے بغیر بھیج رہا ہوں اسے قبول فرما لیں اگر جیون میں اس کا روپیہ آپ نے دے دیا تو ٹھیک ہے ورنہ ہمارا کوئی سوال نہیں''۔

سیمنٹ کا ٹرک دیکھ کر عقیدت مند بہت خوش ہوئے کہ حضرت کی الجھنیں ختم ہوگئی ہیں آپ نے فجر کی نماز ادا کی خانقاہ کی چھت (جس میں سریا ڈالا جا چکا تھا اور

نقشہ تیار تھا) پر چڑھے پوری چھت کا معائنہ کیا، لوہے کے سریوں کی گنتی کی اور کاریگر سے فرمایا: ''اس میں سریا زیادہ لگ گیا ہے دیکھو اس سریا کو نکال دو، اس سریا کو نکال دو، اس سریا کو یہاں سے نکال دو، اس کو بھی نکال دو، اسی طرح آپ نے اس چھت کے لئے ڈالے گئے سریوں میں سے اتنے سریئے نکلوا دیئے کہ جب ان سریوں کا وزن کیا گیا تو وہ ڈیڑھ ٹن لوہے کے برابر تھا، اس وقت آستانہ عالیہ کی دیواروں کے کنارے دالان کا کام بھی جاری تھا، خادم آستانہ نے ان سریوں کو دیکھ کر کرایہ کی بچت کا خیال کرتے ہوئے آپ سے فوراً عرض کیا: 'حضور! یہ ڈیڑھ ٹن لوہے کے سریئے آپ ہمیں دے دیں اس کی جو قیمت ہو ہم آپ کو دے دیتے ہیں۔

آپ نے ان سریوں کو اس کے حوالہ کر دیا، جب اس کی قیمت مارکیٹ کے حساب سے لگائی گئی تو وہ سات سو بوری سیمنٹ کے برابر رقم تھی جسے دیکھ کر تمام حاضرین متحیر تھے، آپ نے مارواڑی کو بلایا اور اسے سیمنٹ کی قیمت ادا کر دی پھر آپ نے انجینئر کو بلایا اور فرمایا ''میاں تم نے تو بتایا تھا کہ بارہ ٹن لوہے کا اتنا سریا لگے گا، بڑی مشکلوں سے اس کا انتظام کیا تھا لیکن تمہارے ڈیزائن میں میں نے تبدیلی کر دی ہے جگہ جگہ سے کچھ سریئے میں نے نکلوا دیئے ہیں جو وزن میں ڈیڑھ ٹن کے برابر ہے'' اس نے عرض کیا ''سرکار آپ نے مجھ سے فرمایا تھا بیٹا! اس حساب سے ڈیزائن کرو کہ کم سے کم میں کام چل جائے میں اس کا بھر پور لحاظ رکھا تھا میرے حساب سے ایک کیلو لوہا بھی زیادہ نہیں ہونا چاہیے'' آپ نے فرمایا جا کر چھت پر دیکھ لو، وہ چھت پر گیا اور وہ سریوں کے ڈیزائن کو چیک کرنے لگا، تمام سریوں کو ان کی جگہ پر پایا، کہیں سے کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی جیسا ڈیزائن بنایا بالکل ویسا ہی پایا، ایک سریا بھی اپنی جگہ سے نہیں کھسکا تھا، پھر ڈیڑھ ٹن لوہے کا سریا کہاں سے نکلا اور کیسے نکلا؟ اس کے لئے یہ بہت بڑا سوال تھا جس کا اسے یہ جواب فوراً مل گیا کہ یہ کوئی

معمولی آدمی نہیں مہان ہستی ہے اور یہ ان کی کرامت ہے۔

انجینئر کا قبول اسلام:

اس کے قلب کی سیاہی دور ہوئی، ایمان کی روشنی سے اس کا دل جگمگانے لگا فوراً زینہ سے اترا اور بغیر کسی حجت وتکرار کے قدموں میں آکر گر پڑا اور عرض کیا ''آپ کوئی معمولی آدمی نہیں، مہان ہستی ہیں مجھے بھی اپنے مذہب میں داخل کر لیجئے میں آپ کے ہاتھوں پر مسلمان ہونا چاہتا ہوں، آپ نے کلمہ پڑھا کر اسے داخل اسلام کیا (اور بعد میں آپ سے ملاقات نہ ہونے کی وجہ سے پیر طریقت حضرت علامہ سید مسرور احمد کلیمی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر شرف بیعت سے بھی مشرف ہوا) اور سب نے اپنی چشم دید آنکھوں سے اس منظر کا مشاہدہ کیا۔

اس کے بعد معتقدین کی جھرمٹ میں خانقاہ کی چھت کی ڈھلائی شروع ہوئی، حصول برکت کے لئے سبھوں نے مسالہ وغیرہ کی باربرداری میں حصہ لیا اور اسی طرح خانقاہ کی تعمیر مکمل ہوئی، کچھ دنوں کے بعد آپ کے مشورے اور توجہ خاص سے، سلامی دروازہ، مینار وغیرہ کی تعمیر ہوئی، ضرورتوں کے اعتبار سے تعمیری کاموں کو آپ آگے بڑھاتے رہے اور آج بھی آپ کے شہزدۂ والا تبار حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی کے ہاتھوں تعمیری کام وہاں جاری وساری ہے اور حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کا ہر ایک خواب آپ کے ذریعے شرمندۂ تعبیر ہو رر ہا ہے۔

سراج المجتبیٰ دارالحفظ:

آستانۂ عالیہ اور خانقاہ سراجیہ سے متصل ''مدرسہ سراج المجتبیٰ دارالحفظ'' کے نام سے جانشین اشرف الاولیا حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی

جیلانی مدظلہ العالی نے ایک ادارہ قائم فرمایا ہے جو مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف کے زیر اہتمام نہایت حسن وخوبی کے ساتھ چل رہا ہے،اس ادارے کے قیام کا مقصد جہاں طالبان علوم کو زیور علم سے مزین کرنا،تزکیہ نفس تصفیہ قلب کی روحانی تعلیمات سے آراستہ کرنا ہے وہیں اس کے قیام میں یہ مقصد بھی کارفرما ہے کہ اس سنسان علاقے میں جہاں شام کو آستانہ عالیہ کے اردگرد صرف چرند پرند منڈلاتے ہوئے نظر آتے تھے اور ان کے چہچہانے کی آواز کے علاوہ کچھ سنائی نہیں پڑتا، وہاں مستقلاً تلاوت قرآن کی آواز گونجتی رہے اور حضور اخی سراج رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ایصال ثواب بھی ہوتا رہے۔

آج الحمدللہ آستانہ عالیہ کے اردگرد طلبہ ہر وقت اپنے اسباق یاد کرتے اور تلاوت کرتے نظر آتے ہیں اور اپنی تعلیم میں حضور اخی سراج رحمۃ اللہ علیہ کا فیض بھی محسوس کرتے ہیں، بعد مغرب روزانہ طلبہ آستانہ عالیہ کے اردگرد حلقہ بنا کر حلقۂ ذکر بھی کرتے ہیں اور ایک نورانی ماحول بنا رہتا ہے۔

مخدوم اشرف مشن کے قیام کا پس منظر

پنڈوہ شریف کی قدیم تاریخ:

پنڈوہ شریف جو ایک زمانے میں علم وحکمت اور رشد وہدایت کا گہوارہ تھا جہاں سات سو علمائے کرام ایک ساتھ گنج نبات کی بارگاہ میں زانوئے ادب طے کیا کرتے اور علمی مذاکرے ومحادثے کرتے ہوئے بادۂ علم وعرفان سے سیراب ہوا کرتے تھے، جہاں حضرت شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ نے ایک مدت تک چلہ فرمایا تھا اور اعلی درجات سے ہمکنار ہوئے تھے، جہاں حضرت غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بلند پایہ صاحب فیض وکرامت

بزرگ حضرت خضر علیہ السلام کی رہنمائی سے ملک سمنان کی بادشاہت چھوڑ کر حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہونچے تھے اور اللہ کی طرف سے ''خطاب جہانگیری'' کے ساتھ دیگر مراتب عالیہ پر فائز ہوئے تھے، جہاں دین متین کی تبلیغ واشاعت اور علم وعرفان کی شمع فروزاں کرنے کے لئے سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چہیتے خلیفہ ولی کامل، عارف کبیر حضرت شیخ سراج الدین عثمان چشتی نظامی معروف باخی سراج آئینہ ہند رحمۃ اللہ علیہ جیسے متبحر عالم اور مرشد کامل کو دلّی سے بھیجا تھا، جہاں سے مرشد غوث العالم مخدوم العالم حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی گنج نبات ابن اسعد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے مرشد برحق اور عارف کامل نے اپنے پیر ومرشد حضور اخی سراج رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر پورے بنگال کو خوشبوئے دین محمدی ﷺ سے معطر کیا اور علم و حکمت کی شمع ورشد وہدایت کی ضیا بار کرنوں سے سارا بنگال جگمگا اٹھا۔

مختصر یہ کہ پنڈوہ شریف ایک زمانے میں علم وحکمت اور رشد وہدایت کا عظیم مرکز تھا،لیکن حالات بدلے،زمانہ بدلا،مرور ایام کے ساتھ ترقی،تنزلی میں تبدیل ہونے لگی،عروج وبلندی نے زوال وپستی کا رخ اختیار کیا اور آہستہ آہستہ روشنی کی جگہ تاریکی چھانے لگی،نوبت یہاں تک پہونچ گئی کہ یہاں کے مسلمان بزرگان دین کی تعلیمات وپیغامات سے منحرف ہوکر کفر وشرک کے رسومات سے قریب ہو رہے تھے، باطل طاقتیں بڑی تیزی کے ساتھ پروان چڑھ رہی تھیں، دیوبندی وہابی اور قادیانی مدارس ومکاتب اور تنظیمی تحریکوں کے ذریعے اپنے اپنے عقائد کے پرچار میں لگے ہوئے تھے، دن بدن نت نئے فتنے جنم لے رہے تھے، اہلسنت و جماعت کا کوئی ایسا مضبوط ومستحکم ادارہ بھی نہیں تھا جو ان باطل قوتوں کا منہ توڑ اور دنداں شکن جواب دے سکے اور روز مرّہ جنم لینے والے فتنوں اور چیلنجوں کا بھرپور مقابلہ کر سکے۔

جامعہ جلالیہ علائیہ کا قیام:

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ جب بھی بنگال تشریف لے جاتے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دیتے اور وہاں کے حالات کا مشاہدہ کرتے تو وہاں کی سات سو سالہ قدیم اور پرانی تاریخ آپ کے ذہن وفکر میں رقص کرنے لگتی آپ ایک حساس طبیعت کے مالک اور قوم وملت کی فلاح وبہبود کے لئے ایک دھڑکتا ہوا دردمند دل رکھتے تھے، ان بزرگان دین کی پرانی روایات کو پھر سے دہرانا اور زندہ کرنا چاہتے تھے، عوام الناس کو ان کے علمی تبحر اور عملی کردار سے متاثر اور روشناس کرانا چاہتے تھے ان کے مزارات وتبرکات اور مقامات مقدسہ کی شایان شان حفاظت اور تعظیم وتوقیر کرانا چاہتے تھے، باشندگان بنگال کو ان کے انوار وتجلیات اور فیوض وبرکات سے مستفیض ومستنیر اور مالا مال کرنا چاہتے تھے، ان ہی ضرورتوں اور تقاضوں کا شدت سے احساس کرتے ہوئے ”جامعہ جلالیہ علائیہ“ کے نام سے ایک ادارہ کی آستانہ عالیہ سے قریب آپ نے بنیاد رکھی حضرت جلال الدین تبریزی اور حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہما کے نام سے اس ادارہ کو منسوب کیا اور ان دونوں بزرگوں کے فیضان کے سہارے اپنے تعلیمی وتربیتی مشن کا آغاز کیا۔

ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ ادارہ حوادثات زمانہ کا شکار ہوگیا اور کچھ نا مساعد حالات کی نذر ہوکر بند ہوگیا، حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کو اس سے کافی دھچکا لگا اور بے حد صدمہ پہنچا لیکن پھر بھی اللہ کی ذات پر بھروسہ کرکے صبر واستقامت کے دامن کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑا، آستانہ عالیہ پر برابر حاضری دیتے رہے اور در مخدوم العالم سے اپنی تمناؤں کی بھیک مانگتے رہے، اس درمیان بہت ساری آندھیوں اور

طوفانوں کا بھی آپ کو سامنا کرنا پڑا، آلام ومصائب بھی آئے، اپنوں اور بیگانوں کی چون وچرا اور طعن وتشنیع بھی سننا پڑا، آپ کے راستے میں کانٹے بھی بچھائے گئے اور اوپر سے پتھر بھی برسائے گئے، اس طرح کی ہزاروں رکاوٹیں آئیں مگر آپ کے پائے ثبات کو متزلزل نہ کرسکیں، آپ نہایت ہی اولوالعزمی اور جواں مردی کے ساتھ اپنی پیرانہ سالی میں بھی جوانوں سا عزم وحوصلہ لے کر اپنی منزل مقصود کی طرف مسلسل قدم بڑھاتے رہے یہاں تک کہ انتظار کی گھڑی ختم ہوئی اور وہ مبارک دن بھی آیا جس کا آپ کو برسوں سے انتظار تھا۔

مخدوم اشرف مشن کے قیام کے لیے باشندگان پنڈوہ شریف کی پیشکش:

ادھر ابھی پیران پیر سعد اللہ پور میں خانقاہ سراجیہ اشرفیہ کی تعمیر کا کام جاری تھا کہ اس عظیم کارنامہ کا دور دور تک چرچا ہونے لگا، خانقاہ کی پرشکوہ عمارت کو دیکھ کر سبھی ورطہ حیرت میں تھے اور زبان حال سے کہ ”اس مرد مجاہد نے یوپی سے آکر بنگال میں وہ کام کیا جو آج تک یہاں پر کوئی نہ کرسکا، واقعی ان دونوں آستانوں میں خدمت کا کام یہی بندۂ خدا انجام دے سکتا ہے اور یہی ان بزرگوں کے فیضان سے ہم لوگوں کو مالا مال کرسکتا ہے ان کا ہم لوگوں کو بھرپور ساتھ دینا چاہیے“۔

پھر کیا تھا دیکھتے دیکھتے اہل پنڈوہ میں بھی اس کا ذوق بیدار ہوا، اپنی غلطیوں کا احساس ہونے لگا اور جناب جمعہ محمد مرحوم رائے گنج (جو حضور تاج الاصفیا علیہ الرحمہ کے مرید با اخلاص تھے) کی ترغیب وتحریک پر پنڈوہ شریف کے کچھ ذمہ داران ان کی قیادت میں حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں پیران پیر پہونچے اور قدم بوس ہوکر عرض کی ”حضور پنڈوہ شریف کی طرف بھی توجہ فرمائیں ہم لوگوں کی آنکھیں کھل چکی ہیں آپ وہاں بڑا سے بڑا کام انجام دے سکتے ہیں ہم لوگ اسی لئے آپ کے پاس آئے ہیں“ رئیس اعظم پنڈوہ جناب مفیض الدین مرحوم نے عقیدت ومحبت کے

جذبات سے سرشار ہوکر عرض کی ''حضور ہمارا سب کچھ آپ کا ہے اگر آپ چاہیں تو ہم اپنا گھر پیش کردیں لیکن دین کا یہ کام پنڈوہ شریف میں بھی ہونا چاہیے'' آپ نے ان لوگوں کے دینی جذبات کو دیکھ کر اللہ تعالی کا شکریہ ادا کیا

تالاب پاٹ کر مخدوم اشرف مشن کا قیام:

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ اہل پنڈوہ کی خواہش اور بے حد اصرار پر پنڈوہ شریف پہونچے، مخدوم علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر حاضری دی اور اس خدمت کی اجازت حاصل کر کے مفیض الدین صاحب مرحوم کی زمین جائداد کا معاینہ کیا، جب اس مقام پر پہونچے جہاں آج مخدوم اشرف مشن واقع ہے آپ نے فرمایا ''اس زمین کو دیکھو یہ کس کی زمین ہے؟ جو دو آبادی اور حضرت جلال الدین تبریزی کے چلہ خانہ اور حضرت مخدوم علاء الحق پنڈوی کے آستانہ کے درمیان واقع ہے'' مرحوم مفیض الدین صاحب نے عرض کی ''حضور یہ آپ ہی کی زمین ہے'' آپ نے فرمایا ''بس مجھے یہی زمین چاہیے'' لوگوں نے اس زمین کی گہرائی دیکھتے ہوئے عرض کی ''حضور یہ زمین بہت چھوٹی اور بارہ فٹ گہرائی میں ہے اس میں ادارہ کیسے بن سکتا ہے؟ آپ نے پرجلال انداز میں فرمایا ''میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اسی مقام سے علم وعرفان کا نور آسمان کی بلندیوں کو چھولے گا رہا سوال اس کی گہرائی کو بھرنے اور برابر کرنے کا تو فقیر اور فقیر کے عقیدت مند مل کر اسے پاٹ ڈالیں گے''۔

زمین کا بیع نامہ:

۱۹۹۲ء رجب المرجب کا یہ واقعہ ہے، شوال میں رجسٹری کا وعدہ ہوا لیکن رمضان المبارک میں مفیض الدین صاحب شدید علیل ہو گئے، اپنے بیٹے الفاظ الدین اور خاندان کے تمام خویش واقارب کو جمع کر کے انہوں نے یہ وصیت کی ''لگتا

ہے حضور اشرف الاولیا سے میری ملاقات نہیں ہو سکے گی اگر میری ملاقات نہ ہو تو سب مل کر اول فرصت میں زمین کی رجسٹری کر دینا'' پھر ۲۷ رمضان المبارک کو ان کی وفات ہوگئی، ۳۰ رمضان المبارک کو حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ اپنے فرزند ارجمند تاج الاولیا حضور قادری میاں مدظلہ العالی کے ساتھ عید کی نماز پڑھانے مالدہ پہونچے، فیروز پور محمد یونس اشرفی کے مکان پر آپ کا قیام ہوا، خبر ملتے ہی جناب مفیض الدین صاحب مرحوم کے خویش واقارب نے آپ سے ملاقات کی اور وصال کی خبر سنانے کے ساتھ ساتھ مرحوم کی وصیت بھی سنائی، آپ نے اظہار تعزیت کی اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت بھی کی، اس کے بعد دن اور تاریخ کا تعین ہوا اور زمین کی رجسٹری عمل آئی۔

سنگ بنیاد اور تعمیراتی مراحل:

زمین کا مسئلہ حل ہو گیا، اب تعمیر کا مسئلہ درپیش تھا زمین کی رجسٹری کے بعد حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ اپنے تبلیغی دورے میں جہاں کہیں بھی تشریف لے گئے اس کی تعمیری کاموں میں حصہ لینے کے لیے لوگوں کو دعوت دیتے اور مائل کرتے رہے۔

اتر پردیش کے بدایوں کا رہنے والا ایک شخص اولاد سے محروم تھا آپ کے پاس دعا اور تعویذ کے لئے آیا آپ نے اس کو ترکیب اور نقش بنا کر دیا اور فرمایا ''انشاء اللہ تمہیں بیٹا ہوگا اس کا نام بلال رکھنا اور پنڈوہ شریف میں ایک کمرے کی تعمیر کرنا'' آپ کی زبان اقدس سے نکلی ہوئی دعا اللہ تعالی کی بارگاہ میں قبول ہوئی اس کی قسمت کا ستارہ طلوع ہوا اور کچھ مہینوں کے بعد اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔

رجب المرجب ۱۹۹۳ء عرس علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے موقع سے وہ پنڈوہ شریف پہنچا حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کو بیٹے کی خوش خبری سنائی اور آپ سے مدرسہ کے لئے دو کمرے تعمیر کرنے کا وعدہ کیا، اس کے وعدہ کے مطابق آپ

نے عرس علاء الحق پنڈوی میں شوال کی ۱۲ر تاریخ میں مخدوم اشرف مشن کے سنگ بنیاد
کا اعلان فرمایا، شوال کا مہینہ آگیا ادھر یوپی سے وعدہ کرنے والے کی یہ اطلاع پہنچی
کہ اس وقت وہ اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے تعمیر کی رقم نہیں بھیج سکتا انشاء اللہ کبھی لیکر
حاضر ہوجائے گا، یہ خبر ملتے ہی اشرف الاولیا علیہ الرحمہ بہت غمگین اور پریشان ہوئے
سنگ بنیاد کی تاریخ بہت قریب تھی، اعلان عام بھی ہو چکا تھا اور اس کے علاوہ کچھ بھی
انتظام نہیں تھا، اس کا احساس آپ کے چہیتے اور جاں نثار مرید جناب عبد الخالق
اشرفی صاحب آئی اے ایس افسر کو ہوا، اس نے آپ کو حوصلہ دیا اور آپ سے
اجازت لے کر اپنے سسر جو اس وقت بیمار تھے ان کے پاس رتوا، مالدہ پہونچے مزاج
پرسی کے بعد عرض کیا ''جب سے میرا رشتہ ہوا ہے میں نے آپ سے کوئی چیز طلب
نہیں کی ہے لیکن آج میری خواہش ہے کہ آپ میری آرزو پوری کردیں، یہ سن کر خسر
کو داماد پر پیار آگیا اور شفقت و محبت کے ساتھ پوچھنے لگے بولو کیا چاہتے ہو؟ عرض
کیا ''اپنے پیر کو اتنا زیادہ پریشان کبھی نہیں دیکھا جتنا آج دیکھ رہا ہوں میں چاہتا ہوں
کہ ان کی خواہش آپ پوری کردیں'' پوچھا کیا خواہش ہے؟ انہوں نے تفصیل بتائی،
پوچھا ایک کمرے کی تعمیر میں کتنی رقم کی لاگت ہے؟ عرض کیا ساٹھ ہزار، اس نے
فوراً ۶۰ ہزار روپے اپنے داماد کے حوالے کر دیا، جناب عبد الخالق صاحب اشرفی
نہایت شاداں و فرحاں اپنے پیر و مرشد کے پاس حاضر ہوئے اور روپے کا بیگ ہاتھ
میں دیتے ہوئے یہ عرض گذار ہوئے ''حضور اس کو قبول فرمائیں اور سنگ بنیاد رکھ کر
اسی سے کام شروع کردیں'' حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے ان کو دل سے ڈھیر
ساری دعائیں دیں جن دعاؤں کا اثر وہ آج تک محسوس کر رہے ہیں پھر آپ نے
۱۲ شوال ۱۳۹۳ھ کو اپنے مریدین و متوسلین اور معتقدین کی جھرمٹ میں مخدوم اشرف
مشن کی بنیاد رکھی اور یہ اعلان فرمایا:

مخدوم اشرف مشن کے بارے میں حضور اشرف الاولیا کی پیشینگوئی:

''یہ ادارہ ایک منفرد المثال ادارہ ہوگا اس ادارے کے اثر سے اسکول و کالج
بھی چلیں گے، دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ یہاں طلبہ کو عصری تعلیم سے بھی آراستہ کیا
جائے گا تاکہ یہاں کے فارغین ہر میدان میں اپنے علم و ہنر کے ذریعے دین کی
خدمات انجام دے سکیں، طبی سہولتوں کا بھی انتظام ہوگا، گاؤں گاؤں مریضوں کے
لئے طبی خدمات فراہم کی جائیں گی، رفاہ عام اور غریبوں کی امداد کے لئے بیت المال
بھی قائم ہوگا، ریسرچ سنٹر بھی قائم ہوگا، علما آپس میں بیٹھ کر تحقیق و جستجو اور علمی گفتگو
بھی کریں گے، جو یہاں سے پڑھ کر نکلے گا جہاں جہاں جائے گا کامیاب رہے گا
مخدومی فیضان اس کے ساتھ رہے گا''۔

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے ان جملوں کو اہل خرد نے جنون اور
جذبات سے تعبیر کیا لیکن آپ نے اپنے عمل پیہم، جہد مسلسل اور اپنی عظیم قربانیوں
سے یہ ثابت کردیا۔

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

مخدوم اشرف مشن کے عروج وارتقا کی ایک جھلک

آج مخدوم اشرف مشن کی پرشکوہ اور فلک بوس عمارتیں آنے والے ہر شخص کو
دعوت نظارہ دے رہی ہیں، پنڈوہ شریف جیسا سنسان و ویران خطہ اور بے آب و گیاہ
صحرا پھر سے گہوارۂ علم وعرفاں اور چمنستان حکمت و معرفت بن گیا ہے اور قدیم سات
سو سالہ دینی و روحانی تعلیم و تربیت کی نمائندگی کر رہا ہے، عقلیں ورطہ حیرت میں ہیں
اور آنکھیں محو استعجاب ہیں کہ اتنی قلیل مدت میں یہ سب کچھ کیسے ہوگیا؟ اصحاب فضل و

کمال کے قلوب اس کی طرف کھنچے جارہے ہیں اور اہل دولت وثروت فراخ دلی کے ساتھ اس کے لئے دست تعاون دراز کررہے ہیں، اور بھلا یہ سب کچھ کیوں نہ ہوں ،حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے اس ادارے کے لئے صرف اپنا پسینہ ہی نہیں بہایا ہے بلکہ اپنے خون جگر سے اس کو سیراب وشاداب کیا ہے، مخدوم اشرف مشن کے بڑھتے ہوئے ہر قدم کے ساتھ حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش کا فیضان اور حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی دعاؤں کی تاثیر شامل ہے، یہی وجہ ہے کہ اس قلیل مدت میں یہ ادارہ شہرت کی اس بلند ترین منزل پر پہونچ چکا ہے کہ اب اس کا شمار ہندوستان کے ممتاز اداروں میں ہونے لگا ہے اور روز افزوں بڑی سرعت کے ساتھ شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔

مخدوم اشرف مشن کی تعلیمی سرگرمیاں:

مخدوم اشرف مشن میں اس وقت درجہ اعدادیہ تا درجہ فضیلت کی تعلیم جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے نصاب کے مطابق دی جاتی ہے اور ہر سال شعبہ عالمیت وفضیلت اور حفظ وقرأت سے عرس حضور اشرف الاولیا ومخدوم العالم کے موقع پر ۵۰ سے زیادہ علما وفضلا، حفاظ وقرا کی دستار بندی ہوتی ہے جو ملک کے معیاری اداروں میں درس و تدریس اور فتاویٰ نویسی وغیرہ کی اہم خدمات اور نمایاں کارنامے انجام دے رہے ہیں۔

تین سو سے زائد طلبہ کی تعلیم وتربیت، خورد ونوش اور رہائش کا مکمل انتظام تقریباً دو درجن باصلاحیت اساتذہ کی طلبہ کی تعلیم وتربیت پر شبانہ روز محنت، بعد نماز مغرب روزانہ طلبہ کا عربی اور انگریزی زبان میں محادثہ، دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کی تعلیم وتربیت اس ادارے کے عروج وارتقا کو چار چاند لگا رہا ہے۔

مخدوم اشرف مشن کے اہم شعبہ جات:

مخدوم اشرف مشن کے اہم شعبہ جات میں:

قادری دار الافتاء: قوم کے الجھے ہوئے مسائل کا حل پیش کررہا ہے۔

المجتبی موبائل ہاسپیٹل: صوبہ بنگال کے اطراف واکناف میں پہنچ کر غریب اور لاچار مریضوں کو طبی خدمات سے فیضیاب کررہا ہے۔

ویسٹ بنگال ٹیکنیکل کونسل اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان دہلی سے منظور شدہ: **اشرف الاولیا انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی**: کے تحت: **کمپیوٹر ٹریننگ سینٹر**: اور: **سلائی مشین و آٹو موبائل سینٹر**: طلبہ کو عصری علوم وفنون سے مزین کررہا ہے۔

اشرف الاولیا لائبریری: اور: **تاج الاصفیا دار المطالعہ**: طلبہ میں تحقیق وجستجو اور تصنیف وتالیف کا جوہر پیدا کررہا ہے۔

دار القرات والتجوید اور سعد اللہ پور پیران پیر میں حضرت سیدنا اخی سراج آئینہ ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ سے متصل **سراج المجتبیٰ دار الحفظ** سے درجنوں حفاظ وقرا فارغ التحصیل ہو کر ملک کے گوشے گوشے میں حفظ وقرات کی درسگاہوں کو زینت بخش رہے ہیں نیز ماہ رمضان مبارک میں ختم تراویح کا اہم فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

تعمیری سرگرمیاں:

تعمیری منصوبے کے تحت ۹۹، کمروں کی خوبصورت اور دیدہ زیب: **سنٹرل بلڈنگ**: جامعہ سے متصل: **خانقاہ اشرفی**: **حافظ زاہد بندگی ہال**: **نور قطب عالم ہال**: ۱۰۵ کمروں پر مشتمل تین منزلہ **آئینہ ہند ہاسٹل** اور درگاہ رسول پور کچھوچھہ شریف میں: **خانقاہ اعلی حضرت اشرفی وحدیقۃ المصطفے**: کی چار منزلہ پرشکوہ عمارتیں ہر ایک کو دعوت نظارہ دے رہی ہیں اور سعد اللہ پور میں آستانہ عالیہ سے

قریب خانقاہ سراجیہ اشرفیہ سے متصل وسیع وعریض اراضی پر **آئینہ ہند انگلش میڈیم اسکول** کا تعمیری کام اعلیٰ پیمانے پر جاری ہے انشاء اللہ مستقبل قریب میں یہاں بھی باضابطہ تعلیم شروع ہوجائے گی۔

علاوہ ازیں مخدوم اشرف مشن کے زیر انتظام اجمیر معلیٰ میں **خانقاہ معینیہ اشرفیہ** کا تعمیری کام جنگی پیمانے پر چل رہا ہے، جس کا دوتہائی تعمیری مرحلہ مکمل ہو چکا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس خانقاہ کی بالائی منزل میں مدارس اسلامیہ کے فارغین کے لئے **شعبہ اختصاص** کا قیام میں آئے گا، جس میں خصوصی طور پر **تخصص فی الفقہ الحنفی** اور **تخصص فی الحدیث** کے دوسالہ تعلیمی کورس کا خصوصی اہتمام ہوگا، ساتھ ہی اسلامی اسکالروں کے لئے تصنیف وتالیف، تحقیق وجستجو اور تقابل ادیان جیسے اہم کورسیز بھی قائم کئے جائیں گے اور جدید ٹیکنالوجی کے تحت ماہرین علوم وفنون کے ذریعے آن لائن تعلیم کا بھی انتظام ہوگا۔

علاوہ ازیں بنگال و بہار اور ہندوستان کے مختلف صوبوں میں اس ادارے کی متعدد شاخیں بھی قائم ہو چکی ہیں، جہاں اس ادارے کے فارغین پوری محنت و جانفشانی کے ساتھ دین متین کی خدمت میں سرگرم ہیں اور حضور شیخ علاء الحق پنڈوی اور آپ کے پیر و مرشد حضور اخی سراج آئینہ ہند رحمۃ اللہ علیہما کے آفاقی و روحانی تعلیمات و پیغامات کو عام کررہے ہیں۔

بلا شبہ مخدوم اشرف مشن اس وقت باشندگان بنگال و بہار کی نئی نسل کے لئے تعلیمی آماجگاہ اور مرکزی ادارہ بن چکا ہے، اس کا فیضان بنگال و بہار ہی تک محدود نہیں بلکہ اب تو ہندوستان کے متعدد صوبوں میں پہونچ چکا ہے اور اس کی تعلیمی و تربیتی شہرت سن کر ہندوستان کے مختلف صوبوں سے آئے ہوئے طالبان علوم نبویہ حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش فیضان میں دینی اور روحانی تعلیمات سے

اپنی اپنی تشنگی بجھا رہے ہیں، مخدوم اشرف مشن کی موجودہ تعلیمی ترقی اور بڑھتی ہوئی تیزی سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انشاء اللہ مستقبل قریب میں پوری دنیائے سنیت میں اس کی آفاقی شہرت ہوگی اور زمانہ اس سے فیضیاب ہوگا۔

یہ سب کچھ نتیجہ ہے شیخ طریقت تاج الاولیا حضرت علامہ الحاج سید شاہ ڈاکٹر جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی جانشین حضور اشرف الاولیا و سرپرست اعلی ادارہ ہذا کی عرق ریزی وخلوص وللّٰہیت کا جنھوں نے اپنی پوری زندگی اس ادارے کے لئے وقف کردی ہے اور والد گرامی کی حیات اور کارناموں کو اپنے لئے نمونہ عمل بنا لیا ہے، حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ”مخدوم اشرف مشن“ حضور تاج الاولیاء مدظلہ العالی کا ’اوڑھنا بچھونا‘ ہوگیا ہے، اس کی تعلیمی اور تعمیری منصوبوں کو جلد سے جلد پایہ تکمیل تک پہونچانے کے لئے جدوجہد کرنا آپ نے اپنا نصب العین بنالیا ہے، مخدوم اشرف مشن آپ کے رگ وپے میں گھر کرگیا ہے، خلوت میں مخدوم اشرف مشن، جلوت میں مخدوم اشرف مشن، سفر میں مخدوم اشرف مشن، حضر میں مخدوم اشرف مشن، گھر میں مخدوم اشرف مشن، باہر میں مخدوم اشرف مشن، مخدوم اشرف مشن کا ذکر کئے بغیر آپ کو چین نہیں آتا ہے، عشق وشیفتگی اور جنون کی حد تک آپ کو مخدوم اشرف مشن سے لگاؤ ہے اور آپ کے ذریعے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کا ہر ایک خواب شرمندۂ تعبیر ہو رہا ہے۔

دعا ہے کہ رب قدیر آپ کو عمر خضر عطا فرمائے اور آپ کی ذات سے مخدوم اشرف مشن کی سرپرستی کے ساتھ ساتھ مزید دین متین کی خدمت کا کام لے (آمین بجاہ سید المرسلین)

ایں دعا از من واز جملہ جہان آمین آباد

مخدوم اشرف مشن

علما ومشائخ کی نظر میں

کسی بھی چیز کی اہمیت اور افادیت میں ارباب علم ودانش اور اصحاب فضل و کمال کے تأثرات اور افکار وخیالات کو کلیدی حیثیت حاصل ہوتی ہے جن کے ذریعہ اس کی صحیح صورت حال اور خدوخال کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اس سلسلے میں جب ہم مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف کی تعلیمی وتربیتی اور تعمیری پیش رفت کے بارے میں ارباب فضل وکمال واصحاب حال وقال کے گراں قدر تأثرات کا جائزہ لیتے ہیں تو ان سے مخدوم اشرف مشن کی موجودہ تعلیمی وتربیتی ترقی اور روشن مستقبل کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

ذیل میں ہم اہلسنت وجماعت کے ان مشاہیر علمائے کرام اور مشائخ عظام کے قیمتی تأثرات، افکار وخیالات اور مفید مشوروں کو ہدیۂ قارئین کرتے ہیں جو دینی شہرت کے مالک اور اپنی اپنی جگہ پر امتیازی شان رکھتے ہیں۔ ان حضرات نے مخدوم اشرف مشن کو اپنے قیمتی اوقات کے چند لمحات دے کر اپنی بصیرت افروز نگاہوں سے اس ادارہ کی جو تعلیمی وتربیتی ترقی دیکھی، ان کا بنفس نفیس مشاہدہ فرمایا خود انہیں حضرات کے الفاظ میں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ واضح رہے کہ تأثرات کے صرف بعض اقتباسات ہی یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

اشرف العلما حضرت علامہ

سید شاہ حامد اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہٗ النورانی

شہزادۂ اشرف الاولیا وبانی دارالعلوم محمدیہ ممبئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہٖ الکریم و اٰلہٖ و صحبہٖ اجمعین

پنڈوہ شریف کی پاک سرزمین پر مخدوم اشرف مشن ''بنام الجامعۃ الجلالیہ الاشرفیہ'' کی بڑی وسیع وعریض عمارت اپنے بانی کی شرف نیت کا احاطہ کررہی ہے، ابھی عمارت ناتمام ہے لیکن اپنے حسن تعمیر کی اپنی مثال آپ ہے، اس مشن کے ماتحت جو پروگرام ہیں یقیناً وہ لائق صد تحسین ہیں، میرے برادر محترم حضرت مولانا سید شاہ مجتبیٰ اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی زندگی پاک کا عظیم کارنامہ ہے، بنگال کی وادی میں اس وقت تشریف لائے جب لوگ سلسلے کی ان عظیم شخصیتوں کو تقریباً بھول چکے تھے اور ان کے ذہن وفکر سے یہ بات مٹ چکی تھی کہ ہمارا مبارک مرکز عقیدت پنڈوہ شریف ہے جب کہ ماضی میں اسے لوگ اپنی عقیدتوں کا سرچشمہ سمجھتے آئے تھے، حضرت موصوف نے احیا فرمایا اور جبین نیاز کو جھکا کر سر بلندی حاصل کی، میری دلی خواہش ہے کہ ابھی جو پروگرام ادھورا ہے مولیٰ کریم توفیق عطا فرمائے اور اس کی تکمیل فرمائے۔ آمین

عجب نہیں کہ حضرت اشرف الاولیا کی روحانیت کارفرما ہوگی اور بڑے جوش وخروش کے ساتھ سرزمین پنڈوہ شریف پر علم دینی ودنیوی کا فروغ ہوگا۔ **اللّٰھم اغفر لمن اسّس ھٰذا البناء و اد خلہ جنات النعیم تجری من تحتھا الانھار**

فقط: سید حامد اشرف اشرفی جیلانی

۲۴؍رجب المرجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۵؍نومبر ۱۹۹۸ء

شیخ اعظم حضرت علامہ سید شاہ
محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہٗ النورانی
سجادہ نشین: آستانۂ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

مورخہ ۲۳؍رجب المرجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۲؍اکتوبر ۲۰۰۰ء کو الجامعۃ الجلالیہ العلائیۃ الاشرفیہ وخانقاہ اشرفی زیر اہتمام مخدوم اشرف مشن کے سالانہ دستار حفظ کے میں پروگرام میں شرکت کرنے کی سعادت حاصل کی ،اس سے پہلے بھی ادارۂ مذکور کو دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا لیکن صرف دو سال میں اتنی ترقی ہوگی میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا اس بار شاندار جلسہ ،لوگوں کا ہجوم ،ادارہ کا شاندار گیٹ اور اس کے علاوہ بھی تعمیری ترقی کو دیکھتا رہا، اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے ماموں حضرت اشرف الاولیا علامہ مولانا الحاج سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بے مثل تعمیر کا نمونہ قوم کے سامنے پیش کیا ہے۔ عمارت کی شاندار تعمیر اس بات کی غمازی کر رہی ہے کہ کتنا بلند منصوبہ ہے۔ حضرت اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی دعاؤں کا ثمرہ ہے کہ ادارہ بام عروج پر پہونچ رہا ہے۔

حضرت ماموں جان قبلہ نے اپنے لائق فرزند عزیزی علامہ سید جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی کی ایسی شاندار تربیت فرمائی ہے کہ ان میں ہر ایک عظیم منصوبے کو عملاً چلانے کی بھر پور صلاحیت ہے۔ قادری میاں بہت سی خوبیوں کے جامع اور علم و عمل کے سنگم ہیں، عزیزی موصوف کی کوششوں اور جذبۂ اخلاص کو دیکھ کر مجھے یقین ہے کہ ادارہ پورے آب و تاب کے ساتھ منزل تک بہت جلد پہونچ جائے

گا۔ مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ شوال المکرّم سے عربی درجات کے شعبے کی تعلیم کا آغاز ہو جائے گا۔ بنگال کی دھرتی پر اس عظیم ادارہ کو چلانا حضرت مخدوم العالم کی کرامت ہے اس ادارہ کے ساتھ میری دعائیں ہیں اور میری گذارش ہے کہ جمیع اہلسنت خصوصاً وابستگان سلسلۂ اشرفیہ اس ادارے کے عظیم منصوبوں کی تکمیل میں حصہ لیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔

مولیٰ تعالیٰ بطفیل سرکار مدینہ ﷺ اس ادارے کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن فرمائے۔ آمین

فقط والسلام

دعا گو

سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی

۲۳ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ

جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی قدس سرہٗ النورانی

سابق شیخ الحدیث: جامعہ رضویہ منظر اسلام محلّہ سوداگران بریلی شریف یوپی

مُبسملاً وَّحامداً وَّ مصلیاً وَّمسلماً

بتاریخ ۲۲/۲۳/رجب المرجب ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۱/۱۲/ ۱/اکتوبر ۲۰۰۱ء بروز چہارشنبہ و پنجشنبہ ''الجامعۃ الجلالیہ العلائیۃ الاشرفیہ'' پنڈوہ شریف ضلع مالدہ بنگال کے سالانہ جلسۂ دستار حفظ اورعرس اشرف الاولیا میں حاضری کی سعادت کا شرف حاصل ہوا۔ جامعہ کے بچوں کی تعلیمی جد وجُہد اور اساتذہ کی توجہ وسعیٔ بلیغ اور حسن تربیت پر طمانیت قلبی حاصل ہوئی۔

حضور اشرف الاولیا کی تمناوآرزو کی تکمیل پر شاہزادۂ اشرف الاولیا حضرت مولانا سید جلال الدین اشرف (قادری میاں) الاشرفی الجیلانی مدظلہٗ العالی کی مساعیٔ جمیلہ سے یقین کامل ہے کہ مستقبل قریب میں ایک مینارۂ علم وہدایت ظاہر ہوگا۔ اور فقیر اشرفی کو یہ امید کامل ہے یہ ادارہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے مشن کو آگے بڑھانے میں نمایاں مقام حاصل کرے گا اور حضرت شاہ علاء الحق والدین گنج نبات السعد لاہوری پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت علم وعرفان کا مظہر ثابت ہوگا۔ اللّٰھم زدفزد آمین بجاہ سید المرسلین صلواۃ اللہ علیہ و سلامہٗ علیہ وآلہٖ اجمعین۔

فقط

غلام مجتبیٰ اشرفی غفرلہ ولوالدیہ

شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام سوداگران، بریلی شریف

بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی قدس سرہٗ النورانی

سابق شیخ الحدیث: جامعہ شمس العلوم گھوسی مئو، یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بتقریب جلسۂ سالانہ ودستار حفظ مدرسہ جلالیہ پنڈوہ میں حاضری ہوئی اشرف الاولیا مولانا سید مجتبیٰ اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ ''اشرف مشن'' کو دیکھ کر نہایت مسرت ہوئی اس دارالعلوم جلالیہ علائیہ اشرفیہ کی دومنزلہ عمارت پُرشکوہ اور فردوس نظر ہے جس میں درجۂ حفظ کی مکمل تعلیم اور ابتدائی دینی، عربی تعلیم کا معقول انتظام ہے۔ جلسۂ سالانہ میں مردوں، عورتوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جس میں طلبا کو دستار حفظ عطا کی گئی، حاضرین کا جوش ایمانی قابل دید تھا فی الوقت ادارے میں سو سے زائد طلبا کے قیام وطعام کا انتظام ادارہ کی طرف سے ہے۔ الغرض! یہ ایک عظیم کارنامہ ہے جس سے پورے صوبہ میں انشاء اللہ دین اسلام کی تعلیم کو غیر معمولی فروغ حاصل ہوگا۔

یہ سب دراصل اس کے مقدس بانی حضرت اشرف الاولیا کی عظیم روحانیت اور حسن نیت کی برکت ہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لائق فرزند حضرت مولانا جلال الدین اشرفی زید مجدہٗ اپنے اخلاص اورکام کے جدوجُہد میں حضرت بانی ادارہ رحمۃ اللہ علیہ کے سچے جانشین اوران کے چھوڑے ہوئے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے ہرطرح اہل اور صالح ہیں۔

مولیٰ تعالیٰ ان کے عظیم منصوبوں کو جلد از جلد پورا فرمائے اور اس علاقہ کے مسلمانوں کا دل اس ادارہ کی طرف مائل فرمائے۔ آمین آمین آمین بجاہ سید المرسلین

فقط عبدالمنان اعظمی

دارالعلوم شمس العلوم، گھوسی، ضلع مئو، ۲/۱/اکتوبر ۲۰۰۲ء

شیخ الاسلام عمدۃ المحققین حضرت علامہ سید

محمد مدنی اشرف اشرفی جیلانی دام ظلہٗ العالی

جانشین مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند کچھوچھہ شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا لا الآء الا الآء الالٰہ فالحمد لہٗ علیٰ الآئہٖ الشاملۃ و نعمائہٖ الکاملۃ و الصلٰوۃ و السلام علیٰ افضل الامۃ و اعظم نعمائہٖ سید الانبیاء و المرسلین وعلیٰ الٰہٖ الطیبین الطاھرین و اصحابہٖ المکرمین المعظمین و علیٰ جمیع علماء امتہٖ و اولیاء ملتہٖ و شھداء محبتہٖ الیٰ یوم الدین

میں اپنی خوش قسمتی اور فیروز بختی پر جس قدر ناز کروں کم ہے کہ مجھے وہ ساعت سعید نصیب آئی جو میرے لیے بے شمار سعادتوں اور برکتوں کا پیغام لے کر آئی، پنڈوہ شریف کی پُر انوار فضاؤں سے مستنیر و مستفید ہونے اور اس شہر بابرکت کی بارش میں نہانے کی سعادت میسر آئی۔ میں عرض نہیں کرسکتا، جب اپنے آقاؤں کے آقا کی بارگاہ میں یہ ناکارہ غلام کھڑا تھا تو اس کے دل کی کیا کیفیت تھی؟ شیخ العالم سیدنا گنج نبات قدس سرہٗ العزیز کا یہ کتنا بڑا کرم ہے کہ ایک مجرم کو اپنی بارگاہ میں طلب فرما کر اسے بھی اپنا معروضہ پیش کرنے کا موقع عطا فرمایا اور اسے بھی اپنی عنایتوں سے محروم نہیں فرمایا۔

بارگاہ عالم پناہ سے جب میں واپس ہوا تو دل سے کچھ اس طرح کی آواز نکلتی ہوئی محسوس ہوئی

نظر کو نور دیا دل کو تازگی بخشی — جسے زوال نہ آئے وہ زندگی بخشی
کرم تو دیکھو در پاک پر طلب کر کے — جو ان کی شان کے لائق تھی شئے وہی بخشی

درگاہ معلی کی حاضری سے پہلے اور پھر سنگ آستانہ بوسی کے شرف سے مشرف ہونے کے بعد ایک عظیم دینی ادارے کی زیارت بھی نصیب ہوئی ، اس ادارے کا نام'' جامعہ جلالیہ علائیہ اشرفیہ'' ہے ادارہ ہٰذا کی پچیس کمروں پر مشتمل دو

منزلہ پُر شکوہ اور خوبصورت عمارت کو دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ اس ادارے کے تعلق سے مختلف لوگوں سے میں بہت کچھ سن رکھا تھا مگر جب دیکھا تو جو کچھ سن رکھا تھا اس سے کہیں زیادہ بہتر پایا۔ اس ادارے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی بنیاد اپنے مقدس ہاتھوں سے خانوادۂ اشرفیہ کے ایک بطل جلیل نے رکھی ہے جو شریعت وطریقت کا سنگم تھا اور جو بجاطور پر بقیۃ السلف اور حجۃ الخلف تھا۔ علیہ الرحمۃ والرضوان

آج اس ادارے کو اسی مجمع البحرین قدس سرہٗ العزیز کے فرزند ذی وقار کی جاندار قیادت حاصل ہے جو علم وعمل اور فکر ونظر کی پوری توانائی کے ساتھ اس ادارے کی سرپرستی فرما رہے ہیں اور'' مخدوم اشرف مشن'' کے اعلیٰ مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پُر خلوص جد جُہد میں لگے ہوئے ہیں۔ اس ادارے کے تعلق سے اور پھر'' مخدوم اشرف مشن'' کے اگلے پروگرام کے تعلق سے ذمہ دار افراد سے جو معلومات حاصل ہوئیں ان کا خلاصہ یہ ہے......

☆ جامعہ ہٰذا اور خانقاہ اشرفی کی بنیاد ۱۹۹۳ء میں رکھی گئی۔

☆ جامعہ فی الوقت پچیس کمروں پر مشتمل ہے۔

☆ حضرت بانی جامعہ ہٰذا اقدس سرہٗ کی حیات میں دس کمروں کی تکمیل ہو پائی تھی اور بالائی منزل میں کام چل رہا تھا۔

☆ لائبریری ودار المطالعہ اور صدر دروازہ اور بالائی منزل کی تعمیر حضرت بانی قدس سرہٗ کے فرزند جلیل کی سرپرستی میں مکمل ہوئی۔

☆ گذشتہ تین سال سے باضابطہ درس نظامیہ کی تعلیم بھی ہو رہی ہے۔

☆ شعبۂ حفظ کی تعلیم اعلیٰ پیمانے پر پہلے ہی سے چل رہی تھی جواب بھی جاری ہے۔

☆ اس وقت بہار، بنگال، جھارکھنڈ کے تقریباً ڈیڑھ سو طلبا تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن کے طعام وقیام کا انتظام ادارہ ہٰذا خود کر رہا ہے۔

☆ انشاءاللہ تعالیٰ مستقبل قریب میں موبائیل ہاسپٹل کا افتتاح بھی ہونے والا ہے۔

☆ کمپیوٹر ٹریننگ کورس، سلائی کڑھائی، گھڑی سازی وغیرہ وغیرہ دیگر ٹیکنیکل شعبہ جات کا بھی پروگرام ہے۔

یہ تو وہ باتیں ہیں جو ذمہ دار افراد سے معلوم ہوئیں، رہ گئیں وہ چیزیں جنھیں میں نے خود دیکھا اس نے مجھے بے حد متأثر کیا۔ مثلاً ...... طلبا ادب وتہذیب کا مرقع نظر آئے، اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ ڈسپلین اور شائستگی کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ جامعہ کا محل وقوع یعنی بارگاہ گنج نبات قدس سرہٗ العزیز کا قرب بھی یہاں کی پوری فضا کو روحانی بنائے ہوئے ہے۔ ایسے ماحول میں یہ جامعہ اگر خلد نظر اور بہشت خیال ثابت ہو تو حیرت ہی کیا ہے؟

مجھے یقین ہے کہ یہ ادارہ اپنے بانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی روحانیت کے سائے تلے اور اپنے سربراہ اعلیٰ (جو الولد سرّ لابیہ کی سچی تصویر ہیں) کی مضبوط قیادت کے سہارے ترقی کی راہ طے کرتا رہے گا اور وہ دن دور نہیں جب اس مینارۂ علم ونور کی روشنی دور دور تک دیکھی جا سکے گی، فقیر اشرفی وگدائے جیلانی کی دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس جامعہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرماتا رہے اور مؤمنین کے قلوب کو اس کی طرف مائل کر دے یہاں تک کہ وہ اس کے ارتقاء کو خود اپنا ارتقا اور اس کے فروغ کو خود اپنا فروغ سمجھنے لگیں۔ آمین

یامجیب السائلین بحق طٰہٰ و یٰسین و بحرمة سید المرسلین الذی توسل بہٖ سیدنا آدم علیہ السلام فاجبت دعوتہٗ برحمتك یا ارحم الراحمین۔ فقط والسلام

دعا جو: **ابوالحمزہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی غُفرلہٗ**

جانشین مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند قدس سرہٗ

۲۶/جنوری ۲۰۰۳ء نزیل پنڈوہ شریف

خیر الاذکیا صدر العلما حضرت علامہ
محمد احمد مصباحی دام ظلہ العالی

سابق صدر المدرسین: الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی، مبارک پور، اعظم گڑھ یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً و مصلیاً

۸/۹/۱۰/مئی ۲۰۰۵ء کو ملک پور (دلکولہ سے قریب) سنی، دیوبندی مناظرہ میں شرکت کے لئے آنا ہوا۔ ۹/مئی کو دیوبندی مناظر کی لاجوابی اور فرار کے بعد ۱۰/مئی کو پنڈوہ شریف حاضری کا ارادہ ہوا۔ اس سے ۱۵/سال پہلے بھی بارگاہ شاہ علاء الحق پنڈوی میں حاضری دی تھی۔ اس بار آنا ہوا تو درگاہ شریف سے قبل دار العلوم جلالیہ علائیہ اشرفیہ کی پُرشکوہ عمارت نظر آئی۔ تذکرہ تو پہلے بھی سنا تھا مگر دیکھنے کے بعد عمارت اور تعمیری، تعلیمی وتربیتی چہل پہل تصور سے زیادہ نظر آئی، اساتذہ وطلبا سبھی ادارہ کے ساتھ محبت وخلوص بھی رکھتے ہیں اور اپنے فرائض کی تکمیل سے لگن بھی، ساتھ ہی ادارہ کی خدمات کو وسیع سے وسیع تر کرنے کا عزم بھی۔

یہ سب بانیٔ ادارہ رحمہ اللہ اور ان کے خلف الصدق کے نیک عزائم اور پاکیزہ و بلند خیالات کا عکس جمیل ہے جو ادارہ کی در و دیوار پر ضوفگن ہے اور خادمان ادارہ کی حرکت وعمل میں بھی۔

مولیٰ تعالیٰ عزائم میں استحکام بخشے اور خدمات کو فروغ وارتقا نصیب کرے، ساتھ ہی سب کے اعمال جلیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور دارین کی سربلندیوں سے سب کو شاد کام فرمائے۔

فقط

محمد احمد مصباحی

۳۰/ربیع النور ۱۴۲۶ھ/۱۰/مئی ۲۰۰۵ء سہ شنبہ

نازش فکر وقلم حضرت مولانا
مفتی ارشاد احمد رضوی مصباحی ساحلؔ سہسرامی (علیگ)

ماشاءاللہ ہاؤس۔کبیر کالونی۔علی گڑھ، یوپی

۷۸۶/۹۱۷

۱۲/ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ، ۴/دسمبر ۲۰۰۶ء بروز پیر بارسوئی موضع ایک چنا سے چل کر پنڈوہ شریف حاضر ہوا۔عرصے سے مخدومان گرامی سیدنا شیخ المشائخ مخدوم شیخ علاءالحق والملۃ والدین خواجۂ گنج نبات اور سیدی وغوثی مخدوم شیخ نور قطب عالم رضی اللہ عنہما کی بارگاہ عالی جاہ میں حاضری کا اشتیاق تھا۔ جو ان بزرگوں کی روحانی توجہات سے پورا ہوا۔

۳ بجے شام کو حاضر ہوا، عصر کی نماز احاطۂ مخدوم میں ادا کی اور بعجلت دونوں بزرگوں کے آستانے پر فاتحہ خوانی کے بعد واپس ہوا۔ راستے میں ایک عظیم الشان ادارہ سے دل ونگاہ کو سرور حاصل ہوا تھا، سوچا مغرب کی نماز وہیں ادا کرتا چلوں۔ ادارہ میں ایک اجنبی کی حیثیت سے حاضر ہوا اساتذہ اور طلبہ اخلاق سے پیش آئے، نماز کے بعد کئی شناسا احباب بھی نظر آئے جن کی محبتوں نے خاصی دیر تک رکنے پر مجبور کیا۔

دوران گفتگو علم ہوا کہ ادارے کی عمر تقریباً گیارہ سال ہے۔اس مختصر سے عرصے میں پُرشکوہ عمارات کا دراز سلسلہ، طلبہ کا جم غفیر، عمدہ نظام تعلیم وتربیت اور شریعت وطریقت کے معمولات سے ربط یقیناً لائق ستائش ہے اور حیرت انگیز خوشی کا باعث بھی۔مولیٰ تعالیٰ اس چمنستان سنیت کو بافروغ وسدا بہار کرے۔ادارے کی ذیلی شاخیں اور شعبوں کی وسعتیں حضرت سربراہ ادارہ کے خلوص اور استقامت عمل کا

خوب پتہ دیتی ہیں۔

مولائے کریم حضرت کے سایۂ کرم کو دراز رکھے، دینی اداروں کے قیام کا مقصد دینی علوم کے ماہرین پیدا کرنا ہے جو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق دین اور شریعت کی تفہیم کا فریضہ انجام دے سکیں۔اس ادارے کی تعلیمی اور تعمیری اٹھان، اس کے مزاج اور معیار کی تکمیل کا پتہ دیتی ہے۔خدا کرے کہ امت مسلمہ نے اس عظیم الشان علمی اور دینی ادارے سے جو توقعات وابستہ کی ہیں وہ جلد از جلد منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو کر اہل سنت کی روحانی طمانیت کا سامان بنیں۔

خیر اندیش

ارشاد احمد رضوی

حال وارد پنڈوہ شریف

سفر آخرت اور اولاد امجاد

وفات کا علم اور آخری ملاقاتیں:

اللہ تعالیٰ اپنے کچھ مخصوص بندوں کو اپنے پاس بلانے سے پہلے انھیں اس کی اطلاع دے دیتا ہے۔حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ بھی انہیں خاصان خدا میں سے تھے جن کو اپنی وفات اور قرب مولیٰ کا علم وصال سے قبل ہی ہو گیا تھا، چنانچہ جب وفات کا سال قریب آیا تو آپ نے اپنے گھر والوں اور مریدین ومعتقدین سے فرمایا کہ: یہ میرا آخری سال ہے؛ پھر وفات سے ایک مہینہ قبل فیض آباد (رہائشی مکان) سے کچھوچھہ شریف تشریف لے گئے، خویش واقارب اور خانوادہ کے ہر ایک فرد سے آخری ملاقات کی اور سب سے یہی فرمایا: ''یہ میری آخری ملاقات ہے اگر میری زند گی میں مجھ سے کوئی ناگواری گزری ہو تو اسے معاف کرنا اور آپ لوگوں کے ذریعہ اگر میری کوئی دل آزاری ہوئی ہے تو اسے میں نے معاف کردیا'' اس طرح سبھوں سے انفرادی اور اجتماعی طور پر آپ نے ملاقات کی اور اپنی غلطیوں سے معافی کے خواستگار ہوئے جب ملاقات کا سلسلہ ختم ہوا آقاؤں کے آقا مرکز عقیدت غوث العالم محبوب یزدانی حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دی، فاتحہ پڑھی اور آخری بار قدم بوس ہو کر عرض کی، حضور! آپ کے ذریعے دیئے گئے بارگراں کو اپنی صلاحیت کی بنیاد پر نہیں بلکہ آپ کے فیض وکرم سے اٹھاتا رہا اب خواہش ہو رہی ہے کہ آپ کے قدموں میں تھوڑی سی جگہ مل جائے۔پھر غلاف اشرف کو بوسہ دیتے ہوئے اشکبار ہو گئے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے،

روتے ہوئے کھڑے ہوئے آستانہ عالیہ سے باہر نکلے اور مخدومی چوکھٹ چوم کر آخری حاضری کی تمنا پوری کی اس کے بعد اپنے آبا واجداد کے مزارات پر حاضری دی اور اس کے بعد اس جگہ پہونچے جہاں حضرت مخدومہ رحمۃ اللہ علیہا کا مزار پر انوار ہے فاتحہ خوانی کے بعد اپنے ساتھ حاضرین کو اپنی قبر انور کی جگہ کا انتخاب کرتے ہوئے مطلع کیا کہ ''یہ میری آخری آرام گاہ ہے'' پھر خانقاہ حسنیہ اشرفیہ سرکار کلاں میں تشریف لے گئے اور سبھوں سے الوداعیہ لیا، فیض آباد پہنچے اسی دن آپ کے چھوٹے شہزادے حضرت سید سراج الدین اشرف اشرفی جیلانی کی شہزادی کی ولادت ہوئی ''دردانہ فاطمہ'' نام تجویز کیا اور فرمایا کہ ''یہ آخری نام ہے جو فقیر کے ذریعہ رکھا جارہا ہے'' اس کے بعد اپنی بڑی ہمشیرہ سیدہ صفیہ خاتون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا جو بڑی متقیہ عابدہ وزاہدہ تھیں اور حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے پاس رہتی تھیں ان کے پاس تشریف لے گئے، اپنی غلطیوں کی معافی کے طالب ہوئے اور عرض کیا ''یہ میری آخری ملاقات ہے'' مخدومہ ہمشیرہ رحمۃ اللہ علیہا نے آبدیدہ ہو کر زندگی کی سلامتی کی دعائیں دیں۔

خاندان اور گھر والوں سے ملاقات کے بعد مریدین سے ملاقات کی خواہش ہوئی، تمام مریدین سے ملنا تقریبا ناممکن تھا، بنگال جہاں تبلیغ دین اور رشد و ہدایت کے لئے آپ کی زندگی کا زیادہ حصہ گزرا، جہاں کے غریب مسلمان مریدین کو اپنی اولاد کی طرح عزیز جانتے تھے، ان سے آخری ملاقات کے لئے آپ بنگال کی راجدھانی کولکاتا تشریف لے گئے ایک طرف جہاں ان کی ملاقات کا شوق تو دوسری طرف دل میں یہ تمنا بھی تھی کہ میری روح بھی نکلے تو دین اسلام کی تبلیغ، رشد و ہدایت کا درس اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے کی حالت میں نکلے، چنانچہ دوسرے دن اپنے چہیتے مرید حاجی محمد ہاشم اشرفی کی خواہش

پرٹکیہ پاڑہ ہاوڑہ (کولکاتا) پہنچے۔

حضور اشرف الاولیا کی آخری وصیت:

شدید علالت کی خبر سن کر بنگال اور نواح بنگال سے علما و مشائخ اور عوام و خواص عیادت کے لئے جوق در جوق آنے لگے اور آپ ہر شخص کو اپنے مخصوص انداز میں رشد و ہدایت کی باتیں سناتے اور وعظ و نصیحت کرتے رہے اور سبھوں سے یہی ارشاد فرماتے رہے **"یہ میری آخری ملاقات ہے اس کے بعد دنیا میں میری تم سے ملاقات نہیں ہو سکے گی اگر تم لوگوں کو مجھ سے سچی محبت ہے تو میں نے شریعت و طریقت کی جو باتیں تمہیں بتائی ہیں ان پر سختی سے عمل کرتے رہنا اسی میں تم لوگوں کی دین و دنیا کی کامیابی ہے"** اسی حالت میں کچھ ایام گزرے یہاں تک کہ وہ شب آگئی جو شب دیجور سے کم نہ تھی، علالت نے شدت اختیار کی، مرید با اخلاص جناب حاجی ہاشم اشرفی کلکتوی اور خادم خاص حاجی محمد شمیم اشرفی مالدہوی و دیگر مریدین نے آپ کو اسپتال میں داخل کیا اس وقت آپ کے بڑے شہزادے حضرت تاج الاولیا مدظلہ العالی سفر تبلیغ میں تھے، عقیدت مندوں نے حضور قادری میاں کو بلانے کی آپ سے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا **"انہیں بلانے کی ضرورت نہیں وہ آجائیں گے تو مخدوم اشرف مشن کا نقصان ہوگا ان کو ان کے کام پر لگا رہنے دو اور میں تمہارے درمیان سے کبھی بھی جدا نہیں رہوں گا تم لوگ مجھے دیکھنا چاہتے ہو تو مخدوم اشرف مشن کو دیکھتے رہو میں تمہیں دیکھتا رہوں گا"**۔

اس طرح آپ نے اپنے مریدین کی فلاح اور مخدوم اشرف مشن کے عروج کے لئے اپنی زندگی کی آخری وصیت فرمائی۔

چہرے پر بڑا اطمینان اور زبان بڑی شیریں تھی، اپنے معمول کے مطابق حاضرین سے محو گفتگو تھے، دریں اثنا ڈاکٹر معائینہ کے لئے آیا آپ کی نبض اپنے ہاتھ

میں لیا تو گھبرا کر یک بیک کھڑا ہو گیا اور زور زور سے کہنے لگا "بابا کو آئی، سی، یو، میں داخل کرنا ہوگا جلدی کرو لیٹ مت کرو"، ہر شخص متحیر تھا اور گھور گھور کر ڈاکٹر کو دیکھ رہا تھا کہ حضرت اطمینان و سکون کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور ڈاکٹر بے چین و پریشان ہے، آپ نے آئی، سی، یو، میں داخل ہونے سے منع کر دیا اور بار بار یہی فرماتے رہے "اب مجھے گھر جانا ہے اب میرا علاج کوئی نہیں کر سکتا ہے" لیکن بقول (سانس باقی ہے تو آس باقی ہے) بالآخر عقیدت مندوں نے آپ کو آئی، سی، یو، میں داخل کر دیا، ابھی آئی، سی، یو، کے بستر پر آپ کو بٹھایا ہی گیا تھا کہ آپ نے اپنے خادم خاص حاجی محمد شمیم اشرفی سے فرمایا "بیٹا ایک گلاس پانی لاؤ" اس نے فوراً پانی پیش کیا، آپ نے اس پانی پر کچھ پڑھ کر دم کیا اور مسکراتے ہوئے تین سانسوں میں اسے پی لیا اور یہ ارشاد فرمایا "شمیم مجھے غیر محرم سے بچاؤ مجھے اب لٹا دو میرے ہاتھ پیر سیدھے کر دو اور تم لوگ گواہ ہو جاؤ میں پڑھتا ہوں اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ"۔

آپ نے ۲۱/ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۰/مارچ ۱۹۹۸ء بروز جمعہ مبارکہ رات ۱۱/بج کر ۳/منٹ پر کولکاتا ہی میں اپنی جان عزیز جان آفریں کے سپرد فرمائی اور اپنی روحانی و علمی محفلوں کی یادیں لوگوں کے دلوں میں بسا کر سب کو الوداع کہا اور ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

تجہیز وتکفین

وصال کے دوسرے دن بذریعہ ہوائی جہاز آپ کا جسد اطہر لکھنؤ لایا گیا پھر وہاں سے کچھوچھہ شریف لایا گیا، وصال کی خبر اسی رات بجلی کی طرح پورے ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں پھیل گئی، مریدین اور معتقدین غم فراق میں پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے علما و مشائخ اور عوام وخواص ہر چہار جانب سے آخری زیارت کے لئے جوق در جوق کچھوچھہ شریف آنے لگے تھے، آنے والوں کا جم غفیر تھا، دیوانوں اور عقیدت مندوں سے کچھوچھہ مقدسہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، جو بھی آتا اور نورانی چہرۂ اقدس کی زیارت کرتا تو اسے ایسا محسوس ہوتا کہ حضرت ابھی ابھی مسکراتے ہوئے سو گئے ہیں اور تھوڑی ہی دیر میں بیدار ہونے والے ہیں، چہرے سے نوری کرنیں پھوٹ رہی تھیں اور ان کی شعاعوں سے سبھی جگمگا رہے تھے، ایسے ہی مرد مومن کے بارے میں شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

نشان مرد مومن با تو گویم ☆ چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

پوری دنیائے سنیت سوگوار تھی، عالم اسلام پر سکتہ طاری تھا، پورا کچھوچھہ مقدسہ آہوں، سسکیوں اور آنسوؤں میں ڈوبا ہوا تھا ہر شخص اپنے مرجع عقیدت مرشد برحق کے آخری دیدار کے لئے مرغ بسمل تھے، مدارس و مساجد، خانقاہوں اور تنظیموں کے ذمہ داران کی طرف سے شہزادۂ اشرف الاولیا حضور تاج الاولیا مدظلہ العالی کے پاس ملک کے مختلف حصوں سے تعزیت پر تعزیت آرہی تھی فیض آباد و مضافات کے مدارس عربیہ کے اساتذہ وطلبہ حاضر ہو چکے تھے، عقیدت مندوں کے ہجوم کا ایک لامتناہی سلسلہ تھا جو آنسوؤں سے ڈوبی ہوئی آنکھوں سے اپنے محسن ومربی کو خراج عقیدت پیش کر رہے تھے، بڑی مشکلوں سے اس سلسلہ کو روکا گیا تجہیز وتکفین

کی تیاری ہونے لگی۔

غسل میں ہاتھ اوپر اٹھا:

جانشین حضور اشرف الاولیا حضرت علامہ سید جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی، جانشین اشرف العلما حضرت سید خالد اشرف اشرفی جیلانی، شہزادۂ اشرف العلما حضرت سید نظام اشرف اشرفی جیلانی، استاذ العلما حضرت علامہ حضرت علامہ مفتی رضاء الحق اشرفی سابق شیخ الحدیث جامع اشرف، حضرت علامہ مفتی زین الدین سابق صدر المدرسین جامع اشرف، حضرت علامہ مولانا محمد طاہر مصباحی ناظم تعلیمات مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف مالدہ بنگال اور خادم خاص جناب حاجی محمد شمیم اشرفی مالدوی جیسے خوش نصیب حضرات کو غسل دینے کا شرف ملا، غسل دیتے وقت پیرہن شریف کو صحیح وسالم نکالنے کے تعلق سے غسل دینے والے یہ حضرات ابھی اظہار خیال ہی کر رہے تھے کہ اچانک حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے دونوں ہاتھ اوپر کی جانب اٹھے اور ساتھ ہی جسم کا اگلا حصہ ذرا اوپر اٹھا اور پیرہن شریف صحیح وسالم جسم اطہر سے نکال لیا گیا پھر ہاتھ اور جسم خود بخود نیچے آ گیا، یہ منظر دیکھ کر سب ہی ورطۂ حیرت میں تھے، شہزادۂ اشرف العلما حضرت سید خالد اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ جب حضرت کو میں غسل دے رہا تھا اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت کے متبسم ہونٹوں پر لرزش ہو رہی تھی اور حضرت کچھ فرما رہے تھے جسے میں سمجھ نہ سکا۔

نماز جنازہ:

غسل اور تجہیز وتکفین کا عمل پورا ہونے کے بعد نماز جنازہ کا اعلان ہوا جو جہاں تھے صف بستہ کھڑے ہو گئے، دو بار نماز جنازہ ادا کی گئی، پہلی بار شیخ اعظم حضرت علامہ الحاج سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں آستانہ عالیہ اشرفیہ

حسنیہ سرکار کلاں و بانی جامع اشرف کچھوچھہ شریف نے پڑھائی، اور دوسری بار شیخ طریقت تاج الاولیا حضرت علامہ الحاج سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی جانشین حضور اشرف الاولیا وسربراہ اعلی مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف نے پڑھائی، پھر وصیت کے مطابق حضرت مخدومہ رحمتہ اللہ علیہا کے قرب میں ہزاروں عقیدت مندوں کے ہاتھوں آپ کی تدفین عمل میں آئی اور ہمیشہ کے لئے ہماری ظاہری نگاہوں سے روپوش ہوگئے

مزار پرانوار:

آپ کا مزار پرانوار کچھوچھہ شریف درگاہ رسول پور میں آستانہ عالیہ سے اتر جانب نیر شریف کے کنارے اپنے اجداد حضور اشرفی میاں تاج الاصفیا اور عالم ربانی قدس سرہم کے مزارات کے قریب واقع ہے اور زیارت گاہ عوام وخواص بنا ہوا ہے جہاں سے فیض کا دریا جاری ہے اور زائرین فیضیاب ہو رہا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

منظوم تاریخ وفات

از۔بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی

......☆☆☆......

پاک دل، پاک جان، پاک صفات ☆سید محترم ، رفیع الذات
گل سر سبز اشرفیت بود☆نیر چرخ اشرف السادات
مجتبیٰ ابن مصطفیٰ اشرف☆خوش ادا ،خوش مقام، خوش اوقات
گوہرش از نہال عالی بود☆لا جرم جلد سوئے خلد شتافت
سال دو کم زبست صد ماندہ☆ختم نا کردہ رفت و پاک گذاشت
گل خوش رنگ اشرفی نہ رہا☆شمع عرفان و آگہی نہ رہا
دے کے دنیا کو زندگی کا شعور☆نازش بزم زندگی نہ رہا
آپ ہم رہ کے کیا بنا لیں گے☆جس سے بنتا تھا جب وہی نہ رہا
ہے بقا ذات کبریا کے لئے☆نہ رہے گا کوئی ، کوئی نہ رہا

تاحیات بال سیاہ رہا

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کو اپنی مقدس زندگی میں کئی بار سرکار دوعالم ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی اور حضور رحمت دوعالم ﷺ نے اپنا دست اقدس آپ کے سر پر رکھا جس کی تاثیر سے تاعمر آپ کے سرِ اقدس کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تمام زلفیں مکمل طور سے سیاہ تھیں۔

اس سلسلے میں ایک مشہور واقعہ یہ بھی ہے جو حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ اکثر وبیشترا اپنے مریدین کے درمیان بیان فرمایا کرتے تھے۔

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے والد گرامی تاج الاصفیا حضرت علامہ سید شاہ پیر مصطفےٰ اشرفی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ بڑے ہی جلالی بزرگ تھے، جلال کا عالم یہ تھا کہ کسی کو آپ سے نظر ملا کر بات کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

ایک دلچسپ واقعہ:

واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حضور تاج الاصفیا بچوں کی دلجوئی کے لئے ان کے ساتھ تفریح کر رہے تھے، جن میں حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ بھی تھے، اتفاق سے ادھر سے ایک مرغی کا گذر ہوا، مرغی دیکھ کر آپ نے بچوں سے فرمایا ”مرغی کو پکڑ و ذبح کریں گے“ جب شہزادوں نے اس کو پکڑنے کی کوشش کی تو وہ ادھر سے ادھر بھاگتی رہی، کسی کی پکڑ میں نہیں آئی، حضور تاج الاصفیا شہزادوں کی تگ و دو دیکھنے کے بعد مرغی سے مخاطب ہوئے اور فرمایا ”اے مرغی! ان بچوں کو پریشان کر رہی ہے ارے جل کیوں نہیں جاتی“ آپ کی زبان اقدس سے یہ جملہ نکلنا تھا کہ مرغی دوڑتی ہوئی جا رہی تھی اچانک رک گئی اور رکی کی رکی رہ گئی، حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے قریب جا کر اس مرغی کو پکڑا تو وہ جل کر راکھ ہو چکی تھی، اس جلی ہوئی مرغی کو لے کر حضور

اشرف الاولیا علیہ الرحمہ جدامجد حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں پہنچے اور آپ کے ہاتھ میں دے دیا۔ حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے جلی ہوئی مرغی دیکھ کر جلنے کا سبب پوچھا، آپ نے پورا واقعہ بتایا، جدامجد نے حضور تاج الاصفیا علیہ الرحمتہ والرضوان کو بلا کر ارشاد فرمایا ”آج مرغی جلا ڈالا کل بچہ جلا ڈالو گے“ پھر آپ نے حضور تاج الاصفیا علیہ الرحمہ کے جلال کو سلب فرمالیا (اس کے باوجود عالم یہ تھا کہ صبح کو پہلی نظر ملانے کی کسی کو جرأت نہیں ہوتی تھی) اس جلی ہوئی مرغی کو اپنے دست اقدس سے باہر پھینک دیا اور حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کو قریب بلا کر آپ کے سراقدس پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا ”جاؤ تمہارا بال تاحیات سفید نہیں ہوگا“۔

ٹھیک ایسا ہی ہوا حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ اکہتر سال کی رہی، تاحیات آپ کے سراقدس کے تمام بال سیاہ تھے ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا جب کہ اس وقت آپ کی تمام ریش مبارک سفید ہو چکی تھی۔

خضاب کی افواہ اور گستاخی کی سزا:

اس سلسلے میں ایک اور واقعہ قابل ذکر ہے جو آپ کے بال کی سیاہی سے تعلق رکھتا ہے نیز آپ کی شرف و بزرگی، صبر واستقامت اور کشف وولایت پر بھی دال ہے۔

حضور تاج الاصفیا علیہ الرحمہ کے مرید صادق جناب حافظ محمد عمران اشرفی کی دعوت پر حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ راجستھان کے بھنڈر علاقہ میں دین اسلام کی تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے، جمعہ کا دن تھا، وہاں کی جامع مسجد میں آپ کا خطاب ہوا اور امامت بھی آپ ہی نے فرمائی، خطابت وامامت اور صورت دلکش دیکھ کر کافی لوگ جمعہ کے بعد ہی آپ کے گرویدہ ہوگئے تھے رات کو جلسہ کا پروگرام تھا،

آپ کی پر تاثیر تقریر اور پیاری پیاری باتوں نے ان کے دلوں میں جگہ بنا ڈالیں اور دیکھتے ہی دیکھتے کافی لوگ داخل سلسلہ ہو گئے۔ دوسرے دن آپ کی وہاں سے واپسی ہوئی آپ کی مقبولیت دیکھ کر ایک متعصب مولوی سے رہا نہ گیا، آپ کے خلاف یہ غلط پروپیگنڈہ پھیلانا شروع کر دیا کہ ’’کیسے پیر ہیں سر میں خضاب لگاتے ہیں اور داڑھی سفید رکھتے ہیں داڑھی بالکل سفید ہو چکی ہے پھر بھی سر کے تمام بال کالے ہیں جب کہ شریعت میں خضاب لگانا حرام ہے‘‘۔

اس متعصب مولوی کی اس غلط افواہ سے عوام میں بڑا انتشار پیدا ہوا، سبھوں نے حافظ عمران اشرفی سے محاسبہ اور ان کو تنگ کرنا شروع کر دیا کہ آپ کیسا پیر لائے تھے جو سر میں خضاب استعمال کرتے ہیں۔ حافظ عمران اشرفی عوام کے طعن وتشنیع سے تنگ آکر آپ کے شہزادہ حضرت تاج الاولیا مدظلہ العالی کے نام ایک خط لکھا، خط رمضان شریف میں موصول ہوا، بعد نماز ظہر حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ تلاوت قرآن سے فارغ ہوئے اور خطوط پڑھنا شروع کئے۔ ان میں حافظ عمران صاحب کا خط بھی تھا، جو آپ کے شہزادہ کے نام تھا، آپ نے اپنی نگاہ ولایت سے خط کا مضمون محسوس کرلیا۔ معمول کے خلاف اپنے فرزند ارجمند کو آواز دی ’’قادری میاں یہاں آؤ حافظ عمران کا خط آیا ہے اسے پڑھو‘‘ آپ نے خط کھول کر پڑھا، خط کا مضمون کچھ اس طرح تھا:

گل گلزار اشرفیت شہزادہ اشرف الاولیا مخدوم گرامی حضرت سید جلال الدین اشرفی جیلانی دامت برکاتہم القدسیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ سیدی ومرشدی حضور اشرف الاولیا، آپ اور اہل خانہ سبھی بخیر ہوں گے!

بڑی معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ چند باتیں آپ کی خدمت میں تحریر کر رہا ہوں حالات نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں یہ باتیں آپ کے گوش گذار کروں۔

یہاں ایک بدنہاد مولوی نے اس طرح کی غلط افواہ پھیلا رکھی ہے کہ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمۃ والرضوان کے سر کے بال کالے ہیں اور داڑھی بالکل سفید ہے کیا حضور خضاب کا استعمال کرتے ہیں؟ جس کی وجہ سے عوام کافی خلجان میں ہیں، شافی جواب عنایت فرمائیں۔ حاشا وکلا یہ میرا قول نہیں۔

آپ کا قدم بوس

محمد عمران اشرفی، بھنڈر، راجستھان

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے حضور قادری میاں مدظلہ العالی سے فرمایا:
’’اس خط کا کیا جواب دو گے؟ آپ نے اس کی گستاخی سے غضب ناک ہوتے ہوئے فرمایا ’’اس خط کا جواب میں اسی وقت وہاں خود جا کر ان کو دیتا ہوں کہ آل مخدوم کی شان میں گستاخی کا انجام کیا ہوتا ہے؟ یہ سن کر حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے فرمایا ’’عوام کی خطا پر غضب وغصہ اچھا نہیں، سرکار دو عالم ﷺ کی تعلیمات کو ملحوظ رکھو، حضور ﷺ نے مکے میں اپنی ذات پر کتنے آلام ومصائب برداشت کئے اور صبر کیا، حضور ﷺ کی زندگی کو ہی نمونہ عمل بنانا چاہئے‘‘۔

حضور قادری میاں مدظلہ العالی نے عوام کے اطمینان قلب کے لئے اس خط کے جواب میں حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے زلف پاک کے ایک بال کو یہ لکھ کر ارسال فرمایا کہ ’’تمہارے اعتماد ویقین کے لئے حضور اشرف الاولیا کے اس بال کو بھیج رہا ہوں اسے کسی ’’لیبارٹری‘‘ میں ٹسٹ کرا لینا، یقین میں اضافہ ہوگا‘‘۔

خط پہنچتے ہی عتاب جہانگیری کا اثر ان لوگوں پر ظاہر ہونے لگا۔ متعصب مولوی اور وہ تمام لوگ جو اس مولوی کے ساتھ گستاخی میں شریک اور ملوث تھے، سبھوں کو خون کی قئی اور خون کا دست واسہال ہونے لگا۔ کئی مہینے تک طبی علاج کرانے کے باوجود وہ صحت یاب نہیں ہوئے تو آپ کے مریدین نے انھیں یہ

احساس دلایا کہ آل رسول اور مخدوم زادے کی شان میں گستاخی کی یہ سزا ہے کہ جا کر ان سے معافی مانگ لو،صحت یاب ہو جاؤ گے۔

اس موقع سے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ راجستھان کے چتور گڑھ موضع ساوا کے علاقے میں جلوہ افروز تھے، جب ان لوگوں کو علم ہوا تو حافظ عمران اشرفی سے کافی منت وسماجت کرنے کے بعد انہیں اپنے ساتھ لے کر آپ سے اپنی غلطیوں کی معافی کی غرض سے 'ساوا' پہنچے، حافظ عمران صاحب مزاج شناس تھے، بزرگوں کو راضی کرنے کا طریقہ ان کو معلوم تھا، حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے قدموں میں گر پڑے۔اور اپنے مخصوص انداز میں آپ کو منانے لگے، آپ نے ان کو اٹھایا اور ان گستاخوں کی گستاخیوں کو معاف کرتے ہوئے فرمایا: ''گھبراتے کیوں ہو، فقیر کے پاس آئے ہو تو شفا ہی ملے گی'' آپ نے ایک بوتل پانی طلب فرمایا کچھ پڑھ کر دم کیا اور فرمایا اسے تمام مریضوں کو پلا دو شفایاب ہوں گے''۔

الحمدللہ اس پانی میں ایسی تاثیر تھی کہ مریضوں کو پلاتے ہی سب ہی شفایاب ہو گئے، مرض کا فور ہو گیا اور سارے لوگ داخل سلسلہ ہو کر وہاں سے رخصت ہوئے۔

عقد نکاح:

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان کی شادی خانہ آبادی ۱۹؍سال کی عمر میں دو صفر المظفر ۱۹۴۵ء کو حکیم سید حسین اشرف رحمتہ اللہ علیہ کی بڑی صاحبزادی مخدومہ سیدہ حمیرہ خاتون رحمتہ اللہ علیہا کے ساتھ ہوئی، آپ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں ابھی دورۂ حدیث سال اول میں زیر تعلیم ہی تھے عرس مخدومی میں شرکت کی غرض سے مبارک پور سے کچھوچھہ شریف تشریف لائے، جب گھر سے مبارک پور کے لئے واپس ہونے لگے اور والد گرامی شیخ المشائخ تاج الاصفیا حضرت علامہ الحاج

سید شاہ محمد مصطفیٰ اشرف فرزند ارجمند حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہما سے سفر کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا:

''میں نے تمہارا رشتہ عزیز القدر سید حسین اشرف کی بڑی صاحبزادی سیدہ حمیرہ خاتون سے طے کر دیا ہے انشاء اللہ العزیز آئندہ دو صفر المظفر کو تمہارا عقد کیا جائے گا مجھے معلوم ہے کہ تم اپنے والدین کی اطاعت وفرماں برداری ملحوظ خاطر رکھ کر کوئی عذر پیش نہیں کرو گے''۔

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ تھوڑی دیر اس خیال سے متفکر ہو کر خاموش رہے کہ کہیں یہ نکاح میری اعلیٰ تعلیم میں حائل و مانع نہ ہو جائے اور علوم وفنون کے حصول میں رکاوٹ کا سبب نہ بن جائے، لیکن اطاعت والدین کو آپ نے اپنے خیالات اور ارادوں پر ترجیح دی اور بغیر چوں وچرا اور لیت ولعل کے بخوشی سر نیاز کو خم کرتے ہوئے اس رشتے کو منظور کر لیا پھر طے شدہ تاریخ میں اکابر خانوادۂ اشرفیہ کی موجودگی میں آپ کا عقد مسنون ہوا۔

آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ مخدومہ رحمتہ اللہ علیہا بڑی طینت اور صوم وصلوۃ کا پابند تھیں، تقوی و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھیں، زہد وورع کے اعلیٰ مقام پر فائز تھیں، اوامر کی پابندی اور منہیات سے اجتناب گویا ان کی خصلت تھی، اکل وشرب رفتار وگفتار اور اخلاق وکردار سے ولی صفت معلوم ہوتی تھیں، شوہر کے حقوق کی ادائیگی اور بچوں کی تعلیم وتربیت میں اپنے اسلاف کی مکمل تفسیر تھیں، چار محرم الحرام ۱۹۹۳ء بروز جمعہ ساڑھے دس بجے شب لکھنؤ میں اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف آپ کوچ کر گئیں اور حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کو ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گئیں۔

اولاد امجاد

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین شہزادے اور دو شہزادیاں عطا فرمایا جن کے اسماء یہ ہیں

(۱) حضرت سید شاہ علاء الدین حسن اشرف رحمتہ اللہ علیہ

(۲) تاج الاولیا حضرت مولانا سید جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی

(۳) حضرت سید شاہ محمد سراج الدین اشرف اشرفی جیلانی ۔

(۴) سیدہ قدسیہ خاتون

(۵) سیدہ غوثیہ خاتون

بڑی شہزادی سیدہ قدسیہ خاتون کا عقد مسنون پیر طریقت حضرت سید کمیل اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی جانشین مخدوم ثانی کچھوچھہ مقدسہ کے برادر سید حسین اشرف کے ساتھ ہوا جو گوا میں مقیم ہیں اور چھوٹی شہزادی سیدہ غوثیہ خاتون کا عقد مسنون حضرت سید جیلانی اشرف جونپوری کے صاحبزادے حضرت سید مناظر اشرف جونپوری کے ساتھ ہوا۔

بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ علاؤ الدین حسن اشرف رحمتہ اللہ علیہ نے جوانی کے عالم میں جام شہادت نوش فرمائی۔ حضرت علامہ الحاج سید جلال الدین اشرف قادری میاں اور حضرت سید سراج الدین اشرف مدظلہما العالی موجود ہیں۔ تاج الاولیا حضور قادری میاں دامت برکاتہم القدسیہ آپ کے خلف ارشد اور جانشین ہیں آپ ''الولد سر لابیہ'' کی جیتی جاگتی تصویر ہیں اور آپ کے چھوڑے ہوئے مشن کو آگے بڑھانے میں شب و روز مصروف ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو عمر خضر عطا فرمائے اور آپ کے ذریعہ دین متین کا زیادہ کام لے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین)

تاج الاولیا کا مختصر تعارف

ولادت اور تعلیم وتربیت:

تاج الاولیا حضرت مولانا سید شاہ جلال الدین اشرف دام ظلہ العالی کی ولادت ۲۵/محرم الحرام ۱۳۸۳ھ میں کچھوچھہ شریف میں ہوئی، آپ نے ابتدائی تعلیم کچھوچھہ مقدسہ میں حاصل کی اعلیٰ تعلیم کے لئے الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لیا اور بڑی محنت ولگن کے ساتھ علوم دینیہ کی تکمیل فرمائی پھر اپنے عم مکرم اشرف العلما حضرت علامہ سید حامد اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہٗ النورانی سے اکتساب فیض اور کچھ علوم وفنون میں مہارت حاصل کرنے کے لئے آپ مبارکپور سے ممبئی تشریف لے گئے، اور دار العلوم محمدیہ سے ۱۹۸۷ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

عصری علوم وفنون میں مہارت:

فیض آباد میں قیام کے دوران آپ دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کی بھی تعلیم حاصل کر رہے تھے، دینی علوم سے فراغت کے بعد پھر سے دوبارہ عصری علوم کی جانب متوجہ ہوئے لکھنؤ یونیورسٹی میں باضابطہ داخلہ لیا اور وہاں سے گریجویشن، پوسٹ گریجویشن نیز پی ایچ ڈی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور ڈاکٹریٹ کا جامع مقالہ تحریر فرمایا۔

اس طرح دینی اور عصری دونوں علوم کے آپ حامل ہیں، خداداد ذہانت و فطانت اور بلند خیالی وآفاقی فکر ونظر رکھتے ہیں، سیاسی بصیرت، تدبر وفراست، شعور و آگاہی، حکمت و دانائی، معاملہ فہمی و دور اندیشی اور حسن تدبر میں تو آپ اپنی مثال آپ ہیں۔

اوصاف وکمالات:

آپ اپنے وقت کے ایک متبحر عالم دین، راسخ الاعتقاد مردمؤمن۔متصلب فی الدین، متبع شریعت، عظیم شیخ طریقت، مرشد برحق اور خانوادۂ اشرفیہ کے عظیم چشم و چراغ اور فخر خاندان ووقار خاندان ہیں، آپ خاندان اشرفیہ کے وہ بہار جاوداں ہیں جن کی شخصیت پر خود اہل خاندان کو فخر وناز ہے اور خانوادہ کے ہر چھوٹے بڑے آپ کی شرف وبزرگی اور فضیلت ومرتبت کے بیان میں رطب اللسان ہیں، یہ آپ کا ایک ایسا جامع وصف ہے جو آپ کی قد آور شخصیت اور امتیازی شان کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔

آپ علم وعمل، زہد وتقوی میں بلند رتبہ رکھتے ہیں، قناعت وتوکل، صبر و استقامت، ایفائے عہد وحسن معاملہ، علما نوازی، غربا پروری وخورد نوازی، نیک نیتی و سچائی، خلوص وللّٰہیت، تواضع وانکساری وغیرہ صفات میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں اور اپنے والد گرامی حضور اشرف الاولیا کے عکس جمیل ہیں۔ اکابر کی تعظیم چھوٹوں پر شفقت، مہمانوں کی ضیافت اور حسن اخلاق میں اپنے آباواجداد کے طریقے پر قائم ہیں۔آپ دین متین کے ایک سچے داعی ومبلغ اور مرشد برحق ہیں غرض کہ ایک داعی اور مرشد کو جن شرائط اور اوصاف حمیدہ سے متصف ہونا چاہیے وہ سارے شرائط اور اوصاف آپ میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

اعمال واشغال اور اوراد ووظائف خاندانی کے آپ سخت پابند ہیں ان اعمال کا اثر آپ کی تعویذات، دعاؤں اور خود آپ کی زبان اقدس سے نکلی ہوئی باتوں میں محسوس کیا جا سکتا ہے۔ان تمام اوصاف کے ساتھ ساتھ آپ فن خطابت میں بھی یدطولی رکھتے ہیں اور اس وقت ہندوستان کے نامور خطبا میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔آ پ کی حق گوئی، حق پسندی، دلیری وبے باکی، اور شجاعت وبہادری عوام وخواص میں بہت مشہور ہے۔قول وفعل میں مطابقت تو آپ کی فطرت ہے۔ ان گونا گوں

خوبیوں کی وجہ سے آپ نے لوگوں کے دلوں میں اپنا ایک مقام بنا لیا ہے، جو بھی ایک بار آپ کی زیارت اور آپ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتا ہے وہ آپ کی گفتگو اور آپ کے افکار ونظریات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا اور اگلی ملاقات کا متمنی ہوکر مجلس سے اٹھتا ہے۔

آپ صرف ''پدرم سلطان بود'' کی حیثیت سے متعارف نہیں ہیں بلکہ اپنی رفتار و گفتار اور کردار وعمل کے ذریعے سے خود آپ نے اپنی زمین بھی بنائی ہے یہی وجہ ہے کہ آج اس جواں سالی میں ہر شخص کو آپ کے فضل وکمال کا اعتراف اور ہر زبان پر آپ کی شرف وبزرگی کا چرچا ہے۔

علمی اور دعوتی خدمات:

آپ نے اپنے والد گرامی حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے حلقہ ارادت سے بیعت وارادت کا سلسلہ شروع کیا اور خود نئے حلقے پیدا کیے، والد ماجد حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے بچپن ہی میں آپ کی سعادت مندی کو محسوس کر لیا تھا چنانچہ آپ جب دینی وعصری علوم سے بہرہ مند ہوئے اس وقت سے لے کر اخیر عمر تک سفر وحضر میں تقریباً تیرہ سال تک آپ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا اور رشد وہدایت کے میدان میں جن مشکلات اور آلام ومصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے عملی طور پر ان کی مکمل تربیت دے کر ہر طرح سے آپ کی قوت ارادی کو مضبوط اور مستحکم بنایا اور بیعت وارادت، تبلیغ واشاعت کے سلسلے میں اپنی زندگی کے نمونے آپ کے سامنے پیش کر کے تبلیغ و اشاعت اور خدمت خلق کا سبق آپ کو خوب سکھایا۔اسی تربیت کا نتیجہ ہے کہ آج آپ بھی اس سلسلے میں اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور مریدین و معتقدین اور عام مسلمان آپ کو حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمۃ والرضوان کا عکس جمیل تصور کرتے ہیں، اب تک اپنی حیات کا ہر آن ولمحہ خدمت دین متین اور اشاعت حق

نور مبین کے لئے آپ نے وقف کر دی ہے امت مسلمہ کو رشد وہدایت کا جام پلانے کے ساتھ ساتھ بنگال و بہار، آسام وسکم، گجرات اور راجستھان، بھوٹان کے علاقوں میں ضرورتوں کے اعتبار سے بہت سارے اداروں کی بنیاد رکھ چکے ہیں اور کثیر مدارس اسلامیہ کی سرپرستی بھی فرمارہے ہیں۔ اپنا نذرانہ اپنی سرپرستی میں چلنے والے دینی اداروں، خانقاہوں، مساجد اور دینی تنظیموں کو عروج و ارتقا کی اعلیٰ منازل تک پہنچانے میں صرف کررہے ہیں۔

''مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف'' کی ترقی اور عروج وارتقا کے لئے تو آپ جاں گسل محنت فرمارہے ہیں اس کی آبیاری اپنے خون جگر سے کررہے ہیں اور رات کی نیند، دن کا سکون سب کچھ اسی کی نذر کررہے ہیں۔ آپ کے جذبہ صادق اور ایثار وقربانی کا ثمرہ ہے کے ''مخدوم اشرف مشن'' بہت قلیل مدت میں بہار و بنگال، سکم و آسام اور بھوٹان کا ایک مرکزی ادارہ بن گیا ہے۔

اس جواں سالی میں آپ نے جو نمایاں دینی وعلمی خدمات انجام دی ہیں وہ کافی تفصیل کے متقاضی ہیں۔

بیعت وخلافت:

تکمیل تعلیم کے بعد اپنے والد بزرگوار حضرت اشرف الاولیا رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور انہیں سے خلافت پائی، والد گرامی کے زیر سایہ رہ کر سلوک کے منازل طے فرمایا اور تا حیات اکتساب فیض کیا۔ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے آپ کو اپنا جانشین سنایا پھر آپ دین حق اور سلسلہ اشرفیہ کی تبلیغ واشاعت میں مصروف ہوگئے اور آج ایک جہاں آپ سے فیضیاب ہورہا ہے۔

نکاح مسنون:

حضور تاج الاولیا دام ظلہ العالی کا عقد مسنون ۲۰ نومبر ۱۹۸۷ میں آپ کے

عم مکرم اشرف العلما حضرت علامہ سید شاہ حامد اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہٗ بانی دار العلوم محمدیہ ممبئیٰ کی بڑی شہزادی مخدومہ سیدہ حلیمہ سعدیہ کے ساتھ ہوا جو بڑی نیک طینت، صوم وصلوٰۃ کی پابند اور سیرت وکردار میں اپنے اسلاف کا نمونہ ہیں، تلاوت قرآن اور اوراد ووظائف سے خاص شغف رکھتی ہیں۔

اولاد:

حضور تاج الاولیا دامت برکاتہم القدسیہ کو اللہ تعالیٰ نے تین شہزادے اور تین شہزادیاں عطا فرمایا، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت مولانا سید اوحد الدین معاذ اشرف اشرفی جیلانی (۲) سید بہاؤ الدین اشرف اشرفی جیلانی (۳) سید مبشر اشرف اشرفی جیلانی (۴) سیدہ خیر النسا (۵) سیدہ رابعہ فاطمہ (۶) سیدہ ہدیٰ فاطمہ سید بہاؤ الدین اشرف رحمۃ اللہ علیہ کا وصال بچپن ہی میں چار سال کی عمر میں پانی میں ڈوبنے سے ہوا اور جام شہادت نوش فرمائی، سید مبشر اشرف اشرفی جیلانی حصول علم میں مصروف ہیں۔

بڑے صاجبزادے حضرت مولانا سید اوحد الدین معاذ اشرف اشرفی جیلانی دام ظلہ العالی آپ کے فرزند اکبر ہیں، جو اوصاف وکمالات میں اپنے والد گرامی کے عکس جمیل ہیں اور سیرت وکردار میں اپنے اسلاف کا نمونہ ہیں، آپ نے ابتدائی دینی اور عصری تعلیم کچھوچھہ شریف میں پائی اور متوسطات کی تعلیم اپنے جد امجد کے لگائے ہوئے چمنستان علم وعرفاں، باغ اشرف وعلاء، مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف ضلع مالدہ بنگال اور دار العلوم علیمیہ جمداشاہی ضلع بستی سے حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے مرکزی درسگاہ باغ فردوس الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخل درس ہوئے اور چار سال مکمل زیر تعلیم رہ کر جمادی الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۷ جنوری ۲۰۲۰ میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

تصرفات وکرامات

ولایت کا اصل معیار استقامت واتباع شریعت ہی ہے۔خوارق عادات اور کشف وکرامات کا صدور اگر چہ معیار ولایت نہیں لیکن مومن ومتقی بندہ سے ان کا ظہور نشان ولایت ضرور ہے۔اللہ رب العزت کے محبوب بندے خدا کی قدرتوں کے مظہر ہوتے ہیں،اللہ تعالیٰ اپنی حیرت انگیز قدرتوں کو اپنے ان برگزیدہ بندوں کے ذریعے ظاہر فرماتا ہے اسی کو کرامت کہتے ہیں۔

اس سلسلے میں جب ہم حضور اشرف الاولیاعلیہ الرحمہ کی حیات مقدسہ اور پاکیزہ زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح ہم پر روشن ہوجاتی ہے کہ آپ کی پوری زندگی تقویٰ و پرہیزگاری اوراتباع شریعت سے لبریز تھی۔ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تصرفات وکرامات جیسی بیش بہا نعمتوں سے بھی نوازا تھا۔

حضور اشرف الاولیاعلیہ الرحمہ کی روحانی ذات اقدس سے بے شمار خوارق عادات اور کشف وکرامات کا صدور ہوا ہے،جن کو بالتفصیل بیان کرنے کیلئے دفاتر کی ضرورت ہے۔یہ چھوٹی کتاب اس کی متحمل نہیں۔یہاں پر راقم السطور اپنی معلومات کے مطابق آپ کی زندگی کے صرف چند تصرفات وکرامات کے ذکر پر اپنی اس کتاب کا اختتام کرتا ہے جو بلا شبہہ آپ کی ولایت کی واضح نشانی اوراس پر دال ہیں۔

جادوگر کی طلسماتی کتاب میں قرآنی آیتوں کا ظاہر ہونا

حضور اشرف الاولیاعلیہ الرحمہ کہیں سفر میں جارہے تھے، دوران سفر ٹرین میں آپ کی ملاقات ایک مسلمان جادوگر سے ہوئی۔اس کے ہاتھ میں جادو کی ایک طلسماتی کتاب تھی جس کی وجہ سے وہ نہایت ہی تکبرانہ لب ولہجے میں آپ سے باتیں کررہا تھا، جوں ہی آپ کی نظر اس کی اس سحر آمیز کتاب پر پڑی تو آپ نے اپنی نگاہ ولایت سے محسوس کرلیا کہ اس کا غرور اسی میں مخفی ہے اور یہی کتاب اس کا سرمایۂ افتخار ہے۔آپنے اس سے کتاب طلب فرمایا اور بسم اللہ شریف کا ورد کرکے پہلے ورق سے اخیر ورق تک اس پر ایک سرسری نظر ڈالی اور بند کرکے اسے لوٹا دیا، جادوگر نے کتاب کھول کر دیکھا تو کتاب کے تمام حروف غائب تھے۔ جادوگر بڑا حیران و پریشان ہوا کہ آخر حروف کیسے غائب ہوگئے؟ یہ سفید ریش انسان کون ہیں؟ انہوں نے تو میری اصل پونجی ہی غائب کردی اب میرے کاروبار کا کیا ہوگا؟ وہ انہیں تخیلات وتفکرات میں مبتلا تھا کہ آپ نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، ارے! کیا ہوا؟ تم کچھ پریشان نظر آرہے ہو؟ جادوگر نے انتہائی خندہ پیشانی کے ساتھ عرض کیا، بابا! خدا کے واسطے ایسا نہ کرو، ورنہ میرے بال بچے بھوکے مرجائیں گے۔ آپ نے فرمایا توبہ کرو، جادوگر تائب ہوا پھر آپ نے کتاب اپنے دست اقدس میں لیا، اس پر ایک نظر ڈالی اوراسے واپس کردیا، جادوگر نے دوبارہ کتاب کھول کر دیکھا تو اس کی حیرت کی انتہا نہیں رہی، تمام اوراق پر قرآن مقدس کی سورتیں اور آیتیں نظر آنے لگیں۔آپ نے اس سے فرمایا، آئندہ کوئی کام کرنا ہو تو جادو سے نہیں قرآن مقدس کی آیتوں سے کرنا، قرآن میں تمام مسائل کا حل موجود ہے، اللہ تعالیٰ ان کی برکتوں سے ہر مشکل آسان فرمادے گا، پھر آپ نے اس کے حق میں دعا کی اور وہ تائب ہوا اور آپ کا شیدائی بن گیا۔

بجلی چلی گئی پھر بھی روشنی رہی

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ ایک مرتبہ بنگلہ دیش تشریف لے گئے، آپ کے پہونچنے سے قبل ہی وہاں آپ کی بزرگی اور محاسن وکمالات کا دور دور تک وابستگان سلسلہ میں چرچا ہو چکا تھا سبھی شدت اور بے صبری سے آپ کی زیارت کے منتظر تھے۔

جب آپ بنگلہ دیش پہنچے مشتاقان دید کا جم غفیر اکٹھا ہو گیا جس میں اپنے بھی تھے اور غیر بھی، معتقدین بھی تھے اور مخالفین بھی، ولیوں سے محبت کرنے والے بھی تھے اور ان پر انگشت نمائی کرنے والے بھی، سبھی باری باری شرف زیارت اور ہم کلامی سے مشرف ہو رہے تھے، ان میں ایک غیر مقلد وہابی بھی تھا، جب اس کی باری آئی تو آپ کی بزرگی اور ولایت پر تنقید کرتے ہوئے کہا: ''ہمیں کوئی کرامت دکھایئے جب ہم سمجھیں گے کہ آپ اللہ کے بہت بڑے ولی ہیں'' آپ نے فرمایا **''ارے میاں میں کوئی ولی نہیں ہوں اور رہی بات کرامت کی تو کرامت دکھائی نہیں جاتی ہے وہ تو اللہ کے محبوب بندوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے، کرامت دکھانے کی چیز نہیں چھپانے کی چیز ہے، اور میں تو تمہاری طرح اللہ تعالیٰ کا ایک ادنیٰ بندہ ہوں''** لیکن اس کے باوجود وہ خاموش نہ رہا، بار بار آپ سے کرامت دکھانے کا اصرار کرتا رہا، آپ اس سے قطع کلام کرتے ہوئے دوسرے کی جانب متوجہ ہو گئے۔

رات کو جب جلسہ شروع ہوا اور آپ جلسہ گاہ تشریف لے گئے تو آپ کی نظر اس وہابی پر پڑی، جب آپ کی تقریر شروع ہوئی اور شباب پر پہونچی تو بجلی چلی گئی، مجمع میں اندھیرا چھا گیا، اراکین جلسہ جنریٹر چلانے ہی والے تھے کہ آپ نے فرمایا

''جنریٹر چلانے کی ضرورت نہیں، آج کی تقریر دنیا کی روشنی میں نہیں، نور الٰہی کی روشنی میں ہوگی''۔ ہر چہار جانب اندھیرا تھا حتیٰ کہ قریب بیٹھنے والا بھی دکھائی نہیں دیتا تھا، پورے مجمع پر سکتہ کا عالم طاری تھا، آپ کی رقت انگیز اور دل دہلا دینے والی تقریر دوبارہ شروع ہوئی اور ہلکی ہلکی روشنی بھی پھیلنے لگی، جوں جوں آپ کی تقریر کی روانی بڑھتی گئی چاروں طرف روشنی بھی پھیلتی گئی، حتیٰ کہ بیٹھنے والوں کے چہرے روشن ہو گئے، چاروں طرف نوری کرنیں نظر آنے لگیں یہاں تک کہ پورا جلسہ گاہ روشن ہو گیا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ آسمان سے شعاعیں پورے جلسہ گاہ کو منور کر رہی ہیں۔ سامعین ایک دوسرے کی طرف محو حیرت ہو کر دیکھ رہے تھے، کسی میں بولنے کی جرأت نہیں تھی، اسی اثنا میں آپ نے اس وہابی کو مخاطب کیا اور فرمایا کہ ''اے میاں! دیکھو کرامت اسی کو کہتے ہیں''۔

اس طرح اس وہابی کا جواب بھی پورا ہو گیا اور آپ کی کرامت بھی ظاہر ہو گئی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ ہونے کے باوجود کبھی بھی اپنی ولایت وکرامت پر فخر نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ خود کو چھپائے رکھنے کی کوشش کرتے، بہت ہی سادگی کے ساتھ رہتے، آلام ومصائب کا سامنا کرنا پڑتا تو برداشت کر لیتے لیکن کبھی بھی اپنی ولایت وکرامت کا چرچا اور اظہار نہیں فرماتے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ٹرین رُکی کی رُکی رہ گئی

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کلیا گنج (ضلع اتر دینا جپور کے ایک قصبہ کا نام) سال میں ایک دفعہ ضرور تشریف لے جاتے، وہاں کے لوگ آپ کے بہت عقیدت منداور جاں نثار تھے اور آج بھی ہیں۔آپ کی عادت کریمہ تھی کہ جب بھی کلیا گنج جانا ہوتا تو پہلے رائے گنج میں اپنے والد گرامی حضور تاج الاصفیا علیہ الرحمہ کے مرید صادق جناب جمعہ محمد مرحوم کے یہاں تشریف لے جاتے اوران کی مزاج پُرسی کے بعد کلیا گنج روانہ ہوتے، حسب معمول آپ نے جمعہ محمد مرحوم کو بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی کہ آج شام کو فقیر کا آپ کے یہاں قیام رہے گا اور پھر صبح والی ٹرین سے کلیا گنج جانا ہوگا، رات کو آپ رائے گنج تشریف لائے، گفت وشنید اور اوراد ووظائف میں پوری رات گذر گئی، نماز فجر ادا کی اور نیند کا غلبہ ہونے لگا تو تھوڑی دیر کیلئے لیٹ گئے، ٹرین آنے کا وقت بالکل قریب تھا مریدین پریشان تھے کہ آخر حضرت کو کیسے بیدار کیا جائے، اگر بیدار کرتے ہیں تو آرام میں خلل ہوجائے گا اور اگر نہیں جگاتے ہیں تو ٹرین چھوٹ جائے گی، کچھ لوگوں نے کہا حضرت کو آرام کرنے دیا جائے، بذریعہ بس بھیج دیں گے، اور کچھ لوگوں نے کہا کہ حضرت کا ارادہ ٹرین سے جانے کا ہے اس لئے جگا دینا ہی بہتر ہوگا۔اسی کشمکش میں کچھ وقت گذر گیا، اور ٹرین آنے کا وقت ہوگیا، جمعہ محمد مرحوم نے ٹرین کے بارے میں معلومات کرنے کیلئے اسٹیشن فون کیا تو معلوم ہوا کہ ٹرین اسٹیشن پر آچکی ہے۔اب مریدین کی پریشانی اور بڑھ گئی کہ آخر کیا کیا جائے، بالآخر ایک شخص نے بڑی ہمت کرتے ہوئے حضرت کو جگایا اور عرض کیا، حضور ٹرین اسٹیشن پر آچکی ہے، آپ نے فرمایا ''جاؤ اسٹیشن ماسٹر سے کہدو کہ ٹرین روکے رکھے، فقیر اسی ٹرین سے کلیا گنج جائے گا''، حکم کی تعمیل کرتے ہوئے وہ فوراً اسٹیشن پہونچا اور اسٹیشن ماسٹر سے کہا ''ہمارے گرو جی کلیا گنج جائیں گے ابھی تھوڑی دیر میں آنے

والے ہیں اس لئے انہوں نے ٹرین روکنے کیلئے کہا ہے'' یہ سنتے ہی اسٹیشن ماسٹر اس پر بہت بگڑ گیا اور ڈانٹتے ہوئے کہا ''ٹرین کسی کا انتظار نہیں کرتی ہے، تم نے زندگی میں کبھی ٹرین پر سفر کیا ہے یا نہیں؟'' اس نے کہا ''ٹرین پر سفر کیا تو ضرور ہے لیکن یہ ہمارے پیر کا حکم ہے جسے آپ تک پہونچانا بھی ضروری تھا'' یہ سن کر اسٹیشن ماسٹر نے کہا ''جا کر اپنے گرو جی سے بتا دینا کہ ہم صرف اپنے کام سے مطلب رکھتے ہیں، گرو، اور کچھ نہیں مانتے ہیں''۔

وہ واپس آیا، حضور اشرف الاولیا نے اس کا پژمردہ چہرہ دیکھ کر دریافت کیا تو اس نے تفصیل بیان کی۔آپ نے اسٹیشن ماسٹر کی اس بدتمیزی کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ''تب تو فقیر آرام سے غسل کرے گا، کھانا کھائے گا اور اسی ٹرین سے کلیا گنج جائے گا۔'' سبھی حیرت زدہ تھے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ نے ایسا ہی کیا، غسل کیا، کھانا تناول فرمایا اور اطمینان وسکون کے ساتھ اسٹیشن پہونچے، لوگ سمجھ رہے تھے کہ ٹرین جا چکی ہوگی لیکن اسٹیشن پہونچنے پر سبھی حیرت زدہ رہ گئے جب یہ دیکھا کہ ٹرین اسٹیشن پر موجود ہے۔معلوم ہوا کہ ٹرین آؤٹر سگنل تک جاتی ہے، پھر دوبارہ پلیٹ فارم پر واپس آتی ہے، اور یہ سلسلہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے سے جاری ہے۔

آپ کو دیکھتے ہی اسٹیشن ماسٹر سارا ماجرا سمجھ گیا، دوڑتے ہوئے قریب آیا اور معافی طلب کرتے ہوئے عرض کیا ''بابا! اب آئندہ ایسی غلطی ہرگز نہیں ہوگی، ہماری مجبوری ہے ہم ریلوے محکمہ کے حکم کے پابند ہیں، مجھے آپ چھما کر دیں'' آپ نے فرمایا ''آج فقیر تمہاری بدتمیزی کی وجہ سے اتنی تاخیر سے آیا، ورنہ اسی وقت آجاتا، چلو اب ٹرین چلے گی۔'' پھر آپ ٹرین پر سوار ہوئے اور ٹرین روانہ ہوگئی، اسٹیشن پر موجود سبھی لوگوں نے ماتھے کی نگاہوں سے اس منظر کا مشاہدہ کیا، اور بزرگوں کی روحانی طاقت کے معترف ہوئے۔

چلتی ٹرین خلاف معمول رُکی

ایک مرتبہ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ راجستھان کے تبلیغی دورے پر تھے۔
مولانا محمد خالد حسین اشرفی سہرساوی جو کہ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے
بااخلاص مریدین میں تھے وہ ان دنوں ''گنگرار، ضلع چتوڑگڑھ، راجستھان'' میں
دینی خدمات انجام دے رہے تھے، مولانا نے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کو
''گنگرار'' تشریف لانے کی دعوت پیش کی، آپ نے دعوت قبول کی اور مقررہ تاریخ
پر ''گنگرار'' تشریف لے گئے۔

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کا ''گنگرار'' پہلی بار جانا ہوا تھا، وہاں کے لوگوں
نے جب آپ کے چہرۂ انور کی زیارت کی تو بس دیکھتے ہی رہ گئے اور آپس میں باتیں
کرنے لگے کہ ''پیر ہو تو ایسا، ماشاء اللہ! کیا حسین وجمیل اور رعب دار چہرہ ہے''۔
درجنوں لوگ بیعت ہو کر سلسلہ اشرفیہ میں داخل ہوئے اور سب مخدومی فیضان سے
خوب خوب سیراب ہوئے۔

بعد نماز فجر حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کچھ دیر کے لئے آرام فرمانے لگے،
آپ کو بذریعہ ٹرین دہلی جانا تھا، ان دنوں اودے پور سے دہلی کے لیے ''غریب نواز
ایکسپریس'' چلا کرتی تھی اور اسی سے آپ کا ٹکٹ بنا تھا، اس ٹرین کا گنگرار میں ٹھہراؤ
نہیں تھا اسلئے آپ کا ٹکٹ چتوڑگڑھ سے بنایا گیا تھا۔ جب ٹرین کا وقت قریب ہوا تو
مولانا نے آپ کو بیدار کیا اور عرض کی کہ: ''حضور! یہ چھوٹا اسٹیشن ہے، یہاں یہ ٹرین
نہیں رُکتی ہے لہٰذا ٹرین پکڑنے کے لئے ہمیں چتوڑگڑھ جانا پڑے گا ٹکٹ وہیں سے
بنوایا گیا ہے۔ آپ نے مُسکراتے ہوئے فرمایا: ''بیٹا! ٹرین میں ہم یہیں سے بیٹھیں
گے''۔ مولانا موصوف نے عرض کی: ''حضور ٹرین یہاں نہیں رُکتی ہے، چتوڑگڑھ
یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے جانے کا سارا انتظام ہوگیا ہے''۔ آپ نے دوبارہ ارشاد

فرمایا: مولانا خالد گھبراؤ نہیں! فقیر یہیں سے اس ٹرین میں بیٹھے گا اور فقیر کو بٹھائے بغیر
ٹرین آگے نہیں جائے گی''۔

اپنے مُرشد کی زبان فیض ترجمان سے یہ الفاظ سننے کے بعد مولانا مطمئن
ہوگئے کہ میرے مُرشد نے فرمادیا ہے تو ضرور اس میں کوئی حکمت ہوگی۔ مولانا نے
وہاں کے لوگوں سے جب یہ بتایا تو وہ لوگ تعجب خیز ہو کر کہنے لگے کہ: ''مولانا
صاحب حضرت تو یہاں کے لئے اجنبی ہیں مگر آپ کو تو معلوم ہے کہ یہ ٹرین یہاں
نہیں رُکتی ہے، آپ حضرت سے دوبارہ عرض کریں کہ اگر آپ چتوڑگڑھ تشریف لے
جانا نہیں چاہتے ہیں تو کوئی بات نہیں ہم لوگ آپ کو بھیلواڑہ لے چلتے ہیں وہاں بھی
یہ ٹرین رکتی ہے، حضرت وہیں پر اس ٹرین میں بیٹھ جائیں گے۔ مولانا نے ان لوگوں
سے کہا کہ: ''آپ لوگ اطمینان رکھیں، میرے پیرومرشد نے جیسا فرمایا ہے ویسا ہی
ہوگا''۔ لوگ مولانا کی بات سن کر چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ کیا ٹرین کسی مخصوص آدمی
کے لئے رُکتی ہے؟ آج تو حضرت کی ٹرین چھوٹ ہی جائے گی وغیرہ وغیرہ۔

مختصر یہ کہ ٹرین کے وقت سے تھوڑی دیر قبل آپ معتقدین کی جھرمٹ میں
گنگرار اسٹیشن پہنچے، اسٹیشن ماسٹر اور دیگر سب لوگ تعجب خیز وسوالیہ نگاہوں سے انہیں
دیکھنے لگے کہ ابھی تو یہاں رُکنے والی کسی ٹرین کا ٹائم نہیں ہے پھر یہ سب یہاں کس
لئے آئے ہیں؟۔ اسٹیشن ماسٹر مولانا خالد حسین اشرفی کو بخوبی جانتا تھا، وہ ان کے
پاس آیا اور پوچھا: ''مولانا صاحب! ابھی کیسے آنا ہوا؟ ابھی تو یہاں سے کوئی ٹرین
نہیں ہے''۔ مولانا نے کہا: ''ہمارے گروجی کچھوچھہ شریف سے تشریف لائے ہیں
اور ان کا ٹکٹ ''غریب نواز'' اکسپریس سے بنا ہوا ہے، لیکن گروجی کا آدیش ہوا ہے
کہ وہ اس ٹرین میں یہیں سے بیٹھیں گے اس لئے ہم لوگ ان کو لے کر سب یہاں
آگئے، اتنے میں ساتھ میں آنے والوں میں سے کچھ لوگوں نے اسٹیشن ماسٹر سے

گزارش کی کہ ''آپ کچھ ایسا کریں کہ ایک منٹ کے لئے ہی صحیح اس ٹرین کو یہاں رُکوا دیں تاکہ ہمارے گروجی اس میں بیٹھ سکیں''۔اسٹیشن ماسٹر نے اپنی مجبوری ظاہر کی کہ آپ لوگ ہمیں چھما کریں یہ میرے ہاتھ میں نہیں ہے بلاوجہ ہم کسی مخصوص آدمی کے لئے ٹرین رکوا نہیں سکتے یہ ہماری ملازمت کا سوال ہے۔ یہ سن کر سب لوگ مزید پریشان ہوگئے کہ اب تو کچھ نہیں ہوسکتا اور آج حضرت کی ٹرین چھوٹ ہی جائے گی، اسٹیشن ماسٹر کی بات سن کر سب کوئی مولانا سے کہنے لگے کہ مولانا صاحب! ایک بار اور حضرت سے عرض کر کے دیکھ لیں ابھی بھی وقت ہے، ہم یہاں سے بھیلواڑہ پہنچ سکتے ہیں۔ مولانا نے ان لوگوں سے کہا کہ: میری ہمت نہیں ہے کہ میں اور کچھ عرض کروں۔

حضور اشرف الاولیا نے ان لوگوں کی ساری باتیں سُن لیں اور مسکراتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا: ''آپ لوگ اطمینان رکھیں، فقیر اسی ٹرین سے دہلی جائے گا'' جب تک فقیر نہیں بیٹھے گا تب تک ٹرین یہاں سے آگے نہیں جائے گی، آپ کی باتیں سن کر سب خاموش ہوگئے، وقت مقررہ پر ٹرین آئی، حسب معمول گارڈ نے ہری جھنڈی لہرا رکھی تھی، اس کے باوجود ٹرین اسٹیشن پر آکر اپنے آپ رک گئی، صرف یہی نہیں کہ رکی بلکہ جس ڈبہ میں آپ کی سیٹ تھی وہ کوچ اسٹیشن پر وہیں آکر ٹھہرا جہاں آپ تشریف فرما تھے، یہ منظر دیکھ کر سب نے نعرہ تکبیر ورسالت کی صدائیں بلند کیں۔ ڈرائیور اور اسٹیشن ماسٹر سبھی حیرت زدہ تھے کہ ٹرین میں کوئی تکنیکی خرابی نہ ہونے کے باوجود آخر اپنے آپ کیسے رک گئی؟ اسٹیشن ماسٹر اور گارڈ دوڑتا ہوا آپ کے پاس آیا اور یوں معذرت طلب کی کہ بابا مجھے چھما کر دیں، یہ میرے ادھیکار میں نہیں تھا، آپ تو مہان ہستی ہیں اور یہ آپ کا چمتکار ہے جو میں نے یہاں پہلی بار دیکھا۔ اس کے بعد آپ مسکراتے ہوئے ٹرین میں سوار ہوئے اور ٹرین آگے روانہ ہوگئی۔

یہ واقعہ راقم السطور کو مولانا خالد حسین اشرفی مرحوم کے صاحبزادے محمد ساجد

حسین اشرفی سہرساوی حال مقیم بھیلواڑہ راجستھان نے بتایا کہ ان کے والد ماجد (علیہ الرحمہ) بسا اوقات ان سے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی اس کرامت کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

سمندر میں گری اٹیچی چار روز کے بعد واپس آئی

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ اپنے کچھ مریدین کے ہمراہ جب تیسری بار حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جارہے تھے آپ کے شرکائے سفر میں ممبئی کا آپ کا ایک مرید بھی تھا، جب وہ پانی جہاز پر سوار ہو رہا تھا تو اس کے ہاتھ سے اس کی اٹیچی چھوٹ کر سمندر میں گر گئی تھی، جس میں اس کا پورا ساز وسامان تھا۔ جب جہاز کچھ دور آگے نکل گیا تو وہ گھبراہٹ کے عالم میں آپ کے قریب پہونچا، اور عرض کیا ''حضور ہم برباد ہوگئے، ہم تباہ ہوگئے'' آپ نے پوچھا ''کیوں؟ بولو! کیا ہوا؟'' عرض کیا ''حضور! جب میں جہاز پر سوار ہو رہا تھا تو اٹیچی ہاتھ سے چھوٹ کر سمندر میں گر گئی جبکہ میرا سب کچھ اسی میں ہے'' آپ نے فرمایا ''گرنے دو، گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، تمہاری اٹیچی تمہیں مل جائے گی'' یہ سن کر جہاں اسے اپنے پیر ومرشد کی بات سے کچھ ڈھارس بندھی وہیں اس کے دل میں یہ خیال بھی آرہا تھا کہ جب جہاز کافی دور نکل گیا ہے تو اٹیچی واپس ملنا ناممکن ہے پھر عقیدت نے کہا کہ جب پیر ومرشد نے فرمایا ہے تو ان کے تصرف سے یہ بعید بھی نہیں ہے۔ یہی سوچ کر وہ خاموش رہا۔

تقریباً چار روز گذر جانے کے بعد جب جہاز تیل لینے کیلئے بندرگاہ کے قریب پہونچا تو اس کی نظر سمندر میں ایک بہتی ہوئی چیز پر پڑی جو پانی کے بہاؤ میں بہتی ہوئی جہاز کے قریب آرہی تھی اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ کسی مقناطیسی اثر سے

جہاز کی جانب وہ کھنچی آ رہی ہے، وہ اسے خوب غور سے دیکھنے لگا، جب جہاز کے بالکل قریب آ گئی تو اسے ایسا لگا کہ اس کی اٹیچی ہی آ رہی ہے، وہ نہایت ہی بے صبری کے ساتھ جہاز سے سمندر کے کنارے کود پڑا، اور اٹیچی کو کھینچتے ہوئے جہاز کے قریب لایا اور مارے خوشی کے چلانے لگا ''میری اٹیچی مل گئی، میری اٹیچی مل گئی''۔ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے اسے ڈانٹتے ہوئے فرمایا ''ارے بے وقوف! تم نے سمندر میں چھلانگ کیوں لگائی؟ میں نے تو تمہیں بتا دیا تھا، تمہاری چیز تھی تمہیں یقیناً ملتی''۔

اس واقعہ سے پورے جہاز میں یہ شور ہونے لگا کہ پیر کا کرم ہو گیا، سمندر میں گری ہوئی اٹیچی چار دن کے بعد واپس ملی۔

☆☆☆☆☆☆

مرشد کے کرم سے حادثہ ٹل گیا

خطیب اہلسنت حضرت مولانا تیمور صاحب راج محلی نے اپنے ساتھ پیش آنے والا یہ واقعہ راقم السطور سے بیان کیا:

میں حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کے ساتھ چانچل کے علاقہ (مالدہ ضلع کا ایک قصبہ) میں ایک جلسہ میں شریک تھا، جب جلسہ ختم ہوا اور نماز فجر سے فارغ ہوا تو مدعو علمائے کرام رخصت ہونے لگے، میں بھی انہیں علمائے کرام کے ساتھ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ سے ملاقات کئے بغیر روانہ ہو گیا۔ بس اسٹینڈ پہونچا، گاڑی کا انتظار کرنے لگا، ادھر حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے میرے بارے میں دریافت کیا تو مریدین نے بتایا کہ حضور وہ تو گھر روانہ ہو گئے ہیں، اتنا سنتے ہی آپ نے فرمایا ''جاؤ وہ اس وقت بس اسٹینڈ میں بس کے انتظار میں کھڑے ہیں انہیں فوراً بلا لاؤ'' ایک شخص موٹر سائیکل سے میری تلاش میں نکلا، جب وہ بس اسٹینڈ پہونچا اس وقت

میں بس میں بیٹھ چکا تھا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی دور سے آواز دی ''مولانا صاحب! آپ کو حضور بلا رہے ہیں'' میں نے دل ہی دل میں سوچا اگر یہ گاڑی چھوڑ کر حضرت کے پاس جاتا ہوں تو کلاس چھوٹنے کا اندیشہ ہے، بچوں کی تعلیم کا نقصان ہوگا، اور اگر حضرت کے پاس نہیں جاتا ہوں تو پیر کی حکم عدولی ہوگی، جبکہ حضور اشرف الاولیا کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں ایک مدرسے کا مدرس ہوں، بالآخر میں نے بس چھوڑ دی اور اس کے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھ کر حضرت کے پاس پہونچا۔ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے فرمایا ''آؤ مولانا! چائے پی لو، میں نے چائے پی، پھر آپ نے فرمایا، اب جا سکتے ہو، میں دعاؤں کے ساتھ رخصت ہوا، بس اسٹینڈ پہونچا، پہونچتے ہی گاڑی مل گئی، سوار ہوا اور بیٹھے بیٹھے سوچنے لگا کہ آخر ایک چائے کیلئے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے مجھے کیوں واپس بلا لیا؟ کیا آپ مجھے آزما رہے تھے؟ کہ فرمانبردار ہوں یا نافرمان، یا پھر کوئی اور وجہ ہے؟ اسی سوچ وفکر میں گاڑی مالدہ کے قریب پہونچ گئی اور رک گئی اس کے آگے بے شمار گاڑیاں کھڑی تھیں، راستہ بالکل بند تھا، معلوم ہوا کہ ابھی ابھی کچھ ہی فاصلے پر ایک بس کا اکسیڈینٹ ہوا ہے، کچھ لوگ جائے وقوع پر ہی دم توڑ چکے ہیں اور کچھ زخمی ہیں جنہیں ہاسپٹل لیجایا جا رہا ہے، میں بس سے اتر کر کچھ آگے بڑھا تو دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو گئے، یہ وہی گاڑی تھی جس میں سوار ہونے کے بعد حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے مجھے واپس بلا لیا تھا، فوراً اللہ کا شکر ادا کیا اور مدرسہ پہونچتے ہی حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کو ٹیلیفون کر کے بتایا کہ حضور آپ کے واپس بلانے سے مجھے ایک نئی زندگی ملی ہے۔ جس بس میں، میں پہلے سوار ہوا تھا اس کا اکسیڈینٹ ہو گیا اور بہت سے لوگ داعیٔ اجل کو لبیک کہہ چکے ہیں، آپ نے فرمایا ''اللہ کا شکر بجا لائیے کہ اس نے آپ کو اس حادثے سے بچا لیا''۔

افسر پر انعام اور گستاخوں کا عبرت ناک انجام

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس کے موقع سے حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ قطب شہر پنڈوہ شریف میں اپنے چہیتے اور جاں نثار مرید جناب داروغہ تیمور مرحوم کے یہاں قیام فرماتے، مریدین ومتوسلین کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری تھا، دیوانوں کا جم غفیر تھا اور آپ وابستگان سلسلہ کو شرائط و آداب بیعت وغیرہ کی تعلیم دے رہے تھے، اسی اثنا میں سی، بی، آئی کا ایک وفد آیا اور جناب عبدالرزاق اشرفی مرحوم خزانچی مخدوم اشرف مشن سے دریافت کیا کہ کیا ہم لوگ آپ کے گرو جی سے کچھ پوچھ سکتے ہیں؟ اس نے کہا کہ حضور سے اجازت لینے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے اشرف الاولیا کو اس کی اطلاع دی کہ ''حضور! کچھ لوگ آپ سے ملنے آئے ہیں اور کچھ پوچھنا چاہتے ہیں، شکل وصورت سے اجنبی معلوم ہوتے ہیں''، آپ نے فرمایا ''ٹھیک ہے، اندر بلالو''، وہ لوگ کمرے میں داخل ہوئے اور ان میں سے ایک شخص نے بنگلہ زبان میں آپ کے سامنے یہ سوالات رکھے:

☆ عرس کا کے بولا ہوئے؟
☆ آپنی اے کھانے کوتو دن تھیکے آستے چھن؟
☆ آپنی براٹ کانفرنس کورتے چھن، تار اُدّیش کی؟
☆ مخدوم بابار سونگے آپنار کی سومبوندھو آچھے؟
☆ آپنی اے کھانے مشن استھاپتو کورتے چھن، تار اُدّیش کی؟

(ترجمہ: عرس کس کو کہتے ہیں؟ آپ یہاں کتنے دنوں سے آرہے ہیں؟ آپ ایک عظیم الشان کانفرنس کر رہے ہیں اس کا مقصد کیا ہے؟ مخدوم پاک کے

ساتھ آپ کا کیا رشتہ ہے؟ آپ یہاں مشن قائم کررہے ہیں اس کا مقصد کیا ہے؟)

اس طرح انہوں نے درجنوں سوالات کر ڈالے اور حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ بڑی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ اس کے ہر سوال کا اطمینان بخش جواب دیتے رہے، پھر دیکھتے ہی دیکھتے آپ پر جلال کی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ نے اسے ڈانٹتے ہوئے فرمایا ''ارے بابو! اپنی زبان تو بولو، اور کتنا بنگلہ بولنا چاہتے ہو؟ اتنا سنتے ہی اس آفیسر پر کپکپی سی طاری ہوگئی، پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگا، بولتی بند ہوگئی، بڑی مشکل سے لڑکھڑاتی ہوئی زبان میں ہندی میں کچھ بولنا چاہا تو آپ نے بغیر کسی پیشگی تعارف کے اپنی چشم ولایت سے اس کی اصلیت کو واشگاف کرتے ہوئے فرمایا۔

''ارے بابو! تمہارا مکان سیپول بہار ہے جہاں شاہی بابا رہتا ہے۔

افسر نے کہا: جی ہاں وہ ہمارا گرو ہے۔

آپ نے فرمایا: تمہارا گرو ہمارا شِشو (چیلا) ہے۔

افسر نے کہا: وہ آپ کا ششو کیسے ہے؟

آپ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

آج سے تقریباً بیس سال پہلے تمہارے گاؤں سے قریب ٹم ٹم کی ایک دُرگھٹنا ہوئی تھی؟

افسر نے کہا: جی ہاں! ہوئی تھی، اور اس میں کچھوچھہ کے ایک بزرگ کا لڑکا بھی سوار تھا وہ اور ٹم ٹم والے صحیح وسلامت تھے اور باقی سب لوگ مر گئے تھے، اور یہ درگھٹنا اس کی بددعا کی وجہ سے ہوئی تھی۔

آپ نے فرمایا: تم اس شہزادے کو پہچانتے ہو؟

افسر نے کہا: جی نہیں،

آپ نے فرمایا: وہ میں ہی ہوں۔ میں بنگلہ دیش کے سفر سے واپس کچھوچھہ شریف جارہا تھا، جب سیپول پہونچا تو دل میں خیال آیا کہ سیپول کے مضافات میں

والد گرامی حضور تاج الاصفیا علیہ الرحمہ کے کچھ مریدین رہتے ہیں، ذرا ان سے ملاقات کر لیتے ہیں پھر گھر نکل جائیں گے۔ اس ارادے سے میں ٹُم ٹُم والے کے پاس پہونچا، دیکھا کچھ اہل ہنود اس پر سوار تھے، میں نے ٹم ٹم والے سے کہا کہ مجھے بھی جانا ہے بٹھالو، اس میں سوار سب بیک زبان ہو کر بولے، نہیں! اس میں جگہ نہیں ہے، ہم لوگ اس کو بُک کر چکے ہیں، پھر میں نے ٹم ٹم والے سے بہت اصرار کیا تو اس کو مجھ پر رحم آ گیا اور ایک کونے میں اپنے پاس بٹھالیا، جب ٹم ٹم کچھ دور آگے نکلا تو ان شر پسندوں نے مجھے بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا اور نازیبا کلمات کہنے لگے، میں نے دل ہی دل میں خیال کیا کہ کس مصیبت میں پھنس گیا؟ آلِ مخدوم کے ساتھ کیسی بدتمیزی ہو رہی ہے؟ پھر میں نے مخدوم پاک کا تصور کیا ابھی ایک لمحہ بھی نہ گذرا تھا کہ اچانک تیز ہوا چلی اور پورا ٹم ٹم اُلٹ گیا، ٹم ٹم چلانے والا، اس کا گھوڑا اور میں تینوں نرم زمین پر بالکل اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے، اور سبھی شر پسند چکے کے نیچے آ کر واصل جہنم ہو گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف سے لوگوں کی بھیڑ جمع ہو گئی اور سب اس عجیب وغریب حادثہ کی وجہ سے مجھے یہ کہنے لگے کہ ”یہ جادوگر ہے، اسی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے“ اسی درمیان شاہی بابا بھی آ گیا اور میرے قدموں میں گر کر بولا :

”مہاراج! چھما چاہتا ہوں، جو ہو گیا سو ہو گیا، اب آپ کے ساتھ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔

میں نے کہا: میں نے کچھ نہیں کیا۔

شاہی بابا بولا: ”میں آنترک گیان اور دھیان کے مادھیم سے دیکھتا ہوں کہ آپ کو جن لوگوں نے ستایا وہ خود بخود اس نتیجے کو پہنچے۔ آپ معاف کر دیں“

میں نے کہا: جاؤ بابا! اب کچھ نہیں ہوگا۔ پھر بابا نے مجھے وہاں سے والد صاحب کے مریدین کی بستی میں پہونچایا۔

آپ کی زبان سے اتنا سننا تھا کہ سی، بی، آئی کا وہ اعلیٰ افسر جو آپ کے اور مخدوم اشرف مشن کے خلاف دستاویز تیار کر رہا تھا سب آپ کے سامنے پھاڑ ڈالا اور عرض کیا:

”بابا! ہم نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، آپ کی ہستی کتنی مہان ہے، اب ہمیں بالکل سمجھ میں آ گیا، ہم نے آپ کے خلاف تیار کی ہوئی ان سبھی رپورٹوں کو پھاڑ دیا، آپ ہمیں معاف کر دیجئے“۔

☆☆☆☆☆

آنکھوں کی روشنی واپس ہوگئی

آپ نے فرمایا: ”تمہارے لڑکے کی آنکھ خراب ہو گئی ہے، جس کے لئے تم پریشان رہتے ہو، جاؤ، وہ صحیح ہو جائے گا۔ حضور آئینۂ ہند کی بارگاہ میں اس کی حاضری دلا دینا۔“ اتنا سنتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور قدموں میں گر کر عرض کیا، بابا! آپ نے بالکل صحیح کہا ہے، میں بہت دنوں سے پریشان ہوں، ڈاکٹروں کے مشوروں کے مطابق لینس بھی خرید کر لگا چکا ہوں اس کے باوجود کوئی فائدہ نہیں اور دن بدن روشنی کم ہوتی جا رہی ہے۔ آپ نے اس کو مزید تشفی دیتے ہوئے فرمایا ”اب لینس لگانے کی ضرورت نہیں رہے گی، بغیر لینس کے اس کی آنکھ درست ہو جائے گی میں دعا کرتا ہوں“۔

وہ گھر گیا، اس کے لڑکے کی آنکھ بالکل درست ہو چکی تھی، دیکھ کر خوشی سے مچل اٹھا اور پیران پیر سعد اللہ پور میں اپنے لڑکے سمیت حاضر ہو کر آپ کا قدم بوس ہوا۔

☆☆☆☆☆

نگاہِ ولایت سے جلانے والے گمراہ پیر کی نقاب کشائی

حضور اشرف الاولیاعلیہ الرحمہ کی ایک دفعہ بنگلہ دیش میں ایک جلانے والے گمراہ پیر سے ملاقات ہوئی، آپ نے اپنی نگاہ ولایت سے اس کی اصلیت کی نقاب کشائی فرمائی اور سینکڑوں مسلمانوں کو اس کی مکاری اور عیاری سے نجات دلائی۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

بنگلہ دیش کے سفر تبلیغ میں کچھ لوگوں کے ذریعہ آپ کو اطلاع ملی کہ ایک پیر صاحب کا یہاں آئے ہوئے ہیں جو لوگوں کو کرامت دکھا کر مرید کرتے ہیں، جو لوگ کسی شیخ سے شرف بیعت حاصل کر چکے ہیں انہیں بھی زبردستی مرید کر لیتے ہیں جو ان کا مرید ہو جاتا ہے اس کے سر پر اپنا لعاب دہن ڈال دیتے ہیں جب وہ اپنا سَر دھوتا ہے تو اس سے دودھ کے مانند پانی کے قطرے نکلتے ہیں اس کو وہ دین ودنیا کی کامیابی کی علامت بتاتا ہے۔ اور جو مرید ہونے سے انکار کرتا ہے اس کے سر پر جب اپنا لعاب دہن ڈالتے ہیں تو دھوتے وقت آگ کی چنگاری جیسی نکلتی ہے جس کو وہ اس کی ناکامی ومحرومی کی نشانی بتاتا ہے۔

اسی طرح کی دسیسہ کاریوں سے وہ سینکڑوں بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں گرفتار کر چکا ہے اور کافی لوگوں کو اپنی گمرہی کے دلدل میں پھنسا چکا ہے۔ اس کی اس مکاری اور عیاری کی وجہ سے ہر جگہ اس کی جھوٹی ولایت وکرامت کا چرچا ہے۔ جس کی بدولت وہ گھوم گھوم کر عزت ودولت حاصل کر رہا ہے۔

جب حضور اشرف الاولیاعلیہ الرحمہ بنگلہ دیش میں اپنے چہیتے مرید جج کے یہاں پہنچے تو ان کے ذریعے سے اس گمراہ پیر کی یہ پوری داستان آپ کو معلوم ہوئی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کا قیام اسی جج کے یہاں ہے جہاں آپ قیام فرما ہیں، شام

کو وہ اپنے سفر مکر وفریب سے واپس آیا، اپنی جائے قیام پر حضور اشرف الاولیاعلیہ الرحمہ کا نورانی چہرہ دیکھ کر اس کو اپنے انجام کا احساس ہونے لگا اور جج صاحب پر ساون بھادوں کی طرح برس پڑا، ''میرے ہوتے ہوئے تم نے ان کو یہاں کیوں ٹھہرایا؟'' جج صاحب نے خوفزدہ ہوکر جواب دیا ''یہ بھی میرے پیر ہیں بہت دنوں سے یہاں آتے ہیں، اور ان کے طعام وقیام کا انتظام میرے یہاں ہی ہوتا ہے''۔

رات کو حضور اشرف الاولیاعلیہ الرحمہ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد وظیفہ میں مشغول ہو گئے اور اس گمراہ پیر کی گمراہی کی اصلیت کے بارے میں غور وفکر کرنے لگے۔ آپ پر کشف احوال کے ذریعہ یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ اس کے پاس ایک جھولا ہے، جس میں صرف جڑی بوٹیاں ہیں۔ ان میں ایک جڑی ایسی ہے کہ جب وہ اس کو چبا کر پھینک دیتا ہے تو اس سے آگ کی چنگاری جیسی نکلتی دکھائی دیتی ہے اور ایک جڑی ایسی ہے کہ جب اس کو چبا کر پھینکتا ہے تو اس سے دودھیا رنگ کا پانی نکلتا دکھائی دیتا ہے، وہ اسی حربہ کو استعمال کر کے لوگوں کو اپنے مکر وفریب کے جال میں پھنساتا ہے۔ جب آپ کو اس کی گمراہ گری کی اصلیت کا علم ہوا تو آپ نے خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کیا، فجر کی نماز ادا کی اور بستر استراحت پر محوخواب ہو گئے۔

جج کے مکان پر بعد فجر سے ہی عقیدت مندوں کا ہجوم لگ گیا تھا۔ سبھی شوق دید میں مچل رہے تھے، جب آپ نیند سے بیدار ہوئے، ضروریات اور ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہوئے، کافی تعداد میں لوگ آپ کی زیارت اور قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے اور آپ سب کی خبر وخیریت پوچھتے رہے۔

عقیدت مندوں کا ہجوم اور یہ سارا منظر دیکھ کر وہ گمراہ پیر غصے سے اور بھی آگ بگولہ ہو رہا تھا، آپ نے جج صاحب سے فرمایا۔ جو جلانے والے پیر صاحب آپ کے یہاں چند مہینوں سے قیام فرما ہیں ان کو بلایا جائے، جج صاحب نے ان

سے جا کر کہا کہ: ہمارے پیرومرشد حضور اشرف الاولیا آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔ یہ سن کر اس پر کپکپی سی طاری ہونے لگی، دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں، جڑی بوٹی کا جھولا لیا اور پوری تیاری کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں پہونچا، حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حاضرین سے اس کے تعلق سے فرمایا ''یہ جو دو مہینوں سے گھوم گھوم کر آپ کے یہاں مرید کر رہا ہے یہ نہایت ہی دھوکا باز ہے، ایمان کا لٹیرا ہے، اس کے ہاتھ پر بیعت ہونا حرام، اشد حرام ہے۔'' اتنا سننا تھا کہ اس کو سخت غصہ آیا اور کھسیانی بلی کی طرح کہنے لگا ''اور زیادہ مت بولو، ورنہ تم کو بھی جلا ڈالوں گا اور سب کو پتہ چل جائے گا کہ کون صحیح پیر ہے اور کون گمراہ؟''

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ: ''اے مردود! تم مجھے کیا جلاؤ گے، کہو تو میں تمہیں جلا دوں؟'' یہ سن کر اس نے فوراً اپنے جھولے سے جڑی نکالنے کے لئے اس میں ہاتھ ڈالا تو یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا کہ اس کے جھولے میں ایک بھی جڑی نہیں تھی، اس کی مصنوعی بزرگی کے تمام ہتھیار غائب ہو چکے تھے، جھولا بالکل خالی پڑا تھا، جبکہ اپنے کمرے سے نکلتے وقت جھولے میں جڑی بوٹیاں بھر کر لایا تھا۔ اس کے باوجود بھی وہ معافی کا طلب گار نہیں ہوا، بلکہ اپنی شرمندگی پر پردہ ڈالنے کے لئے آپ سے بے جا بحث کرنے لگا۔ حاضرین سمجھ گئے کہ اس میں حضور اشرف الاولیا کو جلانے کی طاقت نہیں ہے۔ یہ منظر دیکھ کر سب نے آپ سے عرض کیا کہ حضور! وہ تو آپ کو نہیں جلا سکا آپ ہی اس کو جلا دیں۔ آپ نے فرمایا: چھوڑو، اس کو اپنے کرتوت کی سزا مل جائے گی۔ مگر سب جلانے کا اصرار کرنے لگے، آپ نے معتقدین کے اصرار پر ایک نگاہ پُر جلال اس پر ڈالی، وہ مبہوت ہوگیا اور اس کے پورے جسم میں آگ کے گولے نظر آنے لگے۔ یہ نظارہ دیکھ کر سب نے بیک زبان ہو کر کہا '' آپنی ستو پیر آچھن'' (آپ سچے پیر ہیں)۔

حضور اشرف الاولیا کا جلال اور لوگوں کا یہ رجحان دیکھ کر اب وہ معافی مانگنے لگا۔ آپ نے اس سے وعدہ لیا کہ وہ آئندہ اس طرح کبھی مسلمانوں کو دھوکا نہیں دے گا۔ پھر اسے معاف کر کے اس کے لئے صراط مستقیم کی آپ نے دعا فرمائی اور اس کے دودھیا رنگ اور چنگاری والی جڑی بوٹیوں کی اصلیت کے بارے میں تمام حاضرین کو آپ نے بتایا تو سب اس کی مکاری و عیاری سے حیرت زدہ رہ گئے اور فسخ بیعت کئے۔

اس کتاب میں جو کچھ بھی بیان ہوا وہ حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی مبارک زندگی کا ایک مختصر سا حصہ ہے جس کو راقم السطور نے جانشین اشرف الاولیا اور حضور اشرف الاولیا قدس سرہٗ کے مریدین و معتقدین و وابستگان سلسلۂ اشرفیہ سے معلومات حاصل کر کے یکجا کیا ہے اور اپنی ناقص فہم و ادراک سے ٹوٹے ہوئے الفاظ میں سمیٹ کر صفحات قرطاس میں ایک گلدستہ کی شکل میں ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کیا ہے، حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات کا مکمل تفصیلی جائزہ پیش کرنے کے لئے دور دراز مقامات کا سفر، جہد مسلسل، محنت و جانفشانی، تگ و دو اور کافی وقت کی ضرورت ہے جو کہ ایک مستقل کام ہے اور وہ بھی کسی فرد واحد کے بس کی بات نہیں بلکہ اس کے لئے افراد کی ضرورت ہے۔

چراغ سے چراغ جلتے ہیں، امید ہے کہ مستقبل میں حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی پاکیزہ حیات اور زریں خدمات کے وہ باقی گوشے جہاں تک ہم رسائی حاصل نہیں کر سکے اور اس کتاب میں ان کا ذکر نہیں آیا ان کی طرف اہل علم کی توجہ ہوگی جو کہ سوانح اشرف الاولیا کے باب میں ایک گراں قدر اضافہ تصور کیا جائے گا اور بہترین خراج عقیدت بھی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس کتاب کو شرف قبولیت بخشے، بزرگان دین کے

نقوش زندگی کو ہم سبھوں کے لئے مشعل راہ بنائے اور مرشد گرامی حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ کی قبر انور پر رحمت ونور کی بارش برسائے اور آپ کے فیضان سے تمام مریدین ومعتقدین، وابستگان سلسلۂ اشرفیہ اور تمام مسلمانوں کو خوب مالا مال کرے۔

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

وماتوفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل

تمت بالخیر

طالب دعا:

محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

خادم افتا واستاذ حدیث وفقہ

ادارۂ شرعیہ اتر پردیش، رائے بریلی، یوپی

۱۲؍ربیع الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۳۰ مارچ ۲۰۰۷ء شب جمعہ

مناقب ومنظومات

منقبت

نتیجہ فکر: تاج الشعرا مولانا سلمان رضا فریدؔی مسقط عمان

رہبر حق نمااشرف الاولیا — تاجِ عزوعُلااشرف الاولیا
نبضِ ہستی میں حسنین کا ہے لہو — عکس شیرِ خدا اشرف الاولیا
جس پہ گلزارِ اشرف کوبھی ناز ہے — وہ گلے باصفا اشرف الاولیا
سادگی اور فکر وغنا لاجواب — زاہد وپارسااشرف الاولیا
ان کاملنا ہے وصل نبی کاسبب — مصطفیٰ کی رضا اشرف الاولیا
نام ہے ان کے کردار پرمنطبق — خلق کے مجتبیٰ اشرف الاولیا
ان کی سیرت کی یہ کہکشاں خوب ہے — جس میں جلوہ نما اشرف الاولیا
لائے اس کوسجاکر کمالؔ اشرفی — کردیں چشم عطا اشرف الاولیا
حسن ِ فکر مؤلف نکھرتا رہے — دیں کرم کی عبااشرف الاولیا
مرشدِ پاک کی دید ہو عید ہو — بخشیں شرف لِقا اشرف الاولیا
اِک نظر جس نے دیکھا دیوانہ ہوا — ایسے تھے خوش اداشرف الاولیا
جلوۂ زندگی منفرد بے بدل — زینت اصفیا اشرف الاولیا
وقت کے چرخ پراب بھی ہیں جلوہ گر — بن کے مہر بقااشرف الاولیا
رنگ ونورِ کچھوچھہ سلامت رہے — جس کے ہیں آئینہ اشرف الاولیا

کاش فکر فریدؔی کوبھی بخش دیں
اپنے فن کی ضیا اشرف الاولیا

منقبت

نتیجہ فکر: ابوارسلان سید قیصر خالد فردوسی (دہلی)

عکسِ نورِ خدا، اشرف الاولیا ، پر تو مصطفےٰ اشرف الاولیا
نورِحق کی ضیأ ، اشرف الاولیأ ، دین کے مقتدا، اشرف الاولیا
آلِ شاہِ ہدیٰ اشرف الاولیا،ابنِ شیرِ خدا اشرف الاولیا
آسمانِ ولایت پہ ہیں آج بھی، بن کےحق کی گھٹااشرف الاولیا
ظلمتِ کفر کافور ہونے لگی، ہر مصیبت مری دور ہونے لگی
بارشِ رحمت ونور میں جب ہوا، آپ کا تذکرہ اشرف الاولیا
ہم غلاموں پہ فیضانِ مخدوم ہے، جوبھی ہے بدعقیدہ وہ محروم ہے
آج بھی ہر طرف آپ کی دھوم ہے،اے مرے پیشوااشرف الاولیا
گلشنِ شاہِ سمناں کی تازہ کلی، یعنی آلِ نبی ابنِ مولیٰ علی
سیّدی مرشدی حضرتِ قادری، آپ کی ہیں عطا اشرف الاولیا
جس کو کہتے ہیں مخدوم اشرف مشن، اہلِ سنت کا ہے لہلہاتا چمن
ارضِ پنڈوہ پہ یہ مرکزِ علم وفن، آپ نے ہے دیا اشرف الاولیا
کیجئے اپنے قیصر پہ چشمِ کرم، دور ہوجائے دل سے ہراک رنج وغم
چھوڑکر آپ کا در کہاں جائیں ہم، اے مرے رہنمااشرف الاولیا

منقبت

نتیجہ فکر: شاعر اسلام اسد اقبال کلکتوی

جب آتا ہے مرے دل میں خیال مجتبیٰ اشرف
نظر میں رقص کرتا ہے جمال مجتبیٰ اشرف

ہزاروں غیر مسلم کو بنایا آپ نے مؤمن
دلوں پر نقش ہے اب بھی کمال مجتبیٰ اشرف

مرے مرشد کی ہیبت سے منافق کانپ اٹھتا تھا
جلا دیتا تھا باطل کو جلال مجتبیٰ اشرف

در و دیوار جس کی روشنی سے جگمگا اٹھے
مرے آنگن میں اترا ہے ہلال مجتبیٰ اشرف

چمکتا چاند سا چہرہ جبیں رشک قمر جن کی
کوئی کس طرح لائے گا مثال مجتبیٰ اشرف

اسدؔ تاریکیوں کا اب کوئی خدشہ نہیں مجھ کو
اُفق پر دل کے روشن ہے ہلال مجتبیٰ اشرف

منقبت

نتیجہ فکر: خلیفہ تاج الاولیا مولانا محمد طاہر اشرفی مصباحی عاصیؔ کلکتوی

تصوف کے علمبردار میرے مجتبیٰ اشرف
ولایت کے قطب مینار میرے مجتبیٰ اشرف

تمہاری دید کی پیاسی ہیں برسوں سے مری آنکھیں
پلا دو شربت دیدار میرے مجتبیٰ اشرف

بھلا سکتی نہیں یہ روح تم کو آخری دم تک
کیا تم نے ہے اتنا پیار میرے مجتبیٰ اشرف

نبی کیا عاشقوں کے واسطے تم پھول اور شبنم
وہابی کے لیے تلوار میرے مجتبیٰ اشرف

جلال الدین کی صورت میں وہ ہیرا دیا جس سے
چمک اٹھے در و دیوار میرے مجتبیٰ اشرف

دیا تم نے ہے تاج الاولیا کی شکل و صورت میں
مشن کو اک حسیں معمار میرے مجتبیٰ اشرف

وہ کشتی ڈوب سکتی ہی نہیں موج حوادث میں
ہوں جس کشتی کے کھیون ہار میرے مجتبیٰ اشرف

تمہارا دن نبی کے دین کی تعلیم کا محور
تمہاری رات شب بیدار میرے مجتبیٰ اشرف

تمہارے فیض کی بارش تو ہر جانب برستی ہے
ادھر بھی کردو کچھ بوچھار میرے مجتبیٰ اشرف

بچانا لاج مجھ عاصؔی کی دنیا آخرت میں تم
تمہارا ہوں کفش بردار میرے مجتبیٰ اشرف

☆☆☆☆☆☆

منقبت

نتیجہ فکر: عاصؔی کلکتوی

ہدایت کے لئے شمع فروزاں مجتبیٰ اشرف
ولایت کے ہیں اک مہر درخشاں مجتبی اشرف

تمہاری ذات فخر اولیا و اصفیا ٹھہری
تمہارا روئے روشن ماہ تاباں مجتبی اشرف

ہے اہل حق کی خاطر ان کا لہجہ پھول اور شبنم
ہیں باطل کیلئے شمشیر براں مجتبی اشرف

مری آنکھوں کے چلمن میں مرے اس دل کے گلشن میں
مہکتے ہیں گل مخدوم سمناں مجتبی اشرف

وہ ہیں آل رسول پاک جنت ان کے گھر کی ہے
یقیناً ہیں مری بخشش کا ساماں مجتبی اشرف

مجھے کیوں ڈر ہو دشمن کا حوادث کا بلاؤں کا
مرے ہاتھوں میں ہے جب تیرا داماں مجتبی اشرف

سسکتا اور بلکتا جو تمہارے در پہ آیا ہے
تمہارے در سے وہ پلٹا ہے خنداں مجتبی اشرف

تمہارے ذکر سے قلب و جگر کو چین ملتا ہے
تمہاری یاد تسکین دل و جاں مجتبی اشرف

دکھادو اپنا جلوہ خواب میں پھر اپنے عاصؔی کو
مچلتا ہے ہر اک دل میں یہ ارماں مجتبی اشرف

منقبت

نتیجہ فکر: عاصیؔ کلکتوی

نورِ حسنین جس میں ہے آتا نظر تم ہو وہ آئینہ اشرف الاولیا
تم کو جو دیکھ لے بالیقیں دیکھ لے جلوہ مصطفیٰ اشرف الاولیا

تم ہو خاتون جنت کے لخت جگر غوث بغداد کے تم ہو نور نظر
خواجہ ہند کی شاہ سمنان کی تم ہو نوری عطا اشرف الاولیا

آیت عشق و الفت کی تفسیر تم وصل مولی کی مضبوط زنجیر تم
بخششوں کا سفر جنتوں کی ڈگر ہے ترا نقش پا اشرف الاولیا

فیض گنج نبات آپ کی ذات ہے علم اور فضل جس در کی خیرات ہے
صدقہ پنڈوہ کردو ہم کو عطا شاہ جود وسخا اشرف الاولیا

علم و حکمت کا یہ لہلہاتا چمن تیری سوغات مخدوم اشرف مشن
باغباں اس کے پھولیں پھلیں حشر تک ہے تمہاری دعا اشرف الاولیا

آج گلشن پہ آیا ہے رنگ شباب ہیں کھلے اس چمن میں چھہتر گلاب
اپنی چشم عنایت سے کردیجئے ان کو خوشبو عطا اشرف الاولیا

میں سمجھتا ہوں تم میری تقدیر ہو ہے نصیبہ مرا تم مرے پیر ہو
کاسہ لیکر کھڑا ہوں میں دربار میں بھر دو جھولی شہا اشرف الاولیا

آرزوؤں کی شمعیں جلائے ہوئے آئے ہیں دور سے لو لگائے ہوئے
بجھ نہ جائے کہیں یہ چراغ سحر سن لو سب کی صدا اشرف الاولیا

تیرے سر معرفت کا حسیں تاج ہے تیری خاک قدم میری معراج ہے
اپنے عاصیؔ کو مخدوم سمنان کا کردو صدقہ عطا اشرف الاولیا

منقبت

نتیجہ فکر: عاصیؔ کلکتوی

آسمانِ ولایت کا تارہ سیدی اشرف الاولیا ہیں
میرے عشق و عقیدت کا قبلہ سیدی اشرف الاولیا ہیں

اس میں تاریکیاں کیوں کر آئیں ظلمتیں اس میں کیسے سمائیں
دل میں بن کر مدینے کا جلوہ سیدی اشرف الاولیا ہیں

گل چمن میں ہزاروں ہیں یوں تو سب کی خوشبو نرالی ہے لیکن
جس پہ نازاں ہے سارا کچھوچھہ سیدی اشرف الاولیا ہیں

ہے تپش تیری فکر وعلم کی ہر طرف دھوپ ہے رنج و غم کی
ہم مریدوں پہ رحمت کا سایہ سیدی اشرف الاولیا ہیں

قادری شمع روشن ہے اس جا غور سے دیکھئے نوری جلوہ
ایسا لگتا ہے خود جلوہ فرماں سیدی اشرف الاولیا ہیں

☆☆☆☆☆

منقبت

نتیجہ فکر: عاصیؔ کلکتوی

قلب ہوتا ہے جس سے منور وہ ضیا اشرف الاولیا ہیں
روح ہوتی ہے جس سے معطر وہ ہوا اشرف الاولیا ہیں

زلف جاناں معطر معطر روئے تاباں منور منور
چاند بدلی کا شرمائے ایسے مہہ لقا اشرف الاولیا ہیں

ہر قدم جن کا تقویٰ طہارت ایک اک سانس جس کی عبادت
حق کے جلووں کو گر دیکھنا ہو آئینہ اشرف الاولیا ہیں

ہے عیاں ان کی روشن ضمیری رشکِ شاہی ہے ان کی فقیری
مظہرِ سرِّ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ باخدا اشرف الاولیا ہیں

علم پر جن کے دنیا ہے حیراں متقی جن کے تقوے پہ قرباں
تاج ہیں جن کے قدموں پہ نازاں وہ شہا اشرف الاولیا ہیں

مفلسو بے پرو بے نواؤ آؤ آجاؤ دامن میں آؤ
جس میں پرواز کرتے ہیں کتنے وہ فضا اشرف الاولیا ہیں

کتنے پھولوں کو مہکایا تم نے کتنے ذروں کو چمکایا تم نے
اک نظر اس طرف ہم بھی تیری نقش پا اشرف الاولیا ہیں

ان کی نگہ کرم آج بھی ہے ان کے ہاتھوں مری لاج بھی ہے
طاہرؔ خستہ جاں کے دکھوں کا آسرا اشرف الاولیا ہیں

منقبت

نتیجہ فکر: عاشقؔ رائے بریلوی (لکھنو)

فخر و نازِ علم و حکمت مجتبیٰ اشرف سے ہے
رونق حسن طریقت مجتبیٰ اشرف سے ہے

نسبت مخدوم اشرف کا ہے فیض جاری
اہلِ باطن کو عقیدت مجتبیٰ اشرف سے ہے

ہر گھڑی جلووں کی تابانی ہے رنگ و نور ہے
آئینے کی اب یہ صورت مجتبیٰ اشرف سے ہے

مل گیا جس کو مقدر سے غلامی کا شرف
اُس کی عزت اور شہرت مجتبیٰ اشرف سے ہے

صاحبان علم و فن دعویٰ تو کرتے ہیں مگر
علم اور فن کی یہ دولت مجتبیٰ اشرف سے ہے

بس سمجھ لو مشکلیں آسان اس کی ہو گئیں
جس کے دل کو بھی محبت مجتبیٰ اشرف سے ہے

محفل شعر و سخن ہو یا کہ ہو بزم سماع
حسن خلوت اور جلوت مجتبیٰ اشرف سے ہے

ایک عاشقؔ ناتواں کی حیثیت کچھ بھی نہیں
ہاں مگر یہ قدر و قیمت مجتبیٰ اشرف سے ہے

منقبت

نتیجۂ فکر: اشرف الشعرا مولانا عثمان غنی اشرفی (دارجلنگ)

گدائے کوچۂ اشرف بنالو مجتبیٰ اشرف
خدارا گرنے والے کو سنبھالو مجتبیٰ اشرف

پلادو چشم میگوں سے کہ میں سرشار ہوجاؤں
کرم سے ساغر اشرف اچھالو مجتبیٰ اشرف

گھرا ہوں بحرِ غم میں ڈوبنے کو ہے میری کشتی
مجھے طوفاں کی زد سے نکالو مجتبیٰ اشرف

تمہاری یاد میں کھویا ہوں کیف عشق طاری ہے
مجھے بھی اپنا دیوانہ بنالو مجتبیٰ اشرف

تڑپتا ہے دلِ مضطر تمہاری یاد میں آقا
مجھے اب اپنے روضہ پر بلالو مجتبیٰ اشرف

مِشن مخدوم اشرف کا سدا پھولے پھلے آقا
حسَد کی آگ سے اس کو بچالو مجتبیٰ اشرف

ہمیشہ بول بالا شاہ سید قادری کا ہو
سدا کام ان سے اپنے دین کا لو مجتبیٰ اشرف

بنالو اپنے عثماںؔ کو بھی کتّا اپنی چوکھٹ کا
اسے دَر دَر کی کی ٹھوکر سے بچالو مجتبیٰ اشرف

منقبت

نتیجۂ فکر: مولانا نظام حسنینؔ علائی

جہاں میں بج رہا ڈنکا ہمارے پیر و مرشد کا
قیامت تک رہے شہرہ ہمارے پیر و مرشد کا

شریعت میں طریقت میں سخاوت میں شجاعت میں
کوئی ثانی نہیں ملتا ہمارے پیرومرشد کا

ہمارے مجتبیٰ اشرف کا ہر دیوانہ کہہ اٹھا
کبھی دامن نہ چھوٹے گا ہمارے پیرومرشد کا

وہ ہو بھوٹان، عربستان، پاکستان یا بھارت
بہر سو چھا گیا جلوہ ہمارے پیرومرشد کا

مشن کی اینٹ کہتی ہے مجھے دیکھو ذرا آکر
اگر ہو دیکھنا چہرہ ہمارے پیرومرشد کا

مجھے حسنینؔ نسبت ہے علی کے دونوں پھولوں سے
یقیناً مجھ پہ ہے سایہ ہمارے پیر ومرشد کا

☆☆☆☆☆